جرح وتعدیل کی پہلی کتاب

جرح وتعدیل
کے
اصول وضوابط

تالیف

محمدّ ابراھیم بن بشیر الحُسَینوی
مدیر: جامعہ امام احمد بن حنبلؒ، قصور

مراجعت

حافظ شاہد رفیق
فاضل مدینہ یونیورسٹی

ناشر
دار ابن بشیر
حمیدہ ویلفیئر فاؤنڈیشن
03024056187

جرح و تعدیل کے اصول وضوابط

تالیف

محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی

مراجعت

حافظ شاہد رفیق

اشاعت طبع دوم .... دسمبر 2020ء

ناشر

دار ابن بشیر

حمیدہ ویلفیئر فاؤنڈیشن

حسین خانوالا ہٹھاڑ

تحصیل وضلع قصور، پنجاب۔ پاکستان

+92 302 4056 187

Email: ialhusainwy@gmail.com Web: www.ihitrust.com

فہرست مضامین

- تقریظ 9
- مقدمہ 11
- کتبِ جرح وتعدیل کا وجود اللہ تعالی کا احسان عظیم ہے 12
- سند کا وجود اور اس کی اہمیت پر سلف کے اقوال 12
- بے بنیاد روایات کی تعداد 13
- صحیح احادیث کا دفاع کرنا جہاد ہے 14

پہلا باب: ...... جرح وتعدیل کے اصول

- جرح وتعدیل کی اہمیت 21
- جرح کرنا غیبت نہیں 21
- موجودہ علماء پر جرح کرنا جائز نہیں 23
- شروطِ جارح ومعدل 24
- جرح وتعدیل میں تعارض اور اس کا حل 25
- مراتب جرح وتعدیل 27
- رواۃِ حدیث کی تحقیق کے متعلق اصول 32
- راوی کی تحقیق کرنے کا طریقہ 32
- اصولِ تحقیق رواۃ پر جرح وتعدیل اور متاخرین ومتقدمین محدثین کے درمیان فرق 35
- مدلسین کی طبقاتی تقسیم، ائمہ متاخرین کے اصول، مسئلہ حسن لغیرہ 37
- کیا حافظ ابن حجر کی کتاب طبقات المدلسین فضول ہے؟ 37
- ائمہ متقدمین ومتاخرین کا شوشہ، اور ائمہ متاخرین کے اصولوں کی حجیت 38

- کیا حسن لغیرہ حدیث متقدمین سے ثابت نہیں؟ 41
- امام ترمذی رحمہ اللہ ائمہ متقدمین میں سے ہیں 42
- سند میں سفیان سے مراد؟ 43
- جرح کرنے والا اگر خود ضعیف ہے تو اس کی جرح قبول نہیں کی جائے گی 43
- راوی کا بدعتی ہونا عدالت کے منافی نہیں 44
- الزام کی تحقیق کرنا 44
- صرف ثقہ راوی سے بیان کرنے والے (یہ اغلبی ہے کلی نہیں) 44
- جرح وتعدیل لکھنے کا طریقہ 45
- ابوالرجال لقب کی وجہ 46
- رواۃ کے متعلق بعض اہم قواعد 46
- تقریب التہذیب کو زبانی یاد کرنے کا طریقہ 46
- بعض راویوں کے ناموں کی تحقیق اور ضبط کا بیان 47
- بعض نسبتوں کا بیان 49
- دیگر ناموں کا بیان 49

دوسرا باب...... ائمہ جرح وتعدیل اور ان کی خاص اصطلاحات

- پہلی صدی ہجری کے بعض ائمہ جرح وتعدیل 58
- دوسری صدی ہجری کے مشہور ائمہ جرح وتعدیل 58
- تیسری صدی ہجری کے مشہور ائمہ جرح وتعدیل 59
- چوتھی صدی ہجری کے بعض ائمہ جرح وتعدیل 59
- ائمہ جرح وتعدیل کی اقسام 60
- بعض ائمہ جرح وتعدیل کی خاص اصطلاحات 61
- امام ابوحاتم الرازی کی خاص اصطلاحات 61
- امام ابن معین کی خاص اصطلاحات 62

- امام بخاری کی خاص اصطلاحات 63
- کسی راوی پر سکوت 65
- امام بخاری کی اخطاء واوہام پر تنقید 66
- امام ابن عدی کی خاص اصطلاحات 67

تیسرا باب......ائمہ جرح وتعدیل کے حالات اور کتب جرح وتعدیل کا منہج

- امام یحییٰ بن معین 68
- امام ابن معین رحمہ اللہ کی کتبِ جرح وتعدیل کا منہج 70
- التاریخ لیحیی بن معین روایة الدوری 72
- معرفة الرجال لابن معین روایة ابی العباس ابن محرز البغدادی 73
- سؤالات ابی اسحاق ابراهیم بن الجنید لابن معین 73
- من کلام ابی زکریا یحیی بن معین فی الرجال 73
- سؤالات عثمان بن طالوت البصری لابن معین 74
- تاریخ عثمان بن سعید الدارمی عن ابن معین فی تخریج 74
- کتب سؤالات کی اہمیت 74
- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے حالات 76
- امام احمد بن حنبل کی کتبِ جرح وتعدیل کا منہج 81
- الأسامی والکنٰی 81
- العلل و معرفة الرجال روایة عبداللّٰه بن احمد بن حنبل 82
- العلل ومعرفة الرجال لامام احمد روایة المروذی 82
- سؤالات ابی داود لامام احمد بن حنبل فی جرح الرواة و تعدیلهم 82
- سؤالات ابی بکر الاثرم لامام احمد فی الجرح و التعدیل 83
- مسائل الامام ابی عبداللّٰه احمد بن حنبل روایة ابنه ابی الفضل صالح .. 83
- مسائل الامام احمد روایة ابی القاسم 83

- موسوعة اقوال الامام احمد بن حنبل 83
- بحرالدم فیمن تکلم فیه الامام احمد بمدح او ذم لابن عبدالهادی 84
- امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ 84
- اماابوزرعہ رازی رحمہ اللہ 84
- امام ابن شاہین 86
- التاریخ الکبیر للبخاری اور الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم کا منہج 88
- التاریخ الکبیر للبخاری کا منہج 88
- امام بخاری کے جرح وتعدیل کے بعض حکموں پر تنقید 92
- الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم کا منہج 92
- پہلی جلد تقدمة المعرفة لکتاب الجرح والتعدیل کا تعارف 93
- الجرح والتعدیل کی جلد ۲ تا ۹ تک کا منہج 93
- امام دارقطنی رحمہ اللہ کے حالات اور ان کی کتب کا منہج 94
- امام دارقطنی امام الجرح والتعدیل تھے 96
- سنن الدارقطنی 99
- رؤیۃ اللہ 101
- کتاب العلل 102
- جزء ابی طاهر 103
- التتبع 103
- کتاب الصفات 104
- غرائب مالك 104
- فضائل الصحابة 104
- النزول 105
- امام دارقطنی کی کتبِ جرح وتعدیل کا منہج 105
- سؤالات ابی بکر البرقانی للامام الدارقطنی فی الجرح والتعدیل 105

- سؤالات ابی عبدالرحمن السلمی للامام الدارقطنی ... 105
- سؤالات ابی عبداللّٰہ الحاکم النیشا بوری للامام الدارقطنی ... 105
- سؤالات حمزة بن یوسف السَهمی للامام ابی الحسن الدارقطنی .. 106
- سؤالات ابی عبداللّٰہ بن بکیر البغدادی للام الدارقطنی ... 106
- موسوعة اقوال الدار قطنی 106
- امام دارقطنی کی دیگر کتبِ جرح وتعدیل 107
- امام ابن حبان رحمہ اللہ کی کتبِ رجال کا منہج 107
- فن رجال پر کتب 108
- الثقات لابن حبان کا منہج 109
- کیا امام ابنِ حبان جرح میں متشدد اور توثیق میں متساہل ہیں؟ 111
- کتاب المجروحین 113
- تاریخ بغداد کا منہج 114
- سؤالات الآجری 115
- امام ابوبشر الدولابی رحمہ اللہ 116
- الکنی والاسماء للدولابی 116
- سیر اعلام النبلاء للذہبی کا منہج 117
- حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی کتب رجال کا منہج 117
- حافظ ابن حجر کی فنِ رجال پر کتب 118
- ہُدی الساری میں رجال کی بحوث 119
- حافظ ابن حجر کی کتبِ تخریج 119
- لسان المیزان کا منہج 120
- تہذیب التہذیب کا منہج 121
- تعجیل المنفعة لمن یرید زوائد رجال الائمة الاربعة کا منہج 122
- تقریب التہذیب لابن حجر کا منہج 124

- کیا حافظ ابن حجر کے تقریب میں تمام رواۃ پر حکموں سے اتفاق ہے؟ 126
- کیا تقریب التہذیب میں کتب ستہ کے تمام رواۃ موجود ہیں؟ 126
- کتب ستہ کے رجال پر کتب 126
- عام کتب حدیث کے رجال 126
- ائمہ اربعہ کی کتب کے رجال 127
- ثقہ رواۃ پر کتب 127
- کیا امام عجلی نے صرف ثقہ رواۃ پر یہ کتاب لکھی؟ 127
- چند مثالیں 127
- ضعیف رواۃ پر کتب 128
- امام ابن عدی کا منہج 129
- کتاب الضعفاء والمتروکین للدولابی 129
- طبقات رجال پر کتب 130
- طبقات پر لکھی گئی کتب 130
- دیگر فنون کے ماہرین کے طبقات پر کتب 131
- حروف تہجی کے اعتبار سے کتب جرح وتعدیل 132
- جامع السؤالات الحدیثیة 132
- علمائے احناف اور جرح وتعدیل 134

تقریظ

الدکتور الاستاذ حافظ حمزہ مدنی ﷾

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم، اشهد ان لا اله الا اللّٰه واشهد ان محمدا عبده ورسوله اما بعد!

دین کی خدمت بہت بڑی سعادت ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی پر قائم دائم رکھے اور آخری سانس تک سب سے دین کی آبیاری کا کام لیتا رہے۔ جامعہ لاہور الاسلامیہ نصف صدی سے زائد مدت سے دینی، اصلاحی، عملی وتحقیقی میدانوں میں کام کر رہا ہے۔ ہمارے جامعہ کے فیض یافتہ گان الحمد للہ دنیا کے کونے کونے میں دینی خدمات میں مصروف ہیں۔ جامعہ کے فارغ التحصیل کچھ وہ فضلاء، علمائے کرام جن پر ادارہ کو فخر ہے، ان میں ہمارے باصلاحیت اور فاضل بھائی الشیخ مولانا محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی ﷾ بھی ہیں۔ موصوف کا زمانہ طالب علمی سے ہی قلم وقرطاس سے گہرا تعلق تھا۔ ابتدائی کلاسز سے ہی میری ان پر خاص توجہ تھی۔ اسی توجہ کے نتیجے میں کمپیوٹر کی تعلیم سکھلائی اور تصنیفی وتحقیقی پراجیکٹس کی طرف بھرپور راہنمائی کی اور آج تک ان سے کئی علمی کام کروائے۔ موصوف نہایت محنتی اور قابل عالم ہیں۔ وہ بالخصوص حدیث وعلوم حدیث میں ماشاء اللہ یدطولی رکھتے ہیں۔ جہاں وہ بطور مدرس تقریبا چودہ پندرہ سالوں سے دینی علوم وفنون کی تدریس کر رہے ہیں وہیں وہ زمانہ طالب علمی سے لے کر اب تک کئی درجن کتب پر علمی کام بھی کر چکے ہیں۔ ان کی دو درجن سے زائد کتب الحمد للہ مطبوع ہیں، نیز قصور شہر میں وہ اپنی نگرانی میں جامعہ امام احمد بن حنبل ﷫ (بائی پاس) اور کئی ممالک میں ابن حنبل اوپن یونیورسٹی بھی چلا رہے ہیں۔ کثر اللّٰه امثالهم

اب تک فاضل بھائی نے جو علمی وتحقیقی کام ہمارے زیر اشراف کیے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

۱: تلخیص حجیت حدیث از شیخ محمد ناصر الدین الالبانی ﷫۔

۲: امام طبرانی رحمہ اللہ کے حالات اوران کی کتب حدیث کا منہج (ماہ نامہ محدث میں مطبوع ہے)

۳: امام دارقطنی رحمہ اللہ کے حالات اوران کی کتب حدیث کا منہج (ماہ نامہ محدث میں مطبوع ہے۔)

۴: ائمہ قراءت جرح وتعدیل کی میزان میں، دوقسط میں، (ششماہی تحقیقی مجلہ رشد قراءات نمبر جلد ۲، ۳ میں مطبوع ہے)

۵: پچیس روزہ دورہ اصول حدیث وجرح وتعدیل (مرکز البیت العتیق، رمضان ۲۰۱۷) میں فاضل موصوف نے کروایا، جس میں ملک بھر سے آئے ہوئے علمائے کرام کو مکمل رمضان جرح وتعدیل پر تحقیقی لیکچر دیتے رہے، جو بعد ازاں علمائے کرام میں بے حد مقبول ہوئے۔ اب انہیں لیکچروں پر مشتمل زیر نظر کتاب (جرح وتعدیل کے اصول وضوابط) آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اربابِ مدارسِ دینیہ سے خصوصی گزارش ہے کہ فاضل موصوف کی اس کتاب کو اپنے مدارس کے نصاب میں شامل کریں۔

۶: محدث فورم میں موصوف رکن مجلس شوری کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں، وہاں ان کے بیسیوں مضامین مطبوع ہیں۔

۷: اب محترم ہمارے زیر اشراف ''مؤسسۃ لخدمۃ صحیح البخاری'' کے تحت صحیح البخاری کی کئی ایک اہم غیر مطبوع شروحات پر کام کر رہے ہیں۔ ان کے اساتذہ کرام اور مادر علمی کو واقعتاً ان سے بہت سی توقعات ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ پوری فرمائے۔

اللہ تعالی ہمارے بھائی کو صحت وایمان اور علم وعمل سے بھرپور لمبی زندگی سے نوازے، انہیں نظر بد سے بچائے اور والدین، مادر علمی کے منتظمین اور اساتذہ کرام کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

راقم

ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی

ناظم اعلی جامعہ لاہور الاسلامیہ (مرکز البیت العتیق، لاہور)

۱۵ مئی ۲۰۱۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

نحمد ہ ونصلی علی رسولہ الکریم أشھد أن لاالہ الااللّٰہ وأشھد ان محمداعبدہ ورسولہ ،أمابعد:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ ﴾ (الحجر:۹)

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سنت بھی قرآن کی طرح محفوظ ہے، کیونکہ سنت بھی ذکر میں شامل ہے۔ ❶

امام حاکم نیشاپوری فرماتے ہیں کہ اگر اسناد نہ ہوتی اور محدثین کرام ان کو طلب نہ کرتے اور کثرت سے یاد نہ کرتے تو اسلام کی علامتیں مٹ جاتیں، جھوٹی احادیث گھڑ لی جاتیں، اسنادِ حدیث کو الٹ پلٹ دیا جاتا اور اس طرح اہلِ بدعت غالب آجاتے ، کیونکہ اگر احادیث کو اسناد سے بے نیاز کر دیا جائے تو وہ بالکل بے بنیاد ہو کر رہ جائیں گی۔ ❷

علمِ رجال یہ ہے کہ سندِ حدیث میں ہر راوی کو پرکھنا ،اس کے حالات جاننا اور ائمہ کرام کے اقوال کے مطابق ان پر حکم لگانا۔ یہ تمام امور علم جرح وتعدیل کے ذریعے ہی سے جانے جا سکتے ہیں۔

بری اور اچھی صفات والوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اور انھیں دو اقسام میں تقسیم کیا ہے:

- سچا اور جھوٹا
- مومن اور منافق

❶ مفتاح الجنة فی الاحتجاج بالسنة ص:٤٣-٤٤.

❷ معرفة علوم الحديث للحاكم ص:٦.

- پاک دامن اور زانی
- جنتی اور جہنمی
- نیک اور بد

یہی علمِ جرح وتعدیل ہے کہ سچے کو سچا کہا جائے اور جھوٹے کو جھوٹا کہا جائے۔
جھوٹے کی بات کی تحقیق فرض ہے اور سچے کی بات فوراً قبول کی جاتی ہے۔

کتبِ جرح وتعدیل کا وجود اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے:

فنِ جرح وتعدیل کی اہم کتب میں رواۃ کی تعداد درج ذیل ہے۔اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس فن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ پر کتنا بڑا احسان کیا ہے۔

۱:	التاریخ الکبیر للبخاری:	13983
۲:	کتاب الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم:	18038
۳:	الطبقات الکبری لابن سعد:	5554
۴:	العلل للدارقطنی:	4128
۵:	تہذیب الکمال للمزی:	8634
۶:	لسان المیزان لابن حجر:	15538
۷:	کتاب الثقات لابن حبان:	16508
۸:	تاریخ بغداد:	7831
۹:	تاریخ دمشق:	9519

سند کا وجود اور اس کی اہمیت پر سلف کے اقوال:

اسناد کی تعریف:...... یہ ''اسند'' کا مصدر ہے جس سے مراد اونچی زمین، پہاڑ یا بلندی پر چڑھنا ہے۔

اصطلاحا:......متن تک پہنچے کا ذریعہ یا کسی قول کو اس کے قائل تک پہنچانے کو ''سند'' کہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا ﴾ (الحجرات:٦)

نیز ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((لیبلغ الشاهد الغائب)) ❶

محدثین نے ان پر عمل کرتے ہوئے سند کا سلسلہ قائم کیا ہے۔

ابراہیم نخعی تابعی کہتے ہیں کہ مختار ثقفی کے دور میں سند کے بارے میں تفتیش کا رجحان شروع ہوا۔اس لیے کہ ان دنوں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کثرت سے جھوٹ بولا جارہا تھا۔ ❷

امام عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ الاسناد من الدين لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء۔سند دین کا حصہ ہے اور اگر سند نہ ہوتی تو جو چاہتا کہہ ڈالتا۔ ❸

امام ابن سیرین نے کہا:

"ان هذا العلم دين فانظروا عمن تاخذون دينكم"❹

''بے شک یہ علم دین کا حصہ ہے تو دیکھو تم کس سے اپنا دین حاصل کررہے ہو۔''

بے بنیاد روایات کی تعداد:

حافظ ابو یعلی خلیلی نے کہا ہے: ان (شیعہ) کی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کی فضیلت میں موضوع روایات کی تعداد تقریباً تین لاکھ ہے۔

حافظ ابن قیم اس تعداد پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ اس تعداد کو بعید از قیاس نہ سمجھیں، اس بارے میں ان کے پاس جتنی روایات ہیں، اگر آپ ان کی تتبع اور جستجو کریں تو معاملہ ایسے ہی پائیں گے۔ ❺

---

❶ بخاري:٦٧.

❷ شرح علل الترمذي لابن رجب :٣٦١/١.

❸ مقدمه صحيح مسلم :٢١/١. ❹ مقدمه صحيح مسلم :١١/١.

❺ المنار المنيف ص: ١١٦.

ہارون الرشید کو ایک زندیق کے بارے میں خبر ملی کہ وہ احادیث خود بناتا ہے تو اس نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا تو اس زندیق نے کہا کہ آپ کو میرے قتل کرنے سے کیا فائدہ ہوگا ؟ خلیفہ فرمانے لگے: لوگ تیرے شر سے محفوظ ہو جائیں گے۔ وہ کہنے لگا: آپ ان ہزاروں روایتوں کا کیا حل کریں گے جو میں نے خود گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کی ہیں۔ ان میں ایک لفظ بھی رسول اللہ ﷺ کا نہیں ہے۔ خلیفہ فرمانے لگے: تو ابواسحق فزاری اور عبداللہ بن مبارک سے کہاں بھاگ کر جائے گا، وہ تیری روایات کو چھاننی میں ڈال کر ان کا ایک ایک حرف نکال لیں گے۔ ❶

اسی طرح عبدالکریم نامی زندیق نے چار ہزار روایات گھڑنے کا اقرار کیا۔ ❷

۳۵۰ کذاب رواۃ کی کل روایات پانچ لاکھ سینتالیس بنتی ہیں۔ ❸

مثل مشہور ہے کہ چوری چھپی نہیں رہتی اور قاتل بھی آخر پکڑا جاتا ہے۔ اللہ کی قسم! یہ دنیاوی معاملات ہیں تو پولیس اور حکومت چوروں کو پکڑ لیتی ہے، کیسے ہوسکتا ہے کہ کوئی دین میں غلط روایت بنا کر لوگوں میں عام کر دے تو محدثین اس کو نہ پکڑیں۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔

صرف لسان المیزان لابن حجر میں ضعیف اور کذاب رواۃ کی تعداد 15538 ہے۔

صحیح احادیث کا دفاع کرنا جہاد ہے:

امام حمیدی نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر میں ان لوگوں سے جہاد کروں جو رسول اللہ ﷺ کی حدیث رد کرتے ہیں تو میرے نزدیک یہ ان جیسے (کافر) ترکوں سے جہاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ ❹

جب بھی کسی نے کسی ثقہ راوی پر غلط اعتراض کیا فورا اس کا رد کیا گیا، یہ ایک مستقل

❶ تاریخ الخلفاء للسیوطی ص:۲۲۳.

❷ میزان الاعتدال :۶۴۴/۲.

❸ مدرسة الکذابین فی روایة التاریخ ص:۷۹.

❹ ذم الکلام للهروی :۲۲۸.

تاریخ ہے جو ہم نے اپنے ایک مقالے ''دفاع حدیث کیوں ضروری ہے؟'' میں پیش کر دی ہے، اس پر مزید چند فوائد پیش خدمت ہیں ۔صرف صحیح بخاری کو ہی لیں جس دور میں بھی کسی نے اس پر بے بنیاد اعتراض کیے فوراً صحیح بخاری کا دفاع کیا گیا، مثلاً:

۱:...... امام دارقطنی نے اگر اعتراض کیے تو حافظ ابن حجر نے ہدی الساری اور فتح الباری میں اور محدث مقبل بن ھادی الیمنی نے ''الالزامات والتتبع'' کے حاشیے میں خوب دفاع کیا۔

۲:...... حافظ ولی الدین ابوزرعہ نے رجالِ صحیح بخاری کے دفاع میں "البیان والتوضیح لمن اخرج له فی الصحیح وقد مس بضرب من التجریح" کے نام سے مستقل کتاب لکھی، جس میں ۳۵۰ رواۃ کا ذکر کیا۔

۳:......علامہ محمد بن اسماعیل بن خلفون نے "رفع االتماری فی من تکلم فیه من رجال البخاری" کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔

۴:...... علامہ ابوالولید باجی نے "التعدیل والتجریح لمن خرج عنه البخاری فی الصحیح" کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی۔

۵:......عبدالکریم پٹنی حنفی نے ''الجرح علی البخاری'' کے نام سے بدنام زمانہ کتاب لکھی تو اس کے رد میں شیخ الاسلام ابوالقاسم بنارسی ﷫ نے "الکوثر الجاری فی جواب الجرح علی البخاری'' لکھ کر بخاری کا دفاع کیا۔پٹنی نے سات رسالے لکھے تو محدث بنارسی نے بھی اس کے رد پر سات کتب لکھیں۔

۶:...... اگر حبیب الرحمن کاندھلوی نے ''مذہبی داستانیں'' کے نام سے صحیح بخاری پر اعتراضات کیے تو ہمارے استاد محترم محدث العصر ارشادالحق اثری ﷾ نے ''احادیث صحیح بخاری ومسلم میں پرویزی تشکیک کا علمی محاسبہ'' لکھ کر دفاع کا حق ادا کیا۔

۷:......مولانا سرفراز صفدر ﷫ نے کئی ایک کتب میں رواۃ حدیث پر بے جا کلام کیا تو شیخ اثری ﷾ نے'' توضیح الکلام ، مولانا سرفراز صفدر اپنی کتب کے آئینے میں اور آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے'' میں اس کی حقیقت کو آشکارا کیا۔ اعلاء السنن میں ضعیف اور کذاب رواۃ

کوثقہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تو شیخ اثری صاحب نے اپنی کتاب ’’اعلاء السنن فی المیزان‘‘ میں اس کی خوب خبر لی۔

۸:...... اگر حبیب الرحمن ڈیروی دیوبندی نے صحیح بخاری پر نقد کیا تو شیخ اثری صاحب نے ’’امام بخاری پر بعض اعتراضات کا جائزہ‘‘ لکھ کر ڈیروی کی جہالات کو تشت از بام کیا۔

یہ ایک لمبی داستان ہے جس کے لیے بہت رجسٹر درکار ہیں۔ یہ سب کچھ علمِ جرح وتعدیل ہی کی بدولت ہے۔اس کی تفصیل ہم اپنی کتاب ’’تاریخ دفاع حدیث‘‘ میں بیان کریں گے۔ ان شاءاللہ

یہ سب کچھ کب ممکن ہوگا؟ جب ہم جرح وتعدیل کے فن کو اہمیت دیں گے، اس فن کی کتب کو اپنے سینے سے لگائیں گے۔ اپنا اوڑھنا بچھونا فن جرح وتعدیل کو بنائیں گے اور اس فن کی باریکیوں کو سمجھیں گے۔ نیز پختہ محدثین کے سامنے سالہا سال زانوئے تلمذ طے کریں گے۔

سب سے پہلے میرے اساتذہ میں سے شیخ عبدالرشید راشد رحمہ اللہ نے میری اس فن کی طرف رہنمائی کی جب جامعہ لاہور الاسلامیہ (المعروف رحمانیہ) لاہور کی تیسری کلاس میں تھا۔

اس جامعہ میں درج ذیل شیوخ نے بھی اس فن کی طرف اچھی خاصی راہنمائی کی مثلاً شیخ رمضان سلفی حفظہ اللہ اور شیخ آصف اریب حفظہ اللہ۔ پھر درجہ رابعہ میں سنن النسائی کے رواۃ پر اور پیارے رسول کی پیاری دعائیں پر کام کیا۔

اسی دوران میں الاعتصام اور محدث جیسے قیمتی رسالوں کا مطالعہ بھی کیا کرتا تھا، اس سے بھی بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ بعض دفعہ جمعہ شیخ مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ کی مسجد میں ان کی اقتدا میں ادا کرتا، نماز جمعہ کے بعد لوگ ان سے سوالات کرتے تو مجھے سوالات کرنے کا موقع ملتا وہاں بھی جرح وتعدیل کی بحوث ہوتیں۔

درجہ رابعہ ہی میں استادمحترم حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ سے رابطہ ہوا اور لمبا عرصہ ان سے فائدہ اٹھایا۔

استادمحترم شیخ ارشادالحق اثری حفظہ اللہ سے تین سال مرکز التربیۃ الاسلامیہ فیصل آباد میں

بہت فائدہ اٹھایا۔ وہاں استاد محترم حافظ مسعود عالم ﷾، استاد محترم حافظ محمد شریف ﷾اور استاد محترم پروفیسر عبدالرزاق ساجد ﷾ سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔اسی دوران میں کئی ایک کتب بھی لکھیں، مثلاً:

۱: موسوعة المدلسين

۲: الاعلان فی معرفة من قيل فيه لم يسمع من فلان

۳: تلخيص الكواكب النيرات لابن الكيال

۴: معجم المجهولين

۵: معجم الضعفاء

٦: الاصلاح للامام محمد گوندلوی ﷫ (حصہ دوم) کی تخریج وتحقیق

نیز ان کے علاوہ کئی ایک کتب کی تخریج زمانہ طالب علمی ہی میں کی۔

صحیح مسلم، مسند حمیدی، السنہ لابن ابی عاصم، بلوغ المرام، سنن الترمذی، مسند احمد پر اور الجامع الکامل پر کام کا موقع ملا۔ کئی ایک کتبِ حدیث پر کام مکمل ہو چکے ہیں اور صحیح بخاری پر مفصل کام جاری ہے۔ کئی ایک اپنی اور دیگر محدثین وعلماء کی کتب طبع کر چکا ہوں اور کئی زیر طبع ہیں۔

اس داستان سے مقصود صرف یہ ہے کہ انسان مخلص ہو کر کسی فن کے پیچھے لگ جائے تو اللہ تعالی راستے ہموار کر دیتا ہے۔ الحمدللہ

تنبیہ:...... یہ کتاب پڑھ کر کوئی اپنے آپ کو جرح وتعدیل کا ماہر تصور نہ کرے، بلکہ یہ فنِ جرح وتعدیل کے ابتدائی قاعدے کے مترادف ہے۔ اس کتاب کو کسی مستند شیخ سے پڑھا جائے اور اس میں بیان کردہ قواعد کی عملی مشق کے لیے سالہا سال کسی محدث کے پاس بیٹھا جائے، تب جا کر اس دقیق فن کی کچھ سمجھ آئے گی اور پھر ساری زندگی اسی فن کی خدمت میں گزاری جائے۔

فائدہ:...... اللہ تعالی کی خاص توفیق سے بندہ ناچیز نے جرح وتعدیل کے فن پر کئی ایک کتب لکھی ہیں جو عنقریب شائع کی جائیں گی ان شاءاللہ۔

۱: تخریج وتحقیق کے اصول وضوابط ۔مطبوع۔
۲: جرح وتعدیل کے اصول وضوابط ۔زیرطبع۔
۳: موسوعة المدلسین
۴: علوم حدیث، از رشحات قلم امام محمد ناصرالدین البانی رحمہ اللہ
۵: اصول حدیث، از رشحات قلم محدث العصر شیخ ارشادالحق اثری حفظہ اللہ
۶: اصول حدیث، از رشحات قلم حافظ زبیرعلی زئی رحمہ اللہ
۷: محدثین کے حالات اوران کی کتب حدیث کا منہج
۸: ائمہ جرح وتعدیل کا تعارف اوران کی کتبِ جرح وتعدیل کا منہج
۹: ائمہ قراءت جرح وتعدیل کی میزان میں ۔مطبوع (رشدلاہور کا قراءت نمبر)
۱۰: جرح وتعدیل کا ابتدائی قاعدہ (مطبوع)
۱۱: رسائل فی الجرح والتعدیل

ابھی چند ماہ قبل ہم نے طلبہ وطالبات کے لیے ''تخریج وتحقیق کے اصول وضوابط'' اور ''جرح وتعدیل کا ابتدائی قاعدہ'' شائع کیں جن کو بہت پسند کیا گیا، بلکہ بعض مدارس نے انہیں اپنے نصاب میں شامل بھی کیا فجزاھم اللہ خیرا۔اس طرح یہ کتاب بھی پیش خدمت ہے۔امید واثق ہے کہ ضرور پسند آئے گی اوراس کو بھی مدارس کے نصاب میں شامل کیا جائے گا۔ان شاءاللہ

افسوس ان بعض طلبہ پر جو کچھ چیزیں سمجھ آنے کے بعد اپنے آپ کو فن جرح وتعدیل کا ماہراور استاد تصور کرنا شروع کردیتے ہیں ۔یہ ایک فتنے کی شکل اختیار کرگیا ہے، اللہ تعالی ایسے جاہلوں سے امت مسلمہ کو محفوظ فرمائے ۔آمین ۔اس طرح ایک جرح وتعدیل سے جاہل شخص نے ''اصول حدیث اور اصول تخریج'' کے نام سے کتاب لکھی ہے جس پر ہمارے فاضل دوست شیخ ابوالمحبوب انورشاہ راشدی حفظہ اللہ محققانہ اورفاضلانہ تبصرہ کررہے ہیں۔

ہمارے اس رسالے کو موجودہ دور کے محدثین پر پیش کیا جائے اس کی درست باتوں سے فائدہ اٹھایا جائے اور کمزور باتوں کی مجھے اطلاع دی جائے تا کہ ہم اپنی غلط باتوں سے

رجوع کر سکیں۔ہمارا یہ ہرگز دعوی نہیں کہ ہم نے تمام اصولوں کا احاطہ کیا ہے بس جو اصول ضروری خیال کیے انھیں جمع کرنے کی ادنی سی کوشش کی ہے۔اس کتاب کے بعد ہم اپنی جرح وتعدیل پر لکھی ہوئی کئی ایک کتب شائع کریں گے۔ان شاء اللہ۔تا کہ مدارس کے لیے ایک مکمل نصاب تیار ہو جائے۔

مرکز البیت العتیق لاہور رمضان 1438ھ میں ہم نے دورہ جرح وتعدیل کروایا تھا وہ اکیس دن کی کلاس پر مشتمل تھا۔وہ مکمل دورہ یوٹیوب پر اپ لوڈ کر دیا گیا ہے اسے سماعت کرنے کے لیے آپ یوٹیوب پر لکھیں: ibrahim bin bashir اور دورے سے فائدہ اٹھائیں۔یہ لیکچر سن کر آپ کو فنِ جرح وتعدیل کو سمجھنے میں کافی مدد ملے گی۔ان شاء اللہ۔اور آپ علم وتحقیق کی دولت سے مالا مال ہوں گے۔دورہ کی ہماری تقریر سن کر کوئی ہم پر اعتراض نہ کرے بلکہ انہیں دروس پر مشتمل ہماری اس کتاب پر اعتراض کرے، کیونکہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ تقریر اور تحریر کا انداز مختلف ہوتا ہے اور تقریر میں کچھ کمزوری رہ جانا ممکن ہے۔اللہ تعالی اسے قبول فرمائے۔

آخر میں محترم المقام حافظ شاہد رفیق حفظہ اللہ کا شکر گزار ہوں جنھوں نے کتاب پر نظر ثانی کی فجزاہ اللّٰہ خیرا۔اللہ تعالی ہماری اس کتاب کو اساتذہ، والدین اور معاونین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے آمین

انا العبد

ابو رمیثہ محمد ابراہیم بن بشیر بن یعقوب بن عمر الحسینوی

رئیس جامعہ امام احمد بن حنبل، بائی پاس چوک، قصور وابن حنبل اوپن یونیورسٹی

26-9-2017

پہلا باب:

جرح وتعدیل کے اصول

جرح کے لغوی معنی: زخم لگانا ہے۔ [1]

اصطلاحی تعریف: راویوں کو ایسی صفت سے متصف کرنے کو جرح کہا جاتا ہے جس سے ان کی روایت ضعیف یا مردود ہو جانے کی وجہ سے غیر مقبول قرار دی جاتی ہے۔

تعدیل کے لغوی معنی: کسی چیز کو درست کرنا۔ [2]

اصطلاحی تعریف: راوی کو کسی ایسی صفت سے متصف کرنے کو تعدیل کہتے ہیں جس سے اس کی روایت قابلِ قبول بن جاتی ہو۔

فنِ جرح وتعدیل: ایسے فن کو کہا جاتا ہے جس میں رواۃِ حدیث پر بحیثیت قبول و رد، مخصوص الفاظ کے ذریعے کلام کی جائے اور ان الفاظ کے مراتب پر بحث کی جائے۔ [3]

جرح کا شرعی حکم: حسبِ ضرورت اس کا جواز تھا جب سندِ حدیث کی رواۃ پر تحقیق مطلوب تھی، محدثین نے ایمان داری کے ساتھ رواۃِ حدیث پر حکم لگائے۔ ارشاد باری تعالی ہے: يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا کس قدر واضح آیت ہے کہ فاسق، غیر معتبر راوی کے فسق کو بیان کیا جائے تاکہ کوئی اس کی بیان کی ہوئی بات سے دھوکا نہ کھائے۔

امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محدثین عظام نے عظیم خطرات کے پیش نظر راویوں پر کلام کرنے کی اجازت دی ہے، اس لیے کہ حلال وحرام کی معرفت کا دارومدار انہیں پر موقوف ہے۔ [3]

امام یحییٰ بن سعید القطان سے جب کسی نے یہ سوال کیا کہ آپ کو اس کا خوف نہیں کہ

---

[1] لسان العرب:٢/٤٢٢. [2] الصحاح:٥/١٧٦١.

[3] الحطة فی ذکر صحاح الستة ص:٨٩.

[3] صحیح مسلم مع شرح نووی:١/١٢٣.

قیامت کے دن یہ لوگ (جن پر آپ نے جرح کی ہے) آپ کے مدمقابل ہوں گے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے مدمقابل ہوں، یہ کہیں زیادہ بہتر ہے اس سے کہ رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن میرے مقابل بحیثیت مدعی ہوں اور آپ فرمائیں کہ جب میرے اوپر جھوٹ گڑھا جارہا تھا اس وقت تم نے میرا دفاع کیوں نہیں کیا؟ [1]

جرح وتعدیل کی اہمیت:

جرح وتعدیل کا تعلق سند کے ساتھ ہے۔ کچھ اقوال سند کی اہمیت پر ملاحظہ فرمائیں۔ صغار تابعین کے دور میں سند بیان نہ کرنا بہت بڑا جرم تھا۔ ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

عتبہ بن حکیم کہتے ہیں کہ میں ابن ابی فروہ کے پاس تھا اور وہاں ابنِ شہاب زہری بھی موجود تھے، ابن ابی فروہ نے سند بیان کیے بغیر کہا: قال رسول اللہ ﷺ! امام زہری نے کہا: اللہ تجھے برباد کرے تو دین کے معاملے میں کتنا جری ہوگیا ہے، اپنی حدیث کی سند ہی بیان نہیں کرتا؟ ہمیں بغیر باگوں اور رسیوں (سند) کے حدیث بیان کررہا ہے۔ [2]

امام عبداللہ بن مبارک نے کہا: الاسناد من الدين لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء۔

جرح کرنا غیبت نہیں:

غیبت کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں، لیکن یہ مسئلہ سمجھنے والا ہے کہ آیا رواۃِ حدیث پر محدثین، جو حقیقت میں اللہ کے ولی لوگ تھے کلام کرکے ساری عمر غیبت ہی کرتے رہے؟ نہیں ایسی بات نہیں ہے، بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب سے مجھے اس بات کا علم ہوا ہے کہ غیبت حرام ہے اس وقت سے میں نے کسی کی غیبت نہیں کی۔ رواۃِ حدیث پر جرح کا تعلق غیبت سے نہیں بلکہ ایک امر مستحسن تھا جس کی محدثین نے بروقت بجا آوری فرما کر دفاعِ حدیث کا بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا۔ اگر کذاب، دجال، زندیق، متروک، فاسق و فاجر اور غافل لوگوں کی نشان دہی نہ ہوتی تو دینِ اسلام بے کار ثابت ہوتا۔ سچ اور جھوٹ کی تمیز نہ

[1] تدريب الراوى: ٣٦٩/٢. [2] معرفة علوم الحديث ص:١١.

رہتی۔امام ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری کیا خوب فرماتے ہیں کہ اگر اسناد نہ ہوتی اور محدثین کرام ان کوطلب نہ کرتے اور کثرت سے ذکر نہ کرتے تواسلام کی علامتیں مٹ جاتیں ،جھوٹی احادیث گھڑ لی جاتیں ،اسناد حدیث کو الٹ پلٹ دیا جاتا اور اس طرح اہل بدعت غالب آجاتے، کیونکہ اگراحادیث کواسناد سے بے نیاز کر دیا جائے تو وہ بالکل بے بنیاد ہوکر رہ جائیں گی۔ ❶

رواۃِ حدیث پرکلام اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ صحیح احادیث کوضعیف سے ممتاز کیا جائے۔

کیا کوئی چاہتا ہے کہ کوئی ظالم،دین کا دشمن رسول اللہ ﷺ کی طرف غلط باتیں منسوب کرے اور ہم اسے کچھ بھی نہ کہیں؟

کوئی ہمارے باپ کی طرف غلط منسوب کرے ہم اس کا ایکشن لیتے ہیں تب یہ نہیں کہتے کہ غیبت حرام ہے، جانے دو، پھر کیا ہوا؟

ہماری ان گزارشات سے معلوم ہوا کہ رواۃِ حدیث پر جرح غیبت نہیں ہے بلکہ نکمّے لوگوں کوننگا کرنا فرض ہے تاکہ دین محفوظ رہے۔امام احمد بن حنبل درس حدیث دے رہے تھے اور اس میں رواۃ پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے بات کررہے تھے تو ایک آدمی ابوتراب نخشبی کہنے لگا: ’’اتق اللّٰہ ولا تغتب‘‘اللہ سے ڈرواور غیبت نہ کرو۔امام احمد کے بیٹے عبداللہ فرماتے ہیں کہ امام احمد نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا:’’ویحك هذا نصيحة ولا غيبة ‘‘ افسوس ہے تجھ پر یہ نصیحت ہے نہ کہ غیبت۔ ❷

جب امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ کے بارے میں اہل بصرہ نے جب تبصرہ کیا کہ آدمی تو بہت اچھے ہیں لیکن یہ جوراویوں پر کرتے ہیں یہ کام اچھا نہیں تو انھوں نے فرمایا: مجھے یہ بات گوارہ ہے کہ قیامت کے دن پوچھا جائے کہ تم نے اس کے بارے میں یہ نقد کیوں کیا ہے؟ لیکن یہ سوال گوارا نہیں ہے کہ اللہ تعالی پوچھے کہ میرے نبی ﷺ کی طرف بات بیان

❶ معرفة علوم الحديث للحاكم ص:٦.

❷ طبقات الحنابله لابن ابى يعلى:١٨٣/٢.

کرنے والے نے بات بیان کی اور وہ آدمی قابل اعتبار نہیں تھا اور تم نے خاموش رہے مجھے اس سوال سے ڈر لگتا ہے کہ اس کا میں کیا جواب دوں گا ؟ [1]

موجودہ علماء پر جرح کرنا جائز نہیں :

جرح نہ صحابہ کرام پر چلتی ہے اور نہ موجودہ علماء ہی پر۔ صحابہ تمام ثقہ تھے۔ موجودہ علماء پر جرح کرنا فضول کام ہے۔ تمام احادیث کی سندیں کتب میں موجود ہیں، جو حدیث صحیح ہے وہ صحیح ہے موجودہ کسی کم علم اور جاہل مولوی کے بیان کرنے سے وہ ضعیف نہیں ہوگی اور جو روایت ضعیف ہے وہ کسی موجودہ ثقہ محدث کے بیان کرنے سے صحیح نہیں ہوگی ۔ جب اسناد کا سلسلہ جاری تھا اور تدوین حدیث کا دور تھا اس وقت رواۃ کی چھان پھٹک ایک مجبوری تھا، اس وقت جرح کی گئی اب اس کی اجازت نہیں ہے۔

مجھے یہ بات برادرم عمر فاروق قدوسی صاحب نے بتائی کہ ایک دفعہ دو علماء اکٹھے ہوئے تو ایک صاحب نے کہا کہ آپ میرے نزدیک ضعیف ہیں ،دلیل یہ دی کہ تم غلط واقعات اپنی کتب میں لکھ جاتے ہیں ۔تو دوسرے صاحب نے کہا کہ تم بھی میرے نزدیک ضعیف ہو ، کیونکہ آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اپنے حالات لکھ کر مجھے بھیجو گے لیکن آپ نے نہیں بھیجے، لہٰذا آپ بھی ضعیف ثابت ہوئے !!!

تنبیه: ...... یہ کوئی عقل مندی نہیں ہے کہ انسان جو جی میں آئے لکھتا رہے، بلکہ کسی بھی فن میں لکھنے سے پہلے اپنے دور کے موجودہ محدثین سے مشورہ کرے اگر وہ اس کام کی تحسین کریں پھر استخارہ کرے پھر لکھے ۔ یاد رہے کہ لکھنا بھی عمل ہے اس کا روز قیامت حساب ہوگا۔ سوچ سمجھ کر لکھنا چاہیے تا کہ دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکیں۔

اعتراض: ......بعض شیوخ طلبہ کو اجازۃ الروایۃ دیتے ہیں، یہ پھر کیوں دی جاتی ہے؟

جواب: ...... یہ باعث اعزاز دی جاتی ہے جس سے طلبہ کی نسبت محدثین کے ساتھ ملانا مقصود ہوتا ہے، اس اجازۃ الروایۃ کا حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے میں کچھ کردار نہیں ہو سکتا۔

---

[1] شرح العلل لابن رجب :١/٤٦٦.

مثلاً ایک فاسق و فاجر استاد طلبہ کو صحیح بخاری کی اجازۃ الروایۃ دے تو کیا اس کی وجہ سے صحیح بخاری کی احادیث ضعیف ہوں گی؟ یا اگر کوئی موجودہ بہت بڑا محدث سنن ابن ماجہ کی اجازت دے تو کیا اس کی اجازت کی سند کی وجہ سے اس کتاب کی ضعیف اور جھوٹی روایات صحیح ہو جائیں گے؟؟ نہیں ہرگز نہیں۔

موجودہ علماء پر جرح کرنا ایک عبث اور بے کار کام ہے۔ جرح کرنے والا دوسروں کے عیوب کو چاک کر رہا ہے، حالانکہ ہمیں "من ستر مسلما سترہ اللّٰہ" کا حکم ہے۔ محدثین بھی اس پر عمل پیرا تھے لیکن جب کوئی ضعیف یا کذاب راوی جھوٹی اور بے بنیاد روایات بیان کرتا تھا تو اس پر فوراً جرح کرتے تھے اور لوگوں کو اس سے متنبہ کرتے تھے۔

اعتراض:......مرزا قادیانی پر تمام علماء نے جرح کی اور اس کو کافر قرار دیا، یہ کیوں ہوا؟ جبکہ معلوم ہے کہ مرزا قادیانی کسی حدیث کا راوی بھی نہیں؟

جواب:......مرزا قادیانی کے نظریات کفریہ تھے وہ اپنے آپ کو نبی کہہ رہا تھا اس طرح کے خبیث اور گمراہ لوگوں کے عقائد و نظریات سے لوگوں کو واقف کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ لوگ اس کے خطرناک نظریات سے محفوظ رہیں۔ اس میں دین کا دفاع ہے اور مسلمانوں کے اسلام و ایمان کی حفاظت ہے۔

اعتراض:......موجودہ اگر کوئی بڑا عالم ہو تو آپ کہتے ہیں کہ بہت بڑا محدث ہے، پھر آپ یہ کیوں کہتے ہیں؟

جواب:......اگر کوئی واقعی محدث ہو تو اس کو محدث کہنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اس کو محدث کہنے سے کسی سند پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا کیونکہ وہ کسی روایت کا راوی نہیں۔

شروطِ جارح ومعدل:

جرح وتعدیل ہر کسی کے بس کی بات نہیں اور نہ ہی ہر کسی کو اجازت ہے۔ جرح وتعدیل کے ماہر میں درج ذیل شروط کا پایا جانا ضروری ہے:

ا: وہ متقی، دیانت دار، سچا اور تعصب وتنگ نظری سے پاک ہو۔

۲: اسبابِ جرح وتعدیل سے بخوبی واقف ہو۔

۳: عربی زبان کا ماہر ہو، تا کہ علماء کے اقوال کو اچھی طرح سمجھ سکے۔

جرح وتعدیل میں تعارض اور اس کا حل

۱: جس راوی کی توثیق پر تمام محدثین کا اتفاق ہو وہ ثقہ ہے۔

۲: جس راوی کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہو وہ ضعیف ہے۔

جس راوی کو بعض نے ثقہ کہا اور بعض نے ضعیف وہ مختلف فیہ راوی کہا ہے اس میں راجح معلوم کرنے کے لیے ہمیں درج ذیل باتوں کو مدنظر رکھنا ہوگا:

۱:...... جرح مفسر ہمیشہ تعدیل مبہم پر مقدم ہوگی، کیونکہ جرح کرنے والے کے پاس دلیل موجود ہے۔ جرح مفسر کے الفاظ درج ذیل ہیں: صدوق یھم ،سیء الحفظ، فاحش الغلط ،منکر الحدیث ،مضطرب الحدیث ،متروك ۔

۲:......تعدیل مفسر ہمیشہ جرح مبہم پر مقدم ہوگی۔

۳:...... اگر جرح مفسر اور تعدیل بھی مفسر یا جرح مبہم اور تعدیل بھی مبہم ہو تو ان دونوں صورتوں میں جرح مقدم ہوگی۔

۴:...... ائمہ جرح وتعدیل دیکھے جائیں کہ جرح کرنے والے متشدد تو نہیں اور توثیق کرنے والے متساہل ہیں یا معتدل۔ متشدد کی توثیق بہت اہمیت رکھتی ہے اور متشدد کی جرح دوسرے محدثین کے اقوال دیکھے بغیر نہیں لینی چاہیے۔ متساہل کی توثیق سے دور رہنا چاہیے۔

تنبیہ:......بعض لوگوں کا قول'' جس پر اختلاف ہو اور تطبیق وتوفیق ممکن نہ ہو تو ہمیشہ محدثین کی اکثریت کو ترجیح دی جاتی ہے'' یہ بات درست نہیں ہے۔ اگر کسی راوی پر ایک ہی امام کے اقوال میں تعارض ہو مثلاً ایک ہی راوی کو ایک محدث نے ثقہ کہا اور اسی محدث نے انھیں ضعیف بھی کہا تو اس صورت میں بعد والا قول لیا جائے گا۔ اگر تاریخ کے ذریعے بعد والے قول کا تعین ہو جائے تو پہلے قول کو منسوخ اور دوسرے کو ناسخ سمجھا جائے گا۔ [1]

[1] مثلاً دیکھیے: تاریخ ابن معین ـ روایة الدوری: ٤/٢٧٢ رقم: ٤٣٣٣.

لیکن اگر تاریخ کا تعین نہ ہو سکے اور یہ تعین بھی نہ ہو کہ پہلے والا قول کونسا ہے؟ تو پھر درج ذیل قواعد پر عمل کیا جائے گا:

پہلا قاعدہ:...... دونوں اقوال پر غور کر کے جمع وتطبیق دی جائے گی، مثلاً ضعف کی قسموں پر غور کریں گے کہ وہ ضعف نسبی ہے یا مطلق؟

دوسرا قاعدہ:......اگر دونوں اقوال میں تطبیق ممکن نہ ہو تو قرائن کی بنیاد پر ایک قول کو دوسرے پر ترجیح دی جائے گا۔قرائن کی مختلف قسمیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ان دونوں اقوال میں اس قول کو لیا جائے گا جس کو نقل کرنے والا اپنے شیخ کے ساتھ زیادہ عرصہ رہا ہے مثلاً عباس الدوری نے امام ابن معین کے ساتھ بہت لمبا وقت گزارا۔ یا زیادہ معتبر راوی کے قول کو لیا جائے گا۔

تیسرا قاعدہ:......تعدیل کو ترجیح دی جائے گی اور جرح کو کسی مخصوص امر پر محمول کیا جائے گا۔

چوتھا قاعدہ:...... بسااوقات ثقہ سے مراد تعدیل کی گواہی ہوتی ہے کہ یہ راوی کذاب یا متہم نہیں ہے اور ضعیف سے مراد ضبط ہوتا ہے یعنی اس کا ضبط درست نہیں ہے۔ ❶

سوال:......متشدد ضعیف کہے اور متساہل ثقہ تو کس کی بات لی جائے گی؟

جواب:......متشدد کے مقابلے میں متساہل ہو تو متشدد کی بات لی جائے گی۔ ❷

سوال:......کیا متشددین، معتدلیل اور متساہلین کی درجہ بندی قبول کی جائے گی؟

جواب:...... جی ہاں۔ جو اس درجہ بندی کا اعتبار نہیں کرتا وہ بہت بڑی غلطی پر ہے۔

سوال:......متشدد کسی کو کہے ثقہ اور معتدل کہے ضعیف تو؟

جواب:......اس موقع پر حافظ ابن حجر راوی کو صدوق کہتے ہیں۔ ❸

---

❶ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: (قرائن التجریح والتعدیل للدکتور عبدالعزیزبن عبداللّٰہ بن صالح، ضوابط الجرح والتعدیل لشیخنا المحدث ارشاد الحق اثری (ص:۹۱۔۹۸).

❷ اتحاف النبیل :۱۷۲/۱.

❸ اتحاف النبیل :۱۷٦/۱.

سوال:...... جرح مفسر کیا ہمیشہ مقدم ہوگی؟

جواب:...... جی ہاں، کیونکہ جارح کے پاس اضافی علم ہوتا ہے۔ [1]

مراتب جرح وتعدیل:

ہر دور میں جرح وتعدیل کے مراتب مقرر کیے گئے ہیں۔حافظ ابن حجر نے انہیں تقریب التھذیب (ص:۹۔۱۰) کے مقدمے میں احسن طریقے سے بیان کیے ہیں وہ بعض مزید فوائد کے ساتھ درج ذیل ہیں۔

تعدیل کے چھے مراتب ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) **اوثق الناس:**......توثیقِ راوی کے لیے ایسے لفظ کا استعمال جو انتہائی اعلی ہو یا افعل التفضیل ہو،یعنی افعل کے وزن پر وہ لفظ آئے جیسے اوثق الناس۔لوگوں میں سے سب سے زیادہ ثقہ انسان۔اضبط الناس:سب سے زیادہ ضابط،فلان الیه المنتهی فی التثبت۔فلاں راوی پر ثقاہت ختم ہے۔یہ الفاظ راوی کی تعدیل کے اعلی معیار کی دلیل ہیں۔ ان سے ملتے جلتے یہ الفاظ بھی ہیں۔فلان لا یسأل عنه۔فلاں کے بارے میں پوچھا ہی نہیں جاسکتا یا فلان لا یسأل عن مثله۔فلاں جیسے کے بارے میں پوچھا نہیں جاسکتا۔

(۲) **ثقة ثقة:**......توثیق کے الفاظ کو دو بار کہنا مزید توثیق کے لیے جیسے: ثقة ثقة یا ثقة ثبت۔

(۳) **ثقة، حجة:**......ایسا توثیقی لفظ جو عدالت وضبط دونوں کی گواہی دے رہا ہو مگر اس میں تاکید نہ ہو جیسے ثقة یا حجۃ وغیرہ۔امام ابن معین اگر کسی راوی کے بارے میں لا بأس به کہیں تو طے شدہ امر ہے کہ وہ ان کے نزدیک ثقہ ہے۔

(۴) **صدوق:**...... ایسے الفاظ جو راوی کی تعدیل تو کریں لیکن اس کے مکمل ضبط کی شہادت نہ دیں۔جیسے صدوق ،مامون ،لابأس به،صدو ق ان شاء اللّٰہ یا محله الصدق وغیرہ۔اس کی حدیث حسن کہلاتی ہے۔ایسے راوی کا ضبط کچھ خفیف ہوتا ہے۔

---

[1] اتحاف النبیل :۱/۲۵۲۔۲۵۳.

(۵) **فلان شیخ**:...... ایسے الفاظ جس میں راوی کی توثیق معلوم ہو نہ تجریح۔ جیسے فلان شیخ یا روی عنه الناس۔ان دو(۴،۵)مرتبے کے راویوں کو بطور اعتبار لیا جاتا ہے۔

(۶) **صالح الحدیث**:...... وہ لفظ جو تعدیل کی بجائے جرح کے قریب ہونے کا معنی محسوس کروائے جیسے: صالح الحدیث، یا یکتب حدیث یا صویلح۔

یکتب حدیثه کے الفاظ توثیق میں شمار ہوتے ہیں۔ ❶

جرح کے بھی چھے مراتب ہیں جن کے الفاظ کی ترتیب درج ذیل ہے:

(۱) **فیه مقال**:...... ایسے الفاظِ جرح جن میں نرمی ہو، یہ ضعف کی انتہائی ہلکی مگر تعدیل کے قرب کی صورت ہے جیسے: فیه مقال۔اس میں کلام ہے۔یا فلان لین الحدیث۔فلاں حدیث میں نرم ہے یا غیرہ اوثق منه۔دوسرا اس سے زیادہ ثقہ ہے۔ متابعت یا شاہد میں اسے تسلیم کیا جاتا ہے اگر منفرد ہو تو پھر نہیں۔

تنبیه:...... بعض ''لین الحدیث'' کا معنی کرتے ہیں کہ'' حدیث میں وہ ضعیف ہے'' حالانکہ اصطلاحاً لین الحدیث کے یہ معنی قطعاً نہیں۔حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب کے مقدمہ میں الفاظِ جرح وتعدیل کے مراتب بیان کرتے ہوئے لین الحدیث کو چھٹے اور ضعیف کو آٹھویں مرتبے میں ذکر کیا ہے۔حافظ ابن حجر کی یہ تفریق خود اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک لین الحدیث راوی ضعیف کے مرتبہ کا نہیں ہوتا۔ ❷

(۲) **فلان لا یکتب حدیث**:...... ایسے الفاظ جو راوی کی عدم کتابتِ حدیث کی صراحت کریں جیسے: فلان لا یکتب حدیثه۔فلان سے حدیث نہیں لکھی جاتی یا لا تحل الروایة عنه۔فلان سے روایت جائز نہیں یا واہ بمرة۔وہ تو بہت ہی واہی ہے۔

---

❶ توضیح الکلام ص:۲۱۹.

❷ نیز دیکھیں (الجرح و التعدیل: ۳۷/۱،میزان الاعتدال:۳/۱، مولانا سرفراز صفدر اپنی کتب کے آئینے میں ص:۳۷۔۳۸)

(۳) **ردوا حدیثه:**...... ایسے الفاظ جن میں راوی کے نا قابل حجت ہونے کی صراحت ہو یا اس سے ملتے جلتے الفاظ ہوں جن سے راوی کا شدید ضعف سامنے آتا ہو۔ جیسے ردوا حدیثه ۔اس کی حدیث علماء نے رد کر دی۔ ضعیف جدا: بہت ہی ضعیف یا له مناکیر ۔اس کی کئی ایک منکر روایات ہیں۔

(۴) **متهم بالكذب:**...... وہ الفاظ جن کے ذریعے علمائے نقد نے راوی پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا جیسے: متهم بالكذب : جھوٹ میں وہ متہم ہے۔ اتهموه: اسے علماء نے متہم کہا ہے۔ يسرق الحديث: وہ حدیث چوری کرتا ہے یا ساقط الحدیث ،متروک، ليس بثقة وغیرہ۔

(۵) **كذاب:**...... ایسے الفاظ جو راوی کے جھوٹا ہونے کو مبالغے کی حد تک بتاتے ہوں جیسے: ''كذاب'' بہت ہی زیادہ جھوٹا، وضاع ،بہت ہی زیادہ گھڑنے والا۔ يضع الحديث: وہ حدیث گھڑتا ہے۔ یا دجال: سب سے زیادہ دھوکہ دینے والا۔

(۶) **أكذب الناس:**...... وہ الفاظ جو راوی کے عادۃً جھوٹا ہونے کے بارے میں آگاہ کریں۔ یہ جرح کی انتہائی اعلیٰ قسم ہے جیسے: ''أكذب الناس'' لوگوں میں سے سب سے زیادہ جھوٹا۔ ركن الكذب: جھوٹ کا ستون یا اليه المنتهى فى الكذب : جھوٹ کی انتہا اس تک ہے۔

معمولی جرح:...... جس ثقہ یا صدوق راوی پر معمولی جرح یعنی ''يهم ، له اوهام، يخطىء'' وغیرہ ہو تو اس کی منفرد حدیث حسن ہوتی ہے بشرطیکہ ثقات کے مخالف نہ ہو۔ جو کثیر الغلط ،کثیر الاوہام ،کثیر الخطا اور سیء الحفظ وغیرہ ہو اس کی منفرد حدیث ضعیف ہوتی ہے۔

ثبت بسكون الباء اور ثبت بفتح الباء میں فرق:...... بسکون الباء سے مراد وہ لقب ہے جو تعدیل کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ دل، زبان اور کتاب کو محفوظ رکھنے والے شخص کو ثبت کہتے ہیں اور بفتح الباء سے مراد وہ کتاب ہے جس میں محدث اپنی روایات اور اپنے

ساتھ سننے والے راوی کے نام محفوظ رکھتا ہے۔ ❶

أثبت سے مراد:...... ثبت الحفظ اور ثبت الضبط دونوں مراد ہیں، جس طرح امام ابن معین نے کہا ہے۔ ❷

ثقة سے بھی یہی عادل اور ضبط دونوں مراد ہیں۔ مقبول رواۃ کا سب سے اعلی مرتبہ یہی ہے۔ جس طرح ابن الصلاح نے کہا۔ ❸ لفظ رضا بھی ثقہ اور عدل کے قائم مقام ہے۔ الجرح والتعدیل میں بہت زیادہ یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ بعض لفظ رضا کو رضیا لکھتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

له اوہام ثقہ کا مرتبہ نہیں گراتا۔

ثقةا ن شاء اللّٰہ: سے مراد کہ محدث اس راوی کو اچھی طرح نہیں جانتا یا اس کو اس کی توثیق میں شک ہے۔ ❹

متروک الحدیث:...... اس سے مراد وہ راوی ہے جو متہم بالکذب ہو، جس کے غلطیاں زیادہ ہوں، جیسا کہ امام شعبہ نے کہا ہے۔ ❺

ترکه فلان:...... یعنی محدث نے اس سے لکھنا چھوڑ دیا تھا۔ یہاں اصطلاحی متروک مراد لینا درست نہیں ہے۔

متروک اور متروک الحدیث ایک ہی ہیں۔ دجال، وضاع، کذاب، یضع الحدیث سخت ترین جرح ہے۔

لیس بشیء:...... کسی کی مذمت میں مجاز اور مبالغہ مراد ہوتا ہے جس طرح ابن حجر نے کہا ہے۔ ❻ اس کی بات صحیح نہیں ہے کہ اس پر اعتماد کیا جائے جس طرح خطابی نے کہا ❼ بعض دفعہ لیس بشیء سے مراد ہوتی ہے کہ وہ حق پر نہیں ہے، جیسا کہ امام بخاری نے صحیح البخاری

---

❶ شرح الالفية :١٥٧. ❷ تهذيب التهذيب :٢٦٠/٥.

❸ مقدمه ابن الصلاح ص:١١٤. ❹ لسان الميزان:٢٧/٤.

❺ شرح الالفية للسخاوی ص١٦٠-١٦١.

❻ فتح الباری :٢٤٠/١٣-٢٤١. ❼ فتح الباری:٤٩١/١٠.

(قبل ح:۵۸۵۹) میں کہا ہے۔

یعرف وینکر سے مراد ہے کہ کبھی وہ صحیح احادیث بیان کرتا ہے کبھی ضعیف بیان کرتا ہے۔

لا یحتج بہ :...... ایسے راوی کو کہا جاتا ہے جب اس کی احادیث میں کثرت سے غلطیاں واقع ہوں اس کے حافظے اور ضبط کے خراب ہونے کی وجہ سے۔امام ابن ابی حاتم نے اپنے والد سے پوچھا کہ لا یحتج بہ سے کیا مراد ہے؟ تو انھوں نے کہا: کچھ ایسے راوی تھے جو احادیث یاد نہیں کرتے تھے اور جن احادیث کو یاد نہیں کرتے تھے انھیں بیان کرتے تھے اور غلطیاں کرتے تھے۔آپ جب چاہیں ان کی احادیث میں اضطراب دیکھ سکتے ہیں۔ ❶ اس پر امام ابن تیمیہ نے تنقید کی اور کہا کہ امام ابن معین چونکہ بہت سخت ہیں، اس لیے انھوں نے یہ الفاظ تو صحیح بخاری کے رواۃ پر بھی استعمال کیے ہیں۔(۳۴۹/۲۴، ۳۵۰) یہ سچ ہے کہ ابو حاتم کم ہی لوگوں کی تعریف کرتے تھے۔

شیخ:...... نہ جرح ہے نہ تعدیل جس طرح ذہبی نے کہا۔ ❷ ابن قطان نے شیخ سے مراد لیا ہے کہ وہ اہل علم نہیں تھے بلکہ صاحبِ روایت تھے۔ ❸ امام ابو حاتم نے ایک راوی کے بارے میں کہا: شیخ لیس بمتقن۔ اور احمد بن حنبل نے ایک راوی کو شیخ کہا اور اس کو کمزور بھی کہا۔ ❹

---

❶ الجرح والتعديل :١/١٣٣.

❷ ميزان :٢/١٩.

❸ كذا فى نصب الرايه :٤/٢٣٣.

❹ ترتيب المدارك لقاضى عياض :٣/١٧.

رواۃِ حدیث کی تحقیق کے متعلق اصول

راوی کی تحقیق کرنے کا طریقہ:

(۱)...... راوی کا تعین کہ یہ وہی راوی ہے جس کی تلاش ہے، اس کا تعین اساتذہ اور شاگردوں کو دیکھنے سے ہوتا ہے، اس میں راوی کی کنیت اور نسبت بھی معاون ثابت ہوتی ہیں۔ راوی کے تعین کے بعد راوی پر جرح وتعدیل دیکھی جائے۔

رواۃ کا صحیح تعین کرنا بہت ضروری ہے، دوران تحقیق جس راوی پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے بحث کرنی ہے، سب سے پہلے اس راوی کا تعین ضروری ہے کہ راوی کون ہے؟ اصل نام سے واقفیت حاصل کی جائے، پھر دیگر امور پر عمل کیا جائے۔ بعض محققین اس میں عجلت کی وجہ سے تعین میں غلطیاں کر جاتے ہیں، جس سے راوی کوئی سے کوئی ہو جاتا ہے۔

بطور نمونہ چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

کتاب الصمت لابن ابی الدنیا کی تحقیق دکتور نجم عبدالرحمٰن خلف نے کی ہے، اس کتاب کی تحقیق میں محقق سے راویوں کے تعین میں بہت غلطیاں سرزد ہوئی ہیں، جن کی تفصیل محدث العصر امام ابواسحاق الحوینی حفظہ اللہ نے اپنی کتاب "تحقیق کتاب الصمت"[1] میں درج کی ہے، اس سے چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ شیخ الحوینی حفظہ اللہ نے تو (۴۷) مثالیں پیش کی ہیں۔ یہاں ان میں سے بعض پیش خدمت ہیں:

(۱)...... کتاب الصمت رقم الحدیث : ۲۳، عاصم، عن ابی وائل۔ محقق نجم عبدالرحمٰن خلف نے کہا: عاصم ھو ابن سلیمان۔ محدث الحوینی نے فرمایا: وھذا خطأ، انما ھو عاصم بھدلہ

[1] مقدمہ :ص ،۵ تا ۱۵.

(۲)......کتاب الصمت رقم الحد یث :۲۹، عن ابن ابی لیلیٰ ، محقق نجم نے کہا،ابن ابی لیلیٰ هو عبد الرحمن انصاری : المدنی الکوفی

محدث الحوینی نے کہا: یہ غلطی ہے، درست محمد بن عبد الر حمن بن ابی لیلیٰ ہے۔

(۳)......کتاب الصمت رقم : ۳۵ عبد اللّٰه بن محمد الانصاری، محقق نے کہا:عبد اللّٰه بن محمد الانصاری له الاذا ن، مختلف فیه۔

محدث الحوینی نے کہا: یہ غلطی ہے درست یہ ہے کہ وہ عبد اللّٰه بن محمد بن سعد الانصا ری ہے۔

(۴)...... کتا ب الصمت : رقم ، ٧٦ الا عمش عن صا لح بن حیا ن: ثقة ، آخر هما صا لح بن حیا ن القرشی ضعیف ہے۔

محدث الحوینی نے کہا: محقق پر نام میں تصحیف ہوگئی ہے۔درست بات یہ ہے کہ وہ صالح بن خباب ہے۔

(ب)......تحقیق حدیث میں ضعیف راوی کی متابعت تلاش کرنی چاہے، اگر ضعیف راوی کا م تابع جائے تو اس سے ضعف مضر نہیں رہتا۔

(ج)......تحقیقِ حدیث کے وقت حدیث کا شاہد تلاش کرنا ۔اگر ایک سند ضعیف ہے لیکن اس کا صحیح شاہد مل گیا تو وہ حجت ہوگی۔

(د)...... اگر کسی سند میں کثیر التدلیس راوی عن سے بیان کر رہا ہے تو اس مدلس راوی کے سماع کی صراحت دیگر کتب سے تلاش کرنی چاہیے، جب مدلس سماع کی صراحت کر دے تو اس کی روایت صحیح ہوجاتی ہے۔

(ر)......تحقیق کرتے وقت اپنے سے پہلے محدثین ومحققین کی تحقیق سے بھی فائدہ اٹھانا چاہیے اور ان کی آرا کو بھی مدنظر رکھنا نہایت ضروری ہے، کیونکہ ان کی نظر بہت وسیع تھی اور وہ فن تخریج وتحقیق میں پختہ تھے۔دلیل کی بنا پر ان سے اختلاف بھی ممکن ہے، لیکن یہ اختلاف

کسی شاذ اصول یا تعصب کی وجہ سے نہیں ہونا چاہئے ،جس طرح بعض لوگوں نے باور کروایا ہے حالانکہ وہ بذات خود شاذ اصولوں کو آڑ بنا رہے ہوتے ہیں ۔

(س)......تحقیق کرتے وقت جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہئے ، بلکہ بہت زیادہ محنت کرنی چاہئے خواہ ایک حدیث کی تحقیق میں ایک سال لگ جائے ،کیونکہ یہ معاملہ شریعت کا ہے۔حدیث کو صحیح کہا تو دین کا حصہ شمار ہوگی اور اگر ضعیف کہا تو دین تصور نہیں کی جائے گی۔وہ علماء جو تحقیق میں عجلت سے کام لیتے ہیں، منٹوں سیکنڈوں میں تحقیق کرتے ہیں اور پھر اگلے ہی گھنٹے اس سے رجوع کر لیتے ہیں ، پھر چند دن بعد کوئی تحقیق سامنے آئی تو اور موقف بنا لیا، گویا اس طرح ایک حدیث کے بارے میں کئی مرتبہ اپنی تحقیق بدلتے نظر آتے ہیں ،اس کی وجہ صرف جلد بازی ہے۔

ہونا یہ چاہئے کہ ایک حدیث کی تحقیق کرتے وقت تمام طرق جمع کیے جائیں ،تمام محدثین کا کلام اس حدیث پر دیکھا جائے ،اب تو انٹرنیٹ اور مکتبہ شاملہ وغیرہ بھی عام ہیں ،ان سے بھی مدد لی جائے اور اصل سے مراجعت کر لی جائے ، پھر موجودہ محققین اہل علم سے مشورہ کیا جائے ، پھر استخارہ کیا جائے ، جب پورا یقین ہو جائے تب جا کر اس تحقیق کو حتمی شکل دی جائے۔ پھر پڑھنے والا کہے گا کہ واقعتاً تحقیق کا حق ادا کیا ہے، ورنہ تحقیق مذاق بن جائے گی ۔اس موقع پر ایک مثال دینا فائدے سے خالی نہیں ،مشہور حدیث ''طلب العلم فریضة '' کی تحقیق کرتے وقت محدث البانی رحمہ اللہ نے لکھا کہ میں نے اب تک اس کی آٹھ سندیں جمع کی ہیں اور باقی ابھی جمع کر رہا ہوں ۔ [1]

شیخ کے شاگرد محدث ابو اسحاق الحوینی حفظہ اللہ نے اسی حدیث کی تخریج بائیس صفحات پر مکمل کی اور بیس سے زیادہ سندیں جمع کیں ، پھر ہر ہر سند پر بحث کی اور آخر میں خلاصہ نکالا کہ یہ حدیث حسن درجے کی ہے۔ والحمدللہ، گویا انھوں نے تحقیق کا حق ادا کر دیا ۔ایک طرف یہ تحقیق ہے اور دوسری طرف ایک یا دو سطروں میں تحقیق، اس سے منصف مزاج شخص فنِ تخریج میں

[1] الصحيحة: ج١ ص٦ ٤١ .

محنت اور مشقت کا اندازہ بخوبی لگا سکتا ہے کہ یہ کام عجلت میں کرنا چاہیے یا اس کے لئے لمبا وقت درکار ہے اور بڑا صبر آزما کام ہے۔

اصولِ تحقیق: رواۃ پر جرح وتعدیل اور متاخرین ومتقدمین محدثین کے درمیان فرق:

جب بھی کسی راوی کی تحقیق کرنی ہے تو ائمہ جرح وتعدیل کی کتب سے خوب استفادہ کرنا ہے، خواہ وہ کتب متقدمین کی ہوں یا متاخرین کی۔ بعض اہل علم اس موقع پر متاخرین کو کوئی اہمیت نہیں دیتے جو سراسر غلط ہے۔ اس بات کو تین مثالوں سے سمجھانے کی کوشش کریں گے ان شاء اللّٰہ۔

مثال نمبر (۱):...... محمد بن ابی احمد، مولی زید بن ثابت کو متقدمین میں سے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ثقہ قرار دیا ہے جب کہ متاخرین میں سے حافظ ضیاء مقدسی (المختارۃ: ۳۷۷، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱) حافظ ہیثمی (مجمع الزوائد: ج ۲ ص ۱۴) حافظ ابن کثیر (تفسیر ابن کثیر: ج ۱ ص ۲۲۶) حافظ ابن حجر (فتح الباری: ج ۷ ص ۳۳۲) حافظ سیوطی (لباب النقول فی اسباب النزول ص: ۶۲) اور علامہ احمد شاکر مصری (تفسیر الطبری ص ۲۱۷ فی الحاشیۃ) نے بھی اس کی توثیق کی ہے۔ اس مثال سے درج ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

۱:...... یہ راوی ثقہ ہے کیونکہ اس کو امام ابن حبان کے علاوہ کئی محدثین نے ثقہ کہا ہے، گویا ابن حبان اکیلے نہ رہے۔

۲:...... یہ جملہ کہہ کر کہ ابن حبان کے علاوہ باقی تمام متاخرین ہیں، لہٰذا متاخرین کی بات معتبر نہیں، متاخرین کی بات کو رد کر دینا غلط منہج ہے۔

۳:...... اس راوی کی ان محدثین کے توثیق کرنے کے باوجود اگر کوئی کہے: محمد بن ابی احمد "مجھول وثقه ابن حبان وحده" تو اس کو تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

مثال نمبر (۲):...... ایک راوی ہے ولید بن زوران، اس کو متقدمین میں سے صرف امام ابن حبان نے ثقہ کہا ہے، ان کے علاوہ امام بیہقی اور ابن حجر نے بھی اس کو ثقہ کہا ہے تو اگر

کوئی کہے کہ متقدمین میں سے صرف ابن حبان اکیلے ہی نے ثقہ کہا ہے، اس لئے یہ راوی مجہول ہی ہے۔تو اس کی بات غلط قرار دی جائے گی اور اس میں بھی صحیح بات یہ ہے کہ اس راوی کو ابن حبان کے ساتھ بیہقی اور ابن حجر نے بھی ثقہ کہا ہے، جو دونوں اگر چہ متاخرین ہیں لیکن انھیں بھی رواۃ پر حکم لگانے کا ملکہ تامہ موجود تھا، بلکہ متاخرین کو کچھ نہ سمجھنا اور یہ کہہ کر ان کی خدمات جلیلہ پر پانی پھیر دینا کہ وہ متاخرین ہیں، انتہائی خطرناک معاملہ اور غلط منہج ہے۔تاہم متقدمین ہوں یا متاخرین ،ان سے دلیل کی بنا پر اختلاف ہوسکتا ہے۔ مسئلہ اصولِ حدیث (مثلاً حسن لغیرہ) ہو یا رواۃ کی توثیق وتجریح دونوں جگہ یہ فرق درست نہیں، مثلاً حسن لغیرہ کو امام بیہقی ،ابن حجر وغیرہ حجت تسلیم کرتے ہیں تو اس کو حجت ہی تسلیم کیا جائے گا (یاد رہے کہ یہ بطور مثال بیان کیا ہے ورنہ ان سے پہلے بھی بہت سے محدثین سے حسن لغیرہ کا حجت ہونا ثابت ہے ،تفصیل کے لیے ہماری کتاب تخریج وتحقیق کے اصول وضوابط دیکھی جاسکتی ہے)

مثال نمبر (۳):...... ام محمد راویہ کو ابن حبان اور ابن عبدالبر نے ثقہ کہا ہے، اس راویہ کو ثقہ ہی مانا جائے گا اور اس کی حدیث صحیح ہوگی، اگر کوئی کہے کہ ابن عبدالبر متاخر ہیں تو اس کی بات مردود ہوگی کیونکہ متاخرین اور متقدمین کا یہ فرق درست نہیں ہے۔ہم انہیں تین مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں ورنہ مثالیں تو اور بھی بہت زیادہ ہیں۔

امام الجرح والتعدیل شیخ الاسلام محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اور حافظ ذہبی نے بھی اس کے متعلق ''وثقہ'' کہا ہے، اس لئے صرف ابن حبان کی توثیق نہیں رہی بلکہ حافظ ذہبی نے بھی اس کی تائید کی ہے، لہٰذا وہ مجہول الحال نہیں رہے۔''[1]

---

[1] فتاوی راشدیہ: ج۱ ص۳۰۱ ج

]]مدلسین کی طبقاتی تقسیم، ائمہ متاخرین کے اصول، مسئلہ حسن لغیرہ

جیسے اصولی مباحث پر اہم نکات پر مشتمل چند فوائد

(مرتب: ابوالمحبوب سید انور شاہ راشدی)

کیا حافظ ابن حجر کی کتاب طبقات المدلسین فضول ہے؟

جن مدلسین کو طبقہ اولی میں داخل کیا گیا ہے تو اسکی چند اقسام ہیں:

- سرے سے مدلس ہی نہیں، محض وہم کی وجہ سے لگے الزام کی بناء پر انہیں طبقہ اولی میں داخل کیا گیا ہے۔
- ان پر ارسال کا الزام ہے نہ کہ تدلیس اصطلاحی کا،،فبینہما فرق
- ان پر تدلیس فی الاجازہ کا الزام ہے،اور تدلیس فی الاجازہ کا عنعنہ سے تعلق نہیں ہوتا۔
- روایات کے تناسب سے ان کی تدلیس بہت کم اور شاذ و نادر ہے..اور یہ بات واضح کے کہ حکم ہمیشہ اغلب اور اکثر کا ہوتا ہے، نہ کہ شذوذ و ندرت کا۔

اس قسم کے مدلسین طبقہ اولی وثانیہ میں مذکور ہیں......قلت تدلیس سے متصف کے علاوہ مدلسین ویسے تدلیس کے الزام سے بری ہوجاتے ہیں..باقی رہے قلت تدلیس سے متصف۔

تیسرا اور چوتھا طبقہ کثیر التدلیس سے متصف رواۃ کے لیے ہے(اگر چہ بعض رواۃ کے حوالے سے اختلاف کیا جا سکتا ہے)

پانچواں طبقہ ضعیف مدلسین کا ہے جو سماع کی صراحت کردیں تب بھی انکی روایت مردود ہے الا کہ انکی متابعت آجائے اگر وہ متابعت کے قابل ہوں..

نتیجہ...گویا اصل حکم کے اعتبار سے تدلیس کے دو ہی طبقے ہوئے۔

قلت تدلیس، اس میں اولی وثانیہ کے مدلسین ہیں۔

ثالثہ ورابعہ: اس میں کثیر التدلیس ہیں۔

گویا باقی دو ہی طبقے رہ جاتے ہیں۔

قلیل اور کثیر... متقدمین محدثین کرام سے قلت اور کثرت کے مابین فرق ثابت ہے، مثلا امام بخاری، علی بن المدینی وغیرہ..

لہٰذا یہ کہنا کہ طبقات متقدمین محدثین سے ثابت نہیں،، بلکل بچگانہ اعتراض ہے.

ائمہ متقدمین ومتاخرین کا شوشہ، اور ائمہ متاخرین کے اصولوں کی حجیت

بعض حضرات ائمہ متقدمین اور ائمہ متاخرین کو آمنے سامنے لاکر ائمہ متاخرین کے اصولوں کو کلیتا رد کر دیتے ہیں، تو ایسوں کے لیے عرض ہے کہ

کیا خبر متواتر ائمہ متقدمین سے ثابت کر سکتے ہیں۔

کیا حسن لذاتہ کی اصطلاح ائمہ متقدمین سے ثابت کر سکتے ہیں..؟ جب کہ ان حضرات نے اپنی تازہ کتاب میں یہ دونوں اصطلاحات بھی ذکر کی ہیں۔

کیا امام ترمذی کا متساہل ہونا ائمہ متقدمین سے ثابت کر سکتے ہیں..؟

کیا امام ابن خزیمہ کا متساہل ہونا ائمہ متقدمین سے ثابت کر سکتے ہیں؟

کیا امام عجلی کا متساہل ہونا ائمہ متقدمین سے ثابت کر سکتے ہیں..؟

ائمہ متاخرین کو کس طرح بے دردی کے ساتھ ردی کی ٹوکری میں پھینکا جارہا ہے... یہ قطعا قطعا قطعا غلط راستہ ہے جو ائمہ متقدمین اور ائمہ متاخرین کے درمیان دراڑ لگا کر انکو ایک دوسرے کے مدمقابل کھڑا کرتے ہیں..

بہت ساری اصطلاحات ایسی ہیں جنکی اگر ائمہ متاخرین وضاحت نہ کرتے تو ہم وہیں کے وہیں رکے ہوتے۔

انہوں نے ائمہ متقدمین کے تعاملات سے استنباط، اور استقراء کرکے ہمارے لیے اصول وقواعد بنائے۔ہمیں تو انکا احسان مند ہونا چاہیے تھا..لیکن افسوس درافسوس کہ ہم احسان فراموشی کررہے ہیں...کیا احادیث میں ہر مسئلہ نصاً بیان ہوا ہے..یا اجتہاد اور قیاس بھی

کیا جاتا ہے.

ائمہ متقدمین نے اصول وضع کیے..لیکن اسکے ساتھ انکے تعاملات بھی ہیں جن سے ائمہ متاخرین نے استخراج واستنباط کر کے اصول وضع کیے...گو یاان اصولوں کی اصل ائمہ متقدمین کا تعامل ہی ٹھہرا۔ بالکل اسی طرح جس طرح جس طرح قیاس کی اصل قرآن مجید وحدیث مبارک میں موجود ہے.

دکتور شیخ حمزہ مدنی ﷾ فرماتے ہیں: متقدمین کا تحقیق حدیث کے سلسلہ میں جو تعامل تھا اسے ہی تو اہل تدوین نے فن کی صورت دی ہے۔اگر تدوین کے بجائے سب کچھ ماقبل زمانہ تدوین کے آئمہ کے واضح تھا تو اہل تدوین کا سارا کام جھک مارنے یا بونگیاں مارنے کے سوا کیا رہ جاتا ہے۔ یا للعجب

متقدمین کے ہی اتفاقی تعامل کو بعد والوں نے جب ایک فن کی صورت دے دی ہے اور اسے تمام محدثین کے ہاں بلا اختلاف قبول بھی کیا گیا ہے تو اب یہ کونسا انداز ہے کہ ''آپ متقدمین محدثین سے طبقات ثابت کردیں میں بات تسلیم کرلوں گا''

بات کرنے سے پہلے سوچیں، پھر اسے تولیں پھر اسے بولیں۔

مزید کہا کہ: بلکہ یہ حضرت فن مصطلح کی کون کون سی اصطلاحات کو اپنے سطحی معیار نقد سے متقدمین سے پیش کرسکیں گے؟! یہاں تو سیکڑوں مصطلحات ہیں جن کو فن حدیث کی کتب ہی سے معلوم کیا جاسکتا ہے،متقدمین میں انہیں بطور ضابطہ ومصطلح جاننے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ماسوائے متاخرین کے فن حدیث کے!!

چنانچہ خطرناک دروازے نہیں کھولنے چاہیں کہ فن حدیث ہی مشکوک ٹھہر جائے۔۔۔ (ان) صاحب جیسی باتیں ہم نے منکرین حدیث مثل غامدی وغیرہ سے براہ راست استخفاف حدیث کے ضمن میں سنی ہیں۔دراصل پرویز وغیرہ نے تو حدیث وسنت کی حجیت کا انکار صاف صاف، لگی لپٹی بغیر کھل کر دیا تھا تو عوام الناس نے بہت شدید ردعمل کا مظاہرہ کیا تو بعد کے منکرین نے انداز تاویلیں اختیار کرلیا ہے۔اب شبلی،تقی امینی، اصلاحی، غامدی وغیرہ کا انداز

انکار حدیث یہ ہے کہ ''حدیث کی حجیت تسلیم لیکن محدثین تھے تو آخر انسان تھے اور ان کا مرتب کردہ فن حدیث جامع وکامل نہیں ۔۔۔ ان کا فن روایتی وسندی معیار کے اعتبار سے تو معیاری ہے، لیکن درایتی نقد کے پہلو سے ناقص ہے اس لیے احادیث ہم تک محفوظ حالت میں پہنچ نہیں سکیں۔'' ذرا یہ بات نوٹ کریں کہ ان منکرین میں بھی اتنی جرات نہ تھی کہ کھل کر محدثین کے فن حدیث پر اسنادی روایتی جہت سے انگلی اٹھاتے لیکن ہمارے آجکل کے بے سمجھ ان سے آگے بڑھ کر اپنے اسلاف پر یہ طعنہ زنی کرتے ہیں کہ نہیں نہیں! محدثین کرام کا فن تحقیق سندی اعتبار سے بھی غیر محفوظ وغیر معیاری ہیں۔

والعیاذ باللّٰہ اللہ تعالیٰ فتنوں سے بچائے۔

بلکہ متقدمین ومتاخرین کے درمیان رسہ کشی کا یہ گھناؤنا کھیل صرف فن حدیث تک محدود نہیں رہے گا، بلکہ تمام شرعی فنون (عقیدہ، اصول فقہ، منہاج تفسیر، فن تجوید وقراءات وغیرہ) اور آلی علوم نحو وصرف بلاغہ وغیرہ جو کہ اہل تدوین کی کاوشوں ہی سے محفوظ صورت میں ہم تک پہنچے ہیں اور اگر بالفرض۔۔۔ نعوذ باللہ۔۔۔۔ یہ فنون ہم دریا برد کردیں تو اسلاف اول (صحابہ وتابعین واتباع وغیرہ) کے اجماعی تعامل اور علمی تصورات کو مکمل صورت میں جاننے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ ہی نہیں رہ جاتا۔

کیا مدونین کی علمی وفنی کاوشوں پر عدم اعتماد کروانے حضرات نحو وصرف اور بلاغہ ومنطق وغیرہ کی اساسی باتوں کو بھی تسلیم کرنے کے جاہلانہ نظریہ کے حامل ہیں کیونکہ یہ سب کچھ بھی تو اہل تدوین کی پیش کردہ خدمات ہیں جن پر ہمارے یہ کرم فرما مطمئن نہیں۔

جب لوگوں کی علوم دینیہ میں رسوخ اور فنون سے متعلق اساسی تصورات سے لاعلمی کی حالت یہ ہو کہ وہ علوم کی تدوین اور اس سے متعلقہ بنیادی باتوں سے بھی واقف نہ ہوں لیکن خود کو علامہ فہامہ سمجھ بیٹھیں تو انتظار کریں کہ وہ دیگر بڑے بڑے انکشافات بھی مستقبل قریب میں فرمائیں گے۔

کسی بات سے ناواقفیت ہو تو اس کی معرفت ہونا اور خاموش رہ کر لا اعلم کا اقرار کرنا......

یہ بھی آدھا علم ہے، چہ جائیکہ انسان اپنی لاعلم شخصیت کے تعارف کے اشتہار نصب کرنا شروع کردے ۔۔۔ اور اگر مکابرت پر مبنی یہ سب کچھ ائمہ اسلاف کے بالمقابل ہوتو یہ رویہ میری مذکورہ باتوں سے بھی کئی گنا زیادہ خطرناک ہوجاتا ہے۔

شیخ محمد صارم حفظہ اللہ فرماتے ہیں.: ابن حجر رحمہ اللہ کا خاصہ یہ ہے کہ انہوں نے متقدمین کی کتب کی تنقیح کردی ہے اور مصطلاحات کو ان کے مقام پر ایسے رکھ دیا ہے کہ بعض اصطلاحات جن کی تعریفات میں ٹکراو تھا وہ ختم ہوگیا۔

مثال کے لئے (النکت) میں ارسال کی بحث دیکھی جاسکتی ہے۔

کیا حسن لغیرہ حدیث متقدمین سے ثابت نہیں؟

حسن لغیرہ امام ترمذی سے ثابت ہے..بلکہ وھو اول من اشھرہ...قالہ ابن حجر ..انہوں نے اسکو شہرت دی..یہ نہیں کہ اسکے موجد ہی وہی ہیں...گویا یہ اصطلاح اوروں سے بھی ثابت ہے.مگر چونکہ امام ترمذی نے کثرت کے ساتھ اپنی کتاب میں اسکا ذکر کیا ہے لہٰذا اسی لیے انکو اسکی شہرت کرنے والا کہا جاتا ہے.

کہنے کا مقصد..کیا امام ترمذی ائمہ متقدمین میں سے نہیں.

ان صاحب نے اپنی تازہ کتاب میں انکار کردیا ہے کہ امام ترمذی حسن لغیرہ کے قائل ہیں...اناللّٰہ واناوانااليہ راجعون...

آپ اصول حدیث کی کتب اٹھا کر دیکھیں تقریبا ہر مصنف نے اس اصطلاح امام ترمذی کی طرف منسوب کیا ہے.تو کیا انہوں نے وہ محض ظن، تخمین اور تقلیدا ایسا کہا ہے۔

یہ سارے جواب میری زیر ترتیب کتاب میں آرہے ہیں..ان شاء اللہ العزیز۔

آخری اور اہم بات...اور قابل غور بھی..محدثین کرام نے تین قسم کی روایات جمع کی ہیں..

صحیح

قلیل الضعف روایات

۔ شدید الضعف روایات

اول قسم پر تو کلام ہی نہیں۔

تیسری قسم... یہ بتانے اور متنبہ کرنے کے لیے کہ کس کس قسم کے ظالم لوگ پیدا ہو گئے تھے....اور سب سے بڑھ کر ایمانداری سے یہ پورا حصہ منتقل کر دیا..اور بھی فوائد ہیں۔

دوسری قسم....تو اسکو اس لیے جمع کر دیا تا کہ اگر اسکا کہیں شاہد یا متابع ہو تو اسکے ساتھ یہ قوت پکڑ لے گی۔

اور اس حوالے سے ایک بھی محدث سے یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے صحیح شاہد یا متابع کی قید لگائی ہو..اور حقیقت بھی یہی ہے...ورنہ اگر لازمی طور پر صحیح متابع یا شاہد کو ہی تلاش کیا جائے تو پھر ضعیف کی ضرورت ہی کیا رہیگی جو اسکے لیے صحیح متابع تلاش کیا جائے؟؟

امام ترمذی رحمہ اللہ ائمہ متقدمین میں سے ہیں:

انہوں نے اپنی کتاب میں حسن لغیرہ کو کثرت کے ساتھ ذکر کیا ہے..اور ان کے دور سے لیکر پانچویں، چھٹی صدی ہجری تک سواء ابن حزم کے کسی ایک بھی محدث سے ان پر نکیر ثابت نہیں.آخر کیوں.؟؟اگر نئی اصطلاح وضع کی جا رہی ہے،جس پر ہزاروں احادیث کا فیصلہ ہے.اگر اس اصطلاح.سے ائمہ متقدمین واقف نہ ہوتے تو کیا وہ اسد پر خاموش تماشائی بیٹھے رہتے.؟ابن حزم کا تشدد اور شذوذ معروف ہے..لہٰذا ان کی بات قابل التفات نہیں۔

شیخ زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس پر نکیر ثابت نہیں وہ اجماع ہے...لہذا امام ترمذی کی حسن والی اصطلاح پر ائمہ متقدمین سے نکیر ثابت نہیں.لہذا ان کے بقول اجماع ہوا۔

اگر ابن حزم کو لاتے ہیں نکیر ثابت کرنے کے لیے تو پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی قرآن مجید میں معوذتین کے قائل نہیں.ملاحظہ ہو''توضیح الکلام''.تو لہٰذا یہاں پر اجماع قرآن سے پھر انکار کر دیں..

اس ساری تفصیل کا مقصد یہ ہے کہ ائمہ متقدمین اور ائمہ متاخرین کا شوشہ چھوڑنا ترک کر دیں...ورنہ'' پھر ائمہ متقدمین کے الگ اصول اور ائمہ متاخرین کے الگ اصول" کے نام سے.کتاب لکھ کر امت پر عظیم احسان کر کے چلے جائیں۔امت بیچاری پہلے ہی بڑے بڑے

فتنے سہہ رہی ہے۔ایک یہ بھی سہی۔جیسے تیسے سہہ لے گی۔انتہی]]

سند میں سفیان سے مراد؟

سند میں جب سفیان آجائے تو اس سے مراد ثوری ہیں یا ابن عیینہ؟اس فرق کی تفصیل پیش خدمت ہے۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں :ثوری کے شاگرد کبار اور پرانے ہیں اور ابن عیینہ کے شاگرد صغار ہیں، انھوں نے ثوری کونہیں پایا اور یہ بات واضح ہے، پس جب قدیم رواۃ نے بیان کیا ہواور نام میں صرف سفیان بولا جائے تو اس سے مراد ثوری ہوں گے اور وہ وکیع ،ابن مہدی ،فریابی اور ابونعیم کی مثل ہیں۔ان راویوں میں سے اگر کوئی ابن عیینہ سے بیان کرے گا تو ان کا مکمل نام(سفیان بن عیینہ)واضح طور پر لے گا، صرف سفیان نہیں کہے گا اور جس راوی کی ثوری سے ملاقات ہی نہیں ہوئی اور اس نے ابن عیینہ کو پایا ہے تو وہاں تنبیہ کی ضرورت ہی نہیں،اس کے لئے رواۃ کے طبقات کی معرفت ہونا ضروری ہے۔ ❶

یہ ایک اہم قاعدہ ہے جو اکثر تلامذہ پر مخفی ہے۔

جرح کرنے والا اگر خود ضعیف ہے تو اس کی جرح قبول نہیں کی جائے گی:

ازدی خود ضعیف ہے،اس نے کسی راوی پر جرح کی تو اس پر تعلیق لکھتے ہوئے حافظ ذہبی فرماتے ہیں:"هذه مجازفة ليت الأزدي عرف ضعف نفسه" یہ ظلم ہے۔کاش ازدی اپنے ضعف کو پہچانتے۔ ❷

امام ابن حبان فرماتے ہیں: "من المحال ان يجرح العدل بكلام المجروح" یہ بات محال ہے کہ عادل راوی پر مجروح کے کلام کے ساتھ جرح کی جائے۔ اسی طرح کچھ اور ضعیف راوی ہیں جو جرح وتعدیل کے لحاظ سے رواۃ پر حکم لگاتے ہیں،ان کی نہ جرح قبول ہے اور نہ ہی توثیق۔مثلاً شاذکونی ،ابن خراش،سلمة بن القاسم،

❶ سير أعلام النبلاء : ج٧ص٤٦٦.

❷ السير : ج١٣ص٣٨٩.

دولابی وغیرہ۔ ❶

راوی کا بدعتی ہونا عدالت کے منافی نہیں:

راوی میں اصل عدالت اور ضبط ہے، اس کا بدعتی مثلاً مرجئ، شیعی اور قدری وغیرہ ہونا مضر نہیں ۔اگر کسی راوی کی بدعت اسے کفر تک پہنچا دے جسے بدعت مکفرہ کہتے ہیں تو اس کی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔ امام ذہبی نے ابان بن تغلب کے ترجمے میں کہا: "فلنا صدقه وعليه بدعته" ہم اس کی سچی روایات لیتے ہیں اور اس کی بدعت اس پر چھوڑتے ہیں۔ ❷

الزام کی تحقیق کرنا:

اگر کسی راوی پر کوئی الزام ہے تو اس کی پہلے تحقیق کی جائے گی ۔مثلاً امام مکحول شامی پر ابن خراش نے قدری ہونے کا الزام لگایا ہے، حالانکہ امام اوزاعی فرماتے ہیں: فكشفنا عن ذلك فاذا هو باطل۔ پس ہم نے اس الزام کی تحقیق کی تو یہ باطل ثابت ہوا۔ ❸ اسی طرح امام عبدالرزاق صنعانی رحمہ اللہ پر تشیع کا الزام ہے، جو درست نہیں حالانکہ آپ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے تھے۔ ❹ امام عبدالرزاق صنعانی رحمہ اللہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وبه ناخذ" اور اسی کو ہم لیتے ہیں۔ ❺

صرف ثقہ راوی سے بیان کرنے والے: (یہ اغلبی ہے کلی نہیں)

۱:......امام شعبہ رحمہ اللہ صرف ثقہ ہی سے بیان کرتے ہیں۔ ❻

۲:......امام ابوداود عام طور پر اپنے نزدیک ثقہ صرف ثقہ ہی سے بیان کرتے ہیں ۔جس

---

❶ تفصیل کے لیے دیکھیں فتح المنان مقدمہ لسان الميزان ص:۱۹٤ـ۱۹۹.

❷ میزان الاعتدال: ۱/۵.

❸ تهذيب التهذيب: ۱/۲۹۱.

❹ تاريخ دمشق لابن عساكر: ۳۸/۱۳۲، ۱۳۱، سنده صحيح.

❺ مصنف عبدالرزاق: ۵۵۳٤. ❻ دیکھیے: تهذيب التهذيب ۱/۵۱٤.

طرح امام ابن القطان نے کہا۔ ❶

۳:......امام بقی بن مخلد صرف ثقہ ہی سے بیان کرتے ہیں۔ ❷

۴:......امام بخاری رحمہ اللہ جس راوی سے بطور استشہاد روایت کریں وہ عام طور پر امام بخاری کے نزدیک ثقہ ہوتا ہے۔حافظ محمد بن طاہر المقدسی نے ایک راوی کے بارے میں لکھا ہے:بل استشهد به فی مواضع ليبين أنه ثقة" بلکہ انھوں (امام بخاری) نے کئی جگہوں پر اس سے بطور استشہاد روایت لی ہے تاکہ واضح ہو کہ وہ ثقہ ہے۔ ❸

۵:......ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تمام شیوخ ثقہ ہیں؟ یہ بھی بعض نے دعوی کیا ہے۔ ❹ یہ بات بالکل غلط ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں تفصیل کا طالب اعلاء السنن فی المیزان ص:۹۶۔۱۲۵ کا مطالعہ کرے۔آپ دیکھ کر حیران ہو جائیں گے کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شیوخ کس قدر کذاب اور جھوٹے موجود ہیں۔مثلاً عمرو بن عبید کذاب متروک، جراح بن منھال متروک، محمد بن زبیر تمیمی منکر الحدیث وغیرہ امام ابوحنیفہ کے شیوخ میں سے ہیں۔

فائدہ:......اگر کوئی محدث کہے کہ فلاں راوی میرے نزدیک متروک نہیں تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ دوسرے محدثین کے نزدیک بھی متروک نہیں ہے۔

جرح وتعدیل لکھنے کا طریقہ:

راوی پر مفصل بحث دیکھنے کے لیے اصل مراجع ومصادر کی طرف رجوع کیا جائے مثلاً التاریخ الکبیر، الجرح والتعدیل، تاریخ بغداد وغیرہ ان کے ساتھ ساتھ تهذیب الکمال، تهذیب التهذیب وغیرہ دیکھنی چاہیے۔لکھنے میں اختصار سے کام لیتے ہوئے تقریب التهذیب کا حوالہ بھی کافی ہوتا ہے کیونکہ تقریب کا حوالہ بطور خلاصہ واعدل الاقوال دیا جاتا ہے۔جزوی اختلاف

❶ بيان الوهم والايهام فی كتاب الاحكام ۔٤٦٦/٣ ح:١٢٢٧،نصب الرايه : ١٩٩/١.

❷ تهذيب التهذيب:٢٢/١.
❸ شروط الائمة الستة ص:١٨.

❹ دیکھیے: انهاء السكن ص:٥٦.

تقریب سے ممکن ہے۔اگر بطور ضرورت کسی راوی پر مفصل بحث مطلوب ہے تو اس راوی پر مالہ و ماعلیہ بحث لکھ کر اس کا تقابل کرتے ہوئے دلائل اور ائمہ جرح وتعدیل کے مراتب کا خیال کرتے ہوئے راجح قرار دینا چاہیے۔بعض جمہور کا دعوی کرتے ہیں جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

ابوالرجال لقب کی وجہ:

جس کے دس بیٹے ہوں اسے ابوالرجال کہتے ہیں۔یہ بات امام ابن الصلاح نے کہی ہے۔ ❶

[ہم نے چند بحوث اپنی دوسری مطبوع کتاب تخریج وتحقیق کے اصول وضوابط سے لی ہے]

رواۃ کے متعلق بعض اہم قواعد:

- کل عاصم فی الدنیا ضعیف. ❷
- کل أبی فروة ثقة إلا أبا فروة الخبری. ❸
- آل کعب بن مالك كلهم ثقات، كل من رُوی عنه الحديث كل من سكت عنه ابن عيسى فهو ثقة ❹

تقریب التہذیب کو زبانی یاد کرنے کا طریقہ:

بعض طلبہ کا شوق ہوتا ہے کہ وہ رواۃ کو زبانی یاد کریں تا کہ حدیث کو پڑھتے وقت ہر ہر راوی پر جرح وتعدیل کے لحاظ فورا کرتے جائیں جس طرح بعض عرب شیوخ کو تقریب التہذیب زبانی یاد ہے اور ان کی تدریس حدیث بہت متاثر کن ہے۔

مختصرا عرض ہے کہ

۱: آپ تخریج وتحقیق کے فن میں کام کریں۔رواۃ پر بحث بار بار دیکھنی پڑھتی ہے اس سے

❶ مقدمه ابن الصلاح ص:٤٣٧ نوع:٥.

❷ علل الترمذی لابن رجب:٣٩٧. ❸ ايضا، ٤٩٨.

❹ ايضا، ٤٩٩.

رواۃ خود بخود زبانی یاد ہو جاتے ہیں۔

۲: ضعیف رواۃ کو زبانی یاد کر لیا جائے ان کے علاوہ باقی تمام ثقہ ہیں۔

۳: مدرسہ کا ماحول ایسا ہو کہ جس میں اساتذہ وطلبہ کے مابین رواۃ پر مذاکرے ہوں۔

۴: چند باذوق طلبہ ایک گروپ بنالیں روزانہ ایک گھنٹہ رواۃ پر بحث کریں اور ایک دوسرے سے سوال کریں۔

۵: روزانہ دس راویوں کے نام مع حکم ایک رقعے پر لکھ لیں اور چلتے پھرتے انھیں دیکھا جائے جو ایک دن میں یاد ہوئے ہیں انہیں روزانہ باقاعدگی سے پڑھا جائے۔

۶: ناممکن کوئی کام نہیں مکمل یکسوئی سے کوئی بھی کام کیا جائے ہو جاتا ہے۔

بعض راویوں کے ناموں کی تحقیق اور ضبط کا بیان [1]

قاعدہ:...... یہ ہے کہ حدیث کی کتابوں میں ہر جگہ لفظ سلام کو لام کی تشدید کے ساتھ پڑھنا چاہیے، مگر پانچ جگہ لام مشدد نہیں ہے۔

۱:......عبداللہ بن سلام کے والد کا نام ''سلام'' ہے جو علمائے یہود میں زبردست عالم تھے، حضور ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد ایمان لائے اور دنیا ہی میں جنتی ہونے کی خوشخبری سنی۔

۲:......محمد بن سلام بیکندی کے والد جو امام بخاری کے استاد تھے۔ بیکند، ب کے زیر اور ی کے سکون کے ساتھ ہے، یہ تاشقند کی طرح ایک بستی کا نام ہے اور بخارا کے مضافات میں سے ہے۔

۳:......سلام بن محمد بن ناہض المقدسی، یہ صحاح ستہ کے راویوں میں سے نہیں ہیں، لیکن حافظ ابو طالب اور طبرانی نے ان سے روایت کی ہے اور ان کو سلامہ کے نام سے یاد کیا ہے۔

۴:......محمد بن عبدالوہاب بن سلام مغربی معتزلی کا دادا یہ بھی صحاح ستہ کے راویوں میں سے نہیں ہے۔

---

[1] یہ بحث عجالۂ نافعہ از شاہ عبدالعزیز دہلوی ؒ سے لی ہے۔ **(الحسینوی)**

۵:......سلام بن ابی الحقیق جو یہودی تھا اور حضور اکرم ﷺ سے بڑی دشمنی اور عداوت رکھتا تھا، اس کی شرارت اور فساد کا ذکر بہت سی حدیثوں میں آتا ہے۔

ان پانچ ناموں کو تخفیفِ لام کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

قاعدہ:......عمارہ جس جگہ بھی ہوگا عین مہملہ کے پیش کے ساتھ ہوگا، مگر ابی بن عمارہ صحابی رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عین کی زیر کے ساتھ ہے۔

قاعدہ:......کریز جہاں بھی کاف کے زبر سے آئے وہ قبیلہ خزاعہ میں سے ہے اور جہاں کاف کے پیش کے ساتھ آئے گا اور مصغّر ہوگا وہ قبیلہ عبد شمس سے ہے، یعنی جس کا نام کریز ہے اس کا نسب دیکھنا چاہیے اگر خزاعی ہے تو وہ کاف کے زبر کے ساتھ ہے اور عبشمی (قبیلہ عبد شمس سے) ہے تو اُس کو کُریز پڑھنا چاہیے۔

قاعدہ:......حزام، اگر اِس نام کا راوی قرشی ہے تو اس کو زائے معجمہ اور حائے مہملہ کے زیر کے ساتھ پڑھنا چاہیے اور اگر انصاری ہے تو حائے مہملہ کے زبر اور رائے مہملہ کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

قاعدہ:......عِسل ہر جگہ عین مہملہ اور سین مہملہ کے زیر کے ساتھ ہے، مگر عسل بن ذکوان الاخباری البصری عین اور سین مہملہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ البتہ یہ صحیحین کے راویوں میں سے نہیں ہے۔

قاعدہ:......غَنّام ہر جگہ غین معجمہ اور نون مشدّد پر زبر کے ساتھ ہے مگر عثام بن علی العامری الکوفی عین مہملہ اور ثائے مثلثہ کی تشدید کے ساتھ ہے اور پہلی قسم سے حضرت غنّام بن اوس رضی اللہ عنہ صحابی بدری کا نام ہے۔

قاعدہ:......قمیر ہر جگہ قمر کی تصغیر ہے اور مرد کا نام مگر قمیر مسروق بن الاجدع کی بیوی اور عمرو کی بیٹی کا نام ہے اس کو طویل کے وزن پر پڑھنا چاہیے۔

قاعدہ:......مسور ہر جگہ اسم آلہ مِضْرَبٌ کے وزن پر ہے مگر دو راویوں کا نام جن سے ایک مسوّر بن یزید صحابی اور دوسرے مسور بن عبد الملک الیربوعی ہیں، ان دونوں کو محمد کے وزن

پر پڑھنا چاہیے۔

بعض نسبتوں کا بیان

قاعدہ:......جس جگہ بھی لفظ جمال آئے وہ جیم کے ساتھ ہے مگر موسیٰ بن ہارون الحمّال کے باپ کا نام حائے مہملہ کے ساتھ ہے۔

قاعدہ:......عبسی اس شکل سے اگر بصریوں کی سندوں میں آ جائے تو اس کو عیشی پڑھنا چاہیے، یہ عیش کی طرف نسبت ہے جو موت کی ضد اور اگر کوفیوں کی سندوں میں آئے تو عبسی بائے موحدہ اور سین مہملہ سے پڑھا جائے اور اگر شامیوں کی سندوں میں آئے تو عنسی پڑھنا چاہیے، یعنی بائے موحدہ کے بجائے نون کے ساتھ پڑھیں۔

اِس فن کی ایک پر لطف بات یہ ہے کہ اگر کسی جگہ تصحیف (لفظی تغیّر) ہو جائے تو غلطی شمار نہیں ہوتی، جس طرح سے بھی پڑھ لیں ٹھیک ہے، جیسے عیسیٰ ابن ابی عیسیٰ الحناط اور مسلم حبّاط، اگر ان دونوں کو گندم فروشی کی نسبت کے اعتبار سے حنّاط پڑھیں تو بھی ٹھیک ہے اور اگر حبط فروشی کی حیثیت سے حباط پڑھیں تو بھی صحیح ہے۔ حبط حائے مہملہ اور بائے موحدہ کے زیر کے ساتھ ببُول کے پتوں کو کہتے ہیں جن کو چوپایوں کے لیے اکٹھا کر کے بیچتے ہیں اور سلائی کے پیشہ کی طرف نسبت کے اعتبار سے اگر خیّاط پڑھیں تو بھی درست ہے کیونکہ ان دونوں راویوں نے یکے بعد دیگرے تینوں پیشے اختیار کیے تھے، لیکن اوّل میں حناط گندم فروشی کی حیثیت سے زیادہ مشہور ہے اور دوسرے میں حباطی یعنی حبط فروش زیادہ معروف ہے۔

دیگر ناموں کا بیان

موطا اور صحیحین میں جہاں بھی یسار آئے گا تو اس کو سین مہملہ سے پہلے یائے تحتیہ کے ساتھ پڑھنا چاہیے مگر محمد بن بشار کا نام بائے موحدہ اور شین معجمہ کے ساتھ، موصوف امام بخاری اور امام مسلم کے استاد ہیں۔ موطا اور صحیحین میں جہاں لفظ بشر آئے، اس کو بائے موحدہ کے زیر اور شین معجمہ کے ساتھ پڑھنا چاہیے مگر چار راویوں کے نام بائے موحدہ کے پیش اور سین مہملہ کے ساتھ وارد ہیں۔

۱: عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ صحابی۔ ۲: بسر بن سعید۔
۳: بسر بن عبیداللہ حضرمی۔ ۴: بسر بن محجن۔

ان تینوں کتابوں میں جہاں بھی لفظ بشیر جو بشارت بمعنی خوشخبری سے ماخوذ ہے اس کو طویل کے وزن پر پڑھنا چاہیے، مگر چار راویوں کے نام مصغّر آئے ہیں۔ ان میں سے دو بشیر بن کعب عدوی اور بشیر بن یسار، شین معجمہ کے ساتھ ہیں اور دو سین مہملہ سے وارد ہیں جنھیں یائے تحتیہ کے ساتھ پڑھنا چاہیے، یسیر بن عمر اور دوسرے کو نون کے ساتھ پڑھنا چاہیے، وہ قطن بن نسیر کے باپ کا نام ہے۔

قاعدہ:...... یزید کا ہمشکل لفظ جہاں آئے وہ زیادہ سے مضارع معروف غائب کا صیغہ ہے مگر تین راوی:

۱:...... برید بن عبداللہ بن ابی بردہ، بائے موحدہ کے پیش اور رائے مہملہ کے فتح کے ساتھ ہے جو برد بمعنی اولہ کی تصغیر ہے۔

۲:...... محمد بن عرعرۃ بن البِر ند کے دادا کا نام ہے جو بائے موحدہ کے زیر اور رائے مہملہ اور نون ساکن کے ساتھ وارد ہے۔ بعض محدثین دونوں (باء اور راء) پر فتح پڑھتے ہیں اور علی بن ہاشم بن البرید کے دادا کا نام بائے موحدہ کے زیر اور یائے تحتیہ کے زیر سے پڑھتے ہیں۔

قاعدہ:...... جہاں بھی براء آتے اس کو مخفف پڑھنا چاہیے اور اس کی با کو مفتوح سمجھنا چاہیے مگر دو راویوں کے نام۔

۱۔ ابوالعالیہ البرّاء ۲۔ ابومعشر البرّاء کو با کے فتح اور را کی تشدید سے پڑھنا چاہیے۔

قاعدہ:...... حارثہ کی شکل کے نام کو حائے مہملہ، رائے مکسورہ اور ثائے مثلثہ مفتوحہ سے پڑھنا چاہیے مگر چار جگہ جیم، را اور یائے تحتیہ کے ساتھ سمجھنا چاہیے۔

۱: جاریہ بن قدامہ ۲: یزید بن جاریہ
۳: عمرو بن سفیان بن اسید بن جاریہ ۴: الاسود بن العلاء بن جاریہ

قاعدہ:...... جریر کی صورت ہر جگہ جیم اور رائے مہملہ کی تکرار کے ساتھ سمجھنی چاہیے مگر دو

راویوں کے نام ایسے آئے ہیں جن کے پہلے حائے مہملہ اورزائے منقوطہ ہے۔

۱: حریز بن عثمان الرجبی جوکوفہ کے محلہ رحب کی طرف منسوب ہیں۔

۲: ابوحریز عبداللہ بن حسین جوعکرمہ سے راوی ہیں۔

قاعدہ:......خراش ہر جگہ خائے معجمہ کے ساتھ آیا ہے مگر ربعی بن حراش کے باپ کا نام حائے مہملہ سے وارہوا ہے۔

قاعدہ:......حصین ہر جگہ مصغر ہے اور صاد مہملہ کے ساتھ ہے مگر ابوحصین عثمان بن عاصم طویل کے وزن پر ہے اور حضین بن المنذر ابوساسان بصیغۂ تصغیر ضاد معجمہ کے ساتھ ہے۔

حازم ان تینوں کتابوں میں ہر جگہ حائے مہملہ اور زائے منقوطہ کے ساتھ مگر ابومعاویہ محمد بن خازم کا باپ جوضریر کوفی سے مشہور ہے اوراعمش کا شاگرد ہے وہ خائے معجمہ سے ہے۔

حبّان بن منقذ اور محمد بن یحییٰ بن حبان کا دادا اور حبان بن واسع اور اس کا دادا نیز حبان بن ہلال میں اس جگہ حا پر زبر اور با کو مشدد پڑھنا چاہیے اور حِبّان بن عطیہ، حِبّان بن موسیٰ اور حِبّان بن العرفہ میں حا مکسورہ اور با کو مشدد پڑھنا چاہیے۔

حبیب کو ہر جگہ حائے مہملہ پر زبر اور بائے موحدہ پر زیر کے ساتھ سمجھنا چاہیے۔ یہ حُبٌّ اور محبۃ سے طویل کے وزن پر ہے مگر تین جگہ خائے معجمہ کے پیش کے ساتھ مصغر سمجھنا چاہیے جو خبابت بمعنی دانائی مصدر سے بنایا ہے۔

۱: خبیب بن عدی۔ ۲: خبیب بن عبدالرحمن

۳: ابوخبیب حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔

حکیم ہر جگہ حکمت سے طویل کے وزن پر پڑھنا چاہیے مگر رزیق بن حُکیم بن عبداللہ اور حُکیم بن عبداللہ حَکَم کی تصغیر ہے۔

رباح ہر جگہ بائے موحدہ اور را کے زیر کے ساتھ ہے، مگر ابوقیس زیاد بن ریاح کے باپ کا نام یائے تحتیہ اور را کے زیر کے ساتھ ہے۔

زُبَید، اِس کو صحیحین میں زائے منقوطہ کے پیش اور بائے موحدہ کے زیر سے پڑھنا

چاہیے۔ یہ زبد بمعنی مکھن کی تصغیر ہے اور موطا میں زُبید پڑھنا چاہیے جو مشہور نام زید کی تصغیر ہے۔

سُلیم ان تینوں کتابوں میں ہر جگہ تصغیر کے صیغہ کے ساتھ وارد ہے مگر سلیم بن حیان طویل کے وزن پر ہے۔

سلم ہر جگہ سین کے زبر اور لام کے سکون کے ساتھ آیا ہے۔

شریح ہر جگہ شین معجمہ کے پیش اور آخر میں حائے مہملہ کے ساتھ ہے، مگر تین راوی سین مہملہ اور جیم سے بھی وارد ہیں:

۱: سریج بن یونس ۲: سریج بن النعمان

۳: احمد بن ابی سریج

سلیمان ہر جگہ مشہور پیغمبر کا نام ہے، مگر چھ راوی:

۱: سلمان فارسی ۲: سلمان بن عامر ضبّی

۳: سلمان الاغر ۴: عبدالرحمن بن سلمان

۵: ابو حازم، جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں ان کا نام بھی سلمان ہے۔

۶: ابو رجاء حضرت ابو قلابہ کا نام بھی سلمان ہے۔

سلمہ ہر جگہ لام کے زبر کے ساتھ وارد ہے مگر دو جگہ اس کو لام کے زبر کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

۱: عمرو بن سلمہ الجرمی جو بصرہ کی مسجد کا تھا۔

۲: نبو سلمہ جو انصار کا قبیلہ تھا۔

عبیدہ ہر جگہ مصغر آیا ہے مگر چار جگہ:

۱: عَبِیدہ سلمانی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے۔

۲: عبیدہ بن حمید

۳: عبیدہ بن سفیان

۴: عامر بن عبیدۃ الباہلی، مصغر نہیں ہیں۔

عبادہ ہر جگہ عین کے پیش اور بائے موحدہ کے سکون کے ساتھ ہے، مگر محمد بن عبادہ

الواسطی جوامام بخاری کے اُستاد ہیں، وہ عین کے زبر کے ساتھ ہے۔

عبدہ ہر جگہ عین کے زبر اور بائے موحدہ کے سکون سے ہے مگر عامر بن عبدہ جو صحیح مسلم کے خطبہ میں وارد ہے اس کو عین اور با دونوں پر زبر کے ساتھ پڑھنا چاہیے، اور اسی طرح بخالہ بن عبادہ بھی ہے۔

عَبَّاد ہر جگہ عین کے زبر اور بائے موحدہ کی تشدید کے ساتھ وارد ہے مگر قیس بن عُبا دعین کے پیش اور بائے موحدہ کی تخفیف کے ساتھ آیا ہے۔

عقیل عین کے زبر اور قاف کے زیر کے ساتھ آیا ہے مگر تین راوی مصغر وارد ہیں:

۱: عقیل بن خالد ۲: یحییٰ بن عقیل

۳: بنو عقیل مشہور قبیلہ ہے۔

واقد ہر جگہ قاف کے ساتھ ہے۔

نصر اگر لام تعریف کے ساتھ آئے تو ضاد معجمہ سے پڑھنا چاہیے، جیسے ابی النضر اور النضر بن الحارث اور اگر بغیر لام تعریف کے آئے تو صاد مہملہ سے پڑھنا چاہیے، یہ اصطلاحی فرق ہے جو کتابت میں امتیاز کی غرض سے اختیار کیا گیا ہے جیسے عمر اور عمرو میں کیا ہے۔

عبید اور حمید ہر جگہ مصغر ہے۔

ایلی، ایلہ کی طرف منسوب ہے جو حدود شام میں ایک شہر ہے، یہ ہمزہ کے زبر اور یائے تحتیہ کے سکون اور لام کی تخفیف کے ساتھ وارد ہوا ہے۔ یہ اس صورت میں اُبُلی سے جو اُبلہ ہمزہ اور بائے موحدہ کے پیش اور لام مشدد سے مشتبہ ہو جاتا ہے لیکن صحیحین میں کوئی راوی اُبُلی کی نسبت والا نہیں آیا اور جو ہے بھی تو اس کی نسبت مذکور نہیں ہے، جیسے شیبان بن فروخ کہ ان سے امام مسلم نے روایت کی ہے مگر ان کی نسبت میں لفظ اُبلی ذکر نہیں کیا ہے۔

بزاز ہر جگہ دو زائے منقوطہ سے ہے یعنی کپڑا بیچنے والا۔ یہ بَزٌّ سے مشتق ہے جو کپڑے کے معنی میں آتا ہے، مگر دو راوی بزار ہیں۔ بزار عربی میں بزر فروش کو کہتے ہیں یعنی تخم فروش کو بولتے ہیں اور ایسے پیشے والے کو ہندی میں پنساری کہتے ہیں۔

البصری ہر جگہ بائے موحدہ کے ساتھ، شہر بصرہ کی طرف نسبت ہے مگر تین راوی نون سے وارد ہیں اور وہ ایک مشہور قبیلہ بنی نصر کی طرف منسوب ہیں۔

۱: مالک بن اوس النصری۔

۲: عبدالواحد بن عبداللہ النصری

۳: سالم بن فلاں جو نصریین کا مولیٰ (غلام) ہے۔

الثوری ہر جگہ ثائے مثلثہ سے ہے مگر ابویعلی محمد بن الصلت التوزی جو تائے مثناۃ فوقانیہ اور تشدید واو کے ساتھ ہے، توز کی طرف نسبت ہے جس کے آخر میں زائے منقوطہ ہے۔

جُرَیری ہر جگہ جیم کے ساتھ ہے اور مصغر ہے مگر یحییٰ بن ایوب جریری جیم کے زبر سے وارد ہے اور یحییٰ بن بشر حریری جو بخاری اور مسلم کے استاد ہیں، حائے مہملہ کے زبر سے آئے ہیں، اور حریر (ریشم) کی طرف منسوب ہیں۔

السلمی ہر جگہ لام کے زبر سے آیا ہے اور محدثین ان راویوں کو جو انصار کے قبیلہ بنی سلمہ کی طرف منسوب ہیں لام کے زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

الہمدانی، ہر جگہ سکون میم کے ساتھ قبیلہ ہمدان کی طرف منسوب ہے، لیکن ہمدان میم کے زبر سے عراق عجم کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے، صحیحین میں اس شہر کی طرف نسبت نہیں آئی ہے۔

فائدہ:...... محدثین کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ راوی کی کنیت، نسبت اور صنعت کا ذکر کرتے ہیں اور ان کی غرض اس عمل سے احتیاط کامل کا اظہار ہوتا ہے کیونکہ کبھی تو نام مشترک ہوتا ہے اور کبھی فقط کنیت مشترک [1] ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں راوی اور غیر راوی میں امتیاز بغیر مبالغہ اور کامل احتیاط برتے نہیں ہوسکتا ہے (لہٰذا ایسی صورت میں کنیت، نسبت اور صنعت کا ذکر

---

[1] جب دو راوی ہم نام اور ہم عصر ہوں، اور ایک ہی استاد کے شاگرد ہوں تو سخت اشتباہ ہو جاتا ہے۔ محدثین اصطلاح میں اسماء کی ایسی قسم کو جو خط اور لفظ میں ایک ہوتی ہے اور مسمی کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے، المتفق والمفترق کہتے ہیں۔ خطیب بغدادی کی اس موضوع پر مستقل کتاب بنام ''تلخیص المتشابہ'' ہے۔

ضروری ہوتا ہے) بلکہ بعض جگہ راوی کا نام اور اس کے باپ کا نام بھی مشترک ہوتا ہے، چنانچہ محدثین نے لکھا ہے کہ خلیل بن احمد نام کے چھ شخص گزرے ہیں اور انس بن مالک نام کے پانچ شخص ہوئے ہیں اور کسی کسی راوی کا نام، اُس کے باپ کا نام اور اس کے دادا کا نام بھی مشترک واقع ہوا ہے، چنانچہ احمد بن جعفر بن احمدان چار شخص ہیں اور خود ان کا نام اور ان کے باپ کا نام اور ان کے دادا کا نام ایک ہی ہے اور محمد بن یعقوب بن یوسف دو شخص ہیں اور بعض کنیت اور نسبت ایک سی ہوتی ہیں، چنانچہ ابوعمران جونی دو شخص ہیں، ایک کا نام عبدالملک بن حبیب ہے اور دوسرے کا موسیٰ بن سہل ہے اور اسی طرح ابوبکر بن عیاش بھی تین راوی ہیں۔

غرض محدثین کی اِس قدر چھان بین کو بے کار نہیں سمجھنا چاہیے، اُن کا اِس سے مقصد راویوں میں باہم امتیاز کرنے میں پوری پوری احتیاط کرنا ہوتا ہے تا کہ ضعیف راوی، ثقہ راوی سے مشتبہ نہ ہو سکے اور اگر دونوں راوی عدالت اور وثوق کی صفت میں برابر ہوں تو اشتباہ مضر نہیں ہوتا۔ لیکن محدثین کے یہاں اس میں امتیاز کے لیے قرائن اور اشارات ہیں مثلاً سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ میں اُن کے شیوخ اور شاگردوں سے تمیز ہوتی ہے اور اگر اُستاد اور شاگرد بھی ہم نام اور ہم نسبت ہوں تو امتیاز نہایت دشوار ہوتا ہے اور ایسے ہی مواقع پر محدث ہونے کا امتحان ہوتا ہے۔

بصرہ میں فن حدیث کے ایک زمانے میں دو امام موجود تھے جنہیں حمادین کہتے ہیں۔

۱: حماد بن زید بن درہم ۲: حماد بن سلمہ

لہٰذا صحیحین میں جہاں بھی عارم سے روایت آئے، اس کو حماد سے سمجھنا چاہیے کیونکہ وہ حماد بن زید ہیں اور اگر...... موسیٰ بن اسماعیل تبوذ کی راوی ہوگا تو پھر حماد بن سلمہ مراد ہوتا ہے۔

صحیحین میں عبداللہ بغیر کسی قید کے آئے تو صحابہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مراد ہوتے ہیں اور آئمہ حدیث میں حضرت عبداللہ بن مبارک۔

ابو جمرہ جیم اور رائے مہملہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں اور ابوحمزہ حائے مہملہ اور زائے منقوطہ سے بھی حضرت عبداللہ بن عباس کا ایک شاگرد (مراد) ہے۔ شعبہ

نے ان دونوں سے روایت کی ہے لہٰذا اصطلاح یہ ہے کہ شعبہ جس وقت مطلق ابوجمرہ کہتے ہیں نصر بن عمران مراد ہوتے ہیں جو کہ جیم سے ہیں اور جس وقت وہ نسب سے مقید کرتے ہیں تو ابو حمزہ حائے مہملہ سے مراد ہوتے ہیں، واللہ اعلم۔

کسی جگہ ماں کا نام باپ کے نام سے مشتبہ ہو جاتا ہے لیکن غور وخوض سے پتہ چلتا ہے کہ ماں کا نام ہے اور باپ کا نام نہیں ہے جیسا کہ حدیث میں معاذ اور معوذ بن ابنی عفراء آیا ہے اور حضرت معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما دونوں عفراء کے بیٹے ہیں اور اس میں عفراء ان کی ماں کا نام ہے اوران کے باپ کا نام حارث ہے۔بعض روایتوں میں بلال رضی اللہ عنہ بن حمامہ آیا ہے، کہ وہ بلال رضی اللہ عنہ بن رباح ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے ،ان کی والدہ کا نام حمامہ ہے۔ نیز صحیحین میں عبداللہ بن بحینہ کا نام آیا ہے، بحینہ ان کی ماں کا نام ہے اور ان کے باپ کا نام مالک ہے اور بعض جگہ اس طرح جمع کر کے کہہ دیا ہے، عبداللہ بن مالک ابن بحینہ ۔ایسی صورت میں ان کی ماں اور ان کے دادا میں اشتباہ ہو جاتا ہے لہٰذا یہ اصول بنالیا گیا ہے کہ مالک اور بحینہ میں ابن کے الف کو قائم رکھتے ہیں اور گراتے نہیں ہیں تا کہ معلوم رہے کہ یہ عبداللہ کی صفت ہے مالک کی صفت نہیں ہے۔ اسی طرح محمد ابن الحنفیہ میں ہے کہ ان کے والد بزرگوار حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں اور حنفیہ ان کی ماں کی طرف نسبت ہے اور ان کا نام خولہ بن جعفر تھا اور جعفر یمامہ اور بنی حنفیہ کے سردار تھے،جس طرح اسماعیل بن عُلّیّہ ہے کہ ان کے باپ کا نام ابراہیم ہے۔

ایک شخص کی نسبت اس کے دادا کی طرف کرنا حدیث کی کتابوں میں بکثرت موجود ہے بلکہ محاورات میں نہایت عام اور مشہور ہے، چنانچہ ''انا ابن عبدالمطلب'' اس کی نہایت واضح دلیل ہے اور اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ کبھی دادی کی طرف بھی نسبت کر دیتے ہیں، جیسے یعلی بن منیہ...... کہ منیہ ان کی دادی کا نام ہے جو اُن کے باپ کی ماں تھیں اور بشیر بن الخصاصیہ بھی اسی طرح سے ہے اور جو دادا سے منسوب ہیں وہ تو بہت ہیں، جیسے ابوعبیدہ بن الجراح کہ ان کے والد کا نام عبداللہ بن الجراح ہے اور ابن جریج کہ ان کا نام عبدالملک بن

عبدالعزیز جریج ہے اور احمد بن حنبل کہ ان کے والد کا نام محمد ہے اور متبنّی ہونے کی وجہ سے اس شخص کی طرف نسبت کر دیتے ہیں جس کا وہ منہ بولا بیٹا ہوتا ہے، جیسے مقداد رضی اللہ عنہ بن الاسود کہ اصل میں مقداد بن عمرو بن ثعلبہ الکندی ہے، ان کی پرورش چونکہ اسود بن عبد یغوث زہری قرشی نے کی تھی اور اس نے انھیں گود لے لیا تھا اس لیے اس کی طرف نسبت سے مشہور ہو گئے اور اسی طرح حسن بن دینار ہے کہ اصل میں حسن بن واصل ہے اور دینار ان کی ماں کا خاوند تھا۔

دوسرا باب:

ائمہ جرح وتعدیل اور ان کی خاص اصطلاحات

پہلی صدی ہجری کے بعض ائمہ جرح وتعدیل

۱: امام سعید بن مسیب (ف ۹۳ھ)

۲: امام سعید بن جبیر (ف ۹۴ھ) یہ دو وہ ائمہ ہیں جن کا ذکر کبار تابعین میں آتا ہے۔

دوسری صدی ہجری کے مشہور ائمہ جرح وتعدیل

۱: امام شعبی (ف ۱۰۳ھ)

۲: امام اوزاعی (۸۸۔۱۵۷ھ)

۳: امام شعبہ بن الحجاج (۸۲۔۱۶۰)

۴: امام سفیان ثوری (۹۷۔۱۶۱ھ)

۵: امام مالک بن انس (۹۳۔۱۷۹ھ)

۶: امام ابن المبارک (۱۱۸۔۱۸۱ھ)

۷: امام سفیان بن عیینہ (۱۰۷۔۱۹۷ھ)

۸: امام یحییٰ بن سعید القطان (۱۲۰۔۱۹۸ھ) یہ جرح وتعدیل میں متشدد تھے۔

۹: امام عبدالرحمن بن مہدی ۱۳۵۔۱۹۸ھ)

یہ وہ ائمہ ہیں جنھوں نے حسب ضرورت راویوں پر کچھ نہ کچھ جرح وتعدیل کے لحاظ سے بات کی ہے، ان ائمہ میں سے یحیی بن سعید القطان کی رواۃ پر کتاب ہے۔[1] ثقہ اور ضعیف راویوں کے بارے میں لیث بن سعد کی اور ابن المبارک کی تاریخ ملتی ہے۔[2] امام ابن عیینہ کے جرح وتعدیل کے متعلق کافی اقوال مسند حمیدی میں ملتے ہیں۔

[1] سیر اعلام النبلاء :۱۸۳/۹.　[2] الفہرست ص:۲۸٤،۲۵۲.

تیسری صدی ہجری کے مشہور ائمہ جرح وتعدیل

۱: امام یحییٰ بن معین (۱۵۸۔ ۲۳۳ھ)

۲: امام علی بن مدینی (۱۶۱۔ ۲۳۴ھ)

۳: امام احمد بن حنبل (۱۶۴۔۲۴۱ھ)

۴: امام دحیم (۱۷۰۔۲۴۵ھ)

۵: امام الفلاس (۱۶۰۔۲۴۹ھ)

۶: امام بخاری (۱۹۴۔۲۵۶)

۷: امام الجوزجانی (ف۲۵۹ھ)

۸: امام العجلی (۱۸۲۔۲۶۱ھ)

۹: امام مسلم (۲۰۴۔۲۶۱ھ)

۱۰: امام ابوزرعہ (۲۰۰۔ ۲۶۴ھ)

۱۱: امام ابوحاتم (۱۹۵۔۲۷۷ھ)

۱۲: امام ابوداود (۲۰۲۔۲۷۵ھ)

۱۳: امام الفسوی (ف۲۷۷ھ)

۱۴: امام ترمذی (۲۰۹۔۲۷۹)

۱۵: امام ابن خراش (ف ۲۸۳ھ)

چوتھی صدی ہجری کے بعض ائمہ جرح وتعدیل

۱: امام نسائی (۲۱۵۔ ۳۰۳ھ)

۲: امام ساجی (ف۳۰۷ھ)

۳: امام ابن خزیمہ (۲۲۳۔۳۱۱ھ)

۴: امام عقیلی (ف ۳۲۲ھ)

۵: امام ابن ابی حاتم (۲۴۰۔۳۲۷ھ)

۶: امام ابن عدی (۲۷۷-۳۶۵ھ)

۷: امام ابواحمد الحاکم (ف ۳۷۸ھ)

۸: امام ابن شاہین (۲۹۷-۳۸۵ھ)

۹: امام دارقطنی (۳۰۶-۳۸۵ھ)

۱۰: امام الازدی (ف ۳۹۴ھ)

ائمہ جرح وتعدیل کی اقسام:

متشددین: ......امام ذہبی، ایک متشدد امام ابن القطان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یحیی بن سعید رجال کے نقد میں بہت شدید تھے، اگر تم دیکھتے ہو کہ وہ کسی راوی کی توثیق کرتے ہیں تو اس پر اعتماد کرو لیکن اگر وہ کسی کی تضعیف کریں تو انتظار کرو یہاں تک کہ کسی اور کا قول نہ دیکھ لو۔ ❶

اس میں امام شعبہ، امام ابن معین، امام ابوحاتم الرازی اور امام دارقطنی بھی شامل ہیں۔

معتدلین: ......امام ابن مہدی، امام احمد بن حنبل، امام بخاری

متساہلین: ...... امام ابن حبان (تفصیل آرہی ہے)، امام حاکم اور امام بزار توثیق میں متساہل تھے۔

امام بزار نے اسماعیل بن مسلم کو "لیس بالقوی" کہا ہے حالانکہ وہ متروک ہیں۔

جریر بن ایوب کو امام بزار نے لیس بالحافظ کہا حالانکہ امام بخاری، ابوحاتم، ابوزرعہ اور عقیلی نے منکر الحدیث کہا ہے۔ ❷

---

❶ سیر اعلام النبلاء:۹/۱۸۳.

❷ تفصیل کے لیے دیکھیں: نثل النبال بمعجم الرجال از محدث العصر ابواسحاق الحوینی حفظه اللّٰه، :٤/٤٠٠-٤٠٢》

بعض ائمہ جرح وتعدیل کی خاص اصطلاحات

امام ابوحاتم الرازی کی خاص اصطلاحات:

لا یحتج به:...... امام ذہبی فرماتے ہیں: امام ابوحاتم جب کسی راوی کو کمزور کہیں اور فرمائیں: **لایحتج به**۔ توتم اس پر توقف کروحتی کہ تم دیکھ لو کہ دوسرے محدثین نے کیا کہا ہے؟ اگر کسی نے اس کو ثقہ کہا ہے تو ابوحاتم کی جرح پر بنیاد نہ رکھو کیونکہ وہ متشدد ہیں ۔انھوں نے صحاح کی ایک جماعت کے بارے میں **لیس** بحجة ،لیس بالقوی وغیرہ کہا ہے۔ ❶

علامہ زیلعی لکھتے ہیں: ابوحاتم کا قول لا یحتج به غیر قادح ہے۔وہ یہ لفظ بلا بیانِ سبب صحیحین کے اکثر رجال پر بھی بولتے ہیں جیسا کہ خالدالحذاء وغیرہ ہیں۔ ❷

خلاصہ المرام یہی ہے کہ ''لیس بحجة''ہونا اس کے صدوق بلکہ ثقہ ہونے کے منافی نہیں بلکہ یہ جرح لیس بالقوی کے لفظ سے بھی نرم ہے۔مزید دیکھیے امام ابوحاتم ،ابواسرائیل الملائی کے متعلق فرماتے ہیں: لایحتج به حسن الحدیث۔ ❸

ایک راوی کو لایحتج به بھی کہہ رہے ہیں اور ساتھ اس کی حدیث کو حسن بھی کہہ رہے ہیں۔امام ابن ابی حاتم نے کہا کہ میں نے اپنے والدمحترم سے پوچھا کہ لا یحتج کے کیا معنی ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: کہ وہ حافظ نہیں۔حدیث بیان کرتے ہیں تو خطا کرجاتے ہیں۔ان کی احادیث میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ ❹

علی یدی عدل:...... یہ الفاظ امام ابوحاتم کے نزدیک تعدیل نہیں بلکہ راوی کی تضعیف کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔یہی الفاظ انہوں نے جبارة بن مغلس کے بارے میں

---

❶ السیر:۱۳/۲۶۰. ❷ نصب الرایه:۲/۴۳۹.

❸ الجرح و التعدیل: ج۱/ق۱/ص۱۱٦.

❹ الجرح و التعدیل: ج۱/ق۱/ص۱۳۳۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: توضیح الکلام، ص: ۲۲۰۔۲۲۱.

کہے ہیں،ان کے الفاظ ہیں:"هو على يدى عدل مثل القاسم بن ابى شيبة"❶ جبارہ بن مغلس اور قاسم بن محمد بن ابی شیبہ دونوں سخت ضعیف راوی ہیں ۔ یاد رہے علی یدی عدل کا ترجمہ وہ میرے نزدیک عادل ہے کرنا بالکل غلط ہے ۔امام ابوحاتم عمر بن حفص ابو حفص العبدی کے بارے میں فرماتے ہیں:"ضعيف الحديث ليس بقوى هو على يدى عدل "❷ غور فرمائیے اگر "هو على يدى عدل" کے معنی یہ ہیں کہ وہ میرے نزدیک عادل ہیں تو پھر اسے ضعیف الحدیث لیس بقوی کہنے کا کیا مقصد ہے ۔حافظ ابن حجر اس اصطلاح کے بارے میں فرماتے ہیں:"قوله : على يدى عدل ،معناه قرب من الهلاكة "❸ ان کا یہ کہنا کہ وہ "على يدى عدل " ہے اس کے معنی ہیں کہ وہ" ہلاک "ہونے کے قریب ہے۔اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ بعض نے سمجھا ہے کہ یہ الفاظ توثیق میں سے ہیں مگر انہوں نے یہ صحیح نہیں سمجھا۔ ❹

امام ابن معین کی خاص اصطلاحات:

لیس بشیء :...... یہ کلمات عموما جرح پر، بلکہ شدید جرح پر دلالت کرتے ہیں ۔ڈاکٹر احمد نور سیف نے اس اصطلاح کی جو تحقیق کی ہے اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

اس کا اطلاق اس ضعیف راوی پر بھی ہوتا ہے جس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔

جو متروک الحدیث ہے اور اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی ۔

بعض راویوں کی روایت ایک حالت میں مقبول ہوگی اور دوسری کیفیت میں مسترد ہوگی ،اس کی حدیث لکھی جائے گی ۔اس جرح کے ساتھ امام ابن معین "ضعیف" کی جرح بھی ذکر کرتے ہیں ۔

---

❶ الجرح و التعديل :٥٥٠/١. ❷ الجرح و التعديل :١٠٣/٣.

❸ تهذيب التهذيب :١٤٢/٩.

❹ تهذيب التهذيب:١٤٢/٩) نیز دیکھیے : شرح الفاظ التجريح النادرة او قليلة الاستعمال : ٣٧/١-٤٢۔ مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینے میں (ص:٣٤-٣٧)

ایسا راوی اپنی حدیث میں کثیر الغلط ہوتا ہے، اسے صحیح ضبط نہیں کرسکتا۔ ❶

لیس به بأس :...... امام ابن ابی خیثمہ نے کہا کہ میں نے امام ابن معین سے پوچھا کہ آپ کہتے ہیں: فلان لیس به باس اور فلان ضعیف ؟ توامام ابن معین نے کہا کہ جب میں آپ کو کسی راوی کے بارے میں بتاؤں: لیس به بأس۔تو اس سے مراد ہے کہ وہ ثقہ راوی ہے اور جب میں کسی کو ضعیف کہوں تو اس سے مراد ہے کہ وہ ثقہ نہیں، اس کی روایت سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔ ❷

لا اعرفه :...... امام ابن عدی فرماتے ہیں کہ جس راوی کو امام ابن معین کہیں: لا اعرفه۔تو وہ مجہول غیر معروف ہے۔کسی دوسرے کی معرفت پر اعتماد نہیں کیا جائے گا۔ ❸ اس پر حافظ ابن حجر تبصرہ فرماتے ہیں کہ یہ ہر حالت میں نہیں چلے گا، کتنے ایسے راوی ہیں جن کو ابن معین نہیں جانتے بلکہ دوسرے محدثین انھیں جانتے ہیں(تو جو جانتے ہیں ان کی بات مانی جائے گی۔)❹

امام بخاری کی خاص اصطلاحات:

امام بخاری کا تاریخ کبیر میں اپنا خاص منہج ہے جس کو سمجھنا نہایت ضروری ہے، تاکہ التاریخ الکبیر پڑھتے وقت کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔

علامہ معلمی یمانی فرماتے ہیں: امام بخاری کا التاریخ الکبیر میں کسی حدیث کو بیان کرنا اسے کچھ فائدہ نہیں دیتا، بلکہ اس کو نقصان پہنچاتا ہے کیونکہ امام صاحب التاریخ میں حدیث اس لئے ذکر کرتے ہیں کہ وہ اس کے راوی (صاحب ترجمہ) کی کمزوری پر دلالت کرے۔ ❺

❶ دراسة التاريخ لابن معين ـ١/١١٦ـ١١٩ بحواله الاعتصام ٢٤ تا ٣٠ مارچ ٢٠١٧ء.

❷ تاريخ اسماء الثقات لابن شاهين:١٦٥٣،الكفاية :١/٢٢،مقدمه ابن الصلاح: ١/١٢٤.

❸ الكامل فى الضعفاء :١١٢٥. ❹ تهذيب التهذيب:٦/٢١٨.

❺ تعليق الفو ائد المجمو عة للمعلمى :ص،١٨٠ تحت ح ٦١.

فيه نظر:...... یہ تین معنوں کے لیے استعمال ہوا ہے:

پہلا معنی:......جس راوی کے متعلق امام بخاری "فيه نظر" کہیں، اس سے مراد ہے کہ وہ راوی پر جرح کر رہے ہیں۔ بعض دفعہ صحابہ کرام ﷺ پر بھی "فيه نظر" لکھ دیتے ہیں تو اس سے مراد صحابی پر جرح نہیں بلکہ اس سے مروی روایت پر جرح مقصود ہے۔ ❶

دوسرا معنی:......بعض دفعہ فيه نظر ، فی حديثه نظر کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔ امام بخاری نے کہا: فلان اذا قلت فی حديثه نظر فهو متهم واه۔ ❷

امام البانی رحمہ اللہ بھی ان دونوں الفاظ میں فرق نہیں کرتے۔ ❸ استاد محترم حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "امام بخاری سے فيه نظر کا قول نقل کیا گیا ہے لیکن یہ طائی پر جرح نہیں بلکہ ان کی بیان کردہ ایک ضعیف السند روایت پر جرح ہے۔ یعنی فی حديثه نظر۔" ❹ اس مسئلہ پر تفصیلی مقالہ شیخ سعد بن ضیدان السبیعی نے لکھا ہے جو المجلس العلمی ویب سائٹ پر **الفاظ الامام البخاری** کے نام سے دیکھا جا سکتا ہے۔

تیسرا معنی:......بعض نے لکھا ہے کہ اس سے مراد ضعف خفیف ہے۔ امام بخاری کے فیہ نظر سے یہ مراد امام ترمذی، امام ابن عدی اور امام ابن حجر نے لی ہے جس کی تفصیل حاتم شریف العونی نے اپنی کتاب "التخريج و دراسة الاسانيد" میں لکھی ہے۔

فی حديثه نظر:...... اس کی حدیث میں نظر ہے۔ بعض ان الفاظ کا معنی کرتے ہیں: فیہ نظر کہ اس میں نظر ہے یعنی وہ "فی حديثه نظر" اور "فيه نظر" دونوں کو ایک سمجھتے ہیں جو کہ درست نہیں۔ ان دونوں اصطلاحات کے درمیان فرق ہے۔ فی حديثه نظر سے مراد راوی کی روایت پر جرح مقصود ہوتی ہے راوی فی نفسہ ثقہ اور صالح ہوتا ہے

---

❶ نیز دیکھیں: حاشيه الرفع والتكميل (ص٣٩٢)

❷ سير اعلام النبلاء :١٢/٤٤١.

❸ دیکھیے: الضعيفه :١١/٤، ١٢/١٤١، ٢٣/٩٧٥.

❹ علمی مقالات :٥/٢٣٢.

جب کہ فیہ نظر میں راوی کی صداقت پر کلام ہوتا ہے۔ ❶

فی اسنادہ نظر:......امام بخاری یہ جملہ بھی استعمال کرتے ہیں اس سے مراد وہ راوی ضعیف نہیں بلکہ اس کی طرف منسوب سند میں ضعف ہے۔ جس طرح محدث آربی نے کہا ہے ❷ دکتور مسفر الدمینی نے ''قول البخاری فیہ نظر'' کے نام سے اپنے مقالے میں ان الفاظ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

منکر الحدیث:...... یہ سخت جرح ہے، امام بخاری کے نزدیک اس طرح کے راوی سے روایت لینا حلال نہیں۔

کسی راوی پر سکوت:

امام بخاری اپنی کتاب ''التاریخ الکبیر'' میں جس راوی پر خاموشی اختیار کریں، اس پر بحث وتحقیق دیگر محدثین کے اقوال کی روشنی سے کریں گے نہ کہ امام بخاری کے خاموش رہنے کی وجہ سے اس راوی کے ثقہ یا ضعیف ہونے پر استدلال کیا جائے گا، جس طرح فرقِ باطلہ کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ راوی ہی اس قدر جلیل القدر تھا کہ اس کے مقام کی وجہ سے اس پر خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا، کسی نے کہا کہ جس پر امام بخاری خاموشی اختیار کریں وہ راوی ان کے نزدیک ثقہ ہے وغیرہ، یہ باتیں درست نہیں۔

شیخ العرب والعجم امام بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ اس پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس اصول کے بطلان کے لیے یہی کافی ہے کہ خود امام بخاری نے تاریخ میں متعدد ایسے راویوں پر سکوت کیا ہے جن پر انھوں نے اپنی دوسری کتابوں میں جرح کی ہے، مثلاً تاریخ میں انھوں نے حسبِ ذیل افراد کا ذکر کیا ہے: ''الحارث بن نعمان، الصلت بن مهران التیمی، الکوفی ابو هاشم، عبد اللّٰه بن معاویه، الزبیر بن

❶ التنکیل:۱/۲۰۵ نیز دیکھیے: حاشیه قواعد علوم الحدیث :۲۵۴-۲۵۸، مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینہ میں ص:۳۹-۴۰.

❷ اتحاف النبیل باسئلة و اجوبة الفاظ الجرح والتعدیل :۱/۳۸۹.

عوام الاسدی البصری ، عبد اللّٰہ بن محمد بن عجلان مولی فاطمة بنت عتبة القرشی، عبدالرحمن بن زیاد بن انعم افریقی، عبد الوھاب بن عطاء الخفاف، عمران العمی، عاصم بن عبیداللّٰہ العمری، معاویہ الثقفی، ابو عبد الرحمن بصری، مختار بن نافع ابو اسحاق التیمی، نصر بن حماد بن عجلان ، یحیی بن ابی سلیمان المدنی ، یحیی بن محمد الجاری ، ان کے بارے میں انھوں نے کوئی کلام نہیں کیا نہ جرح کی ،مگران کوالضعفاء میں ذکر کیااوران پر جرح کی ۔'' ❶

اس بحث پرایک مفصل رسالہ ''رواة الحدیث الذین سکت علیھم ائمة الجرح والتعدیل بین التو ثیق والتجھیل ۔از شیخ عد اب محمو د'' ہے تفصیل کا طالب اس کتاب کی طرف رجوع کرے۔

امام ابن عدی نے امام بخاری کے سکوت پر کئی مقامات پر تبصرہ کیا ہے۔ ❷ امام ابن عدی ایک مقام پر کہتے ہیں کہ امام بخاری کی خاموشی سے نہ توثیق مراد ہے اور نہ ضعف ۔ان کا مقصد تھا کہ تاریخ میں زیادہ سے زیادہ نام جمع ہو جائیں۔ ❸

امام بخاری کی اخطاء واوہام پر تنقید:

امام ابوزرعہ الرازی نے امام بخاری کی التاریخ الکبیر کے اوہام و اخطا کا تعاقب کیا جیسا کہ ان کے شاگرد امام ابن ابی حاتم نے ''بیان خطاء البخاری'' میں ان اوہام واخطاء کا ذکر کیا ہے۔اسی طرح کئی ایک باتیں الجرح والتعدیل میں بھی ملتی ہیں ۔لیکن اس میں حق کس کے ساتھ ہے؟ یہ الگ مسئلہ ہے۔

---

❶ نقض قوا عد علو م الحدیث ص :٢١٤.

❷ دیکھئے: الکامل فی الضعفاء، رقم:٥٤،١٢٧٤،٤٨٥،١٢٦١ـ١.

❸ الکامل فی الضعفاء رقم:١٢٦١.

امام ابن عدی کی خاص اصطلاحات:

فلان حسن الحدیث:...... جو ایک یا دو بار غلطی کرے۔ مثلا ایک راوی کے بارے کہتے ہیں: مع لینہ وھو حسن الحدیث۔ ❶

فلان صدوق:...... راوی سے اگر کچھ حافظے کی خرابی کی وجہ سے غلطیاں واقع ہوجائیں تو اس کے لیے یہ حکم صادر فرماتے ہیں۔ مثلا لکھتے ہیں: وانما اتی ھذا من سوء حفظه فیغلط و یخطیء ،وھوفی الاصل کما قال ابن معین: صدوق ولیس بحجة۔ ❷

فلان لابأس به:...... ایسا راوی جس کی اکثر روایات صحیح ہوں لیکن اس کی احادیث میں غلطیاں پائی جائیں لیکن اس کی کوئی روایت منکر نہ ہو تو اس کو لا باس بہ کہتے ہیں۔ ❸

فائدہ:...... اس سے واضح ہوا کہ امام ابن عدی کے نزدیک فلان صدوق ،فلان حسن الحدیث اور فلان لابأس به اصطلاحات ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ ❹

فلان تقبل بفلان: ...... یہ اصطلاح ایسے راوی کے بارے میں استعمال کرتے ہیں جس کو محدثین اس کے مشہور شیخ سے بیان کرنے کی وجہ سے قبول کیا ہے۔ مثلا ایک راوی کے بارے لکھتے ہیں: وموسی قد یقبل باخیه ۔ ❺

روی حدیثا معضلا :...... امام ابن عدی نے اس اصطلاح کو کئی ایک تراجم میں استعمال کیا ہے اور ان کا اس سے مقصود اصطلاحی معضل نہیں ہے۔ بلکہ یہاں ضاد کے کسر کے ساتھ ہے۔ جس سے مراد المستغلق الشدید ہے۔ ❻

---

❶ الکامل:١٣٢٦.
❷ الکامل:٧٥٠.
❸ مثلاً دیکھیے الکامل(١٨٥٨،١٨٣٧.
❹ نیز دیکھیے:مقدمه لسان المیزان : ١٧/١.
❺ الکامل:٢٨١.
❻ النکت علی ابن الصلاح لابن حجر ص:٢٢١.

تیسرا باب:

ائمہ جرح وتعدیل کے حالات اور کتب جرح وتعدیل کا منہج

امام ذہبی نے اپنی کتاب ”ذکر من یعتمد قوله فی الجرح والتعدیل“ میں ان محدثین کے ناموں کو نقل کیا ہے جنہوں نے رواۃ پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے کلام کیا ہے، کلام کم ہو یا زیادہ۔ اس کتاب میں انہوں نے بائیس طبقات بنائے ہیں آخری طبقہ اپنے شیوخ کا بنایا ہے۔ اس کتاب میں کل ائمہ جرح وتعدیل ۷۱۵ ہیں۔ اس کتاب کے شروع میں مختصر مقدمہ بھی ہے جس میں ائمہ جرح وتعدیل کی اقسام متشدد، معتدل اور متساہل ہونے کے اعتبار سے لکھی گئی ہیں۔

اس باب میں چند ایک مشہور ائمہ جرح وتعدیل کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

۱: امام یحیی بن معین:

آپ کا مکمل نام: اَبوزکریا یحیی بن معین بن عون بن زیاد بن بِشطام بن عبدالرحمن المری الغَطَفانی، البغدادی ہے۔

ولادت:...... آپ ابوجعفر منصور کی خلافت میں ۱۵۸ھ میں بغداد کی نقیا نامی بستی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم عبداللہ بن مالک کے کاتب تھے انھوں نے دس لاکھ پچاس ہزار درہم چھوڑا آپ نے تمام کا تمام طلبِ حدیث پر لگا دیا۔ [1]

شیوخ:...... آپ نے بہت زیادہ شیوخ سے علم حاصل کیا آپ کے مشہور اساتذہ امام سفیان بن عیینہ، امام وکیع، امام ابن المبارک، امام یحییٰ القطان، امام ابن مہدی وغیرہ ہیں۔

تلامذہ:...... امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداود سجستانی، امام ابوزرعہ، امام ابوحاتم، امام ابوزرعہ دمشقی، امام ابویعلی الموصلی، امام ابن ابی خیثمہ، امام عبداللہ بن احمد بن حنبل۔ وغیرہ

[1] وفیات الاعیان: ٦/١٤٠، ٣٩.

لقب:...... الامام ،الحافظ ،الحجة الثبت ،شیخ الاسلام ،امیر المؤمنین فی الحدیث کےالقاب سے پکارے گئے۔

عقیدہ:......آپ عقیدہ اہل السنہ پر قائم تھے۔آپ خلق قرآن کے مسئلے میں ناپسندیدگی اور مجبوری کی بنا پر قائل ہوئے تھے، دل آپ کا قرآن کے کلام اللہ ہونے پر ہی مطمئن تھا۔ آپ کے شاگرد دوری فرماتے ہیں کہ آپ نے کہا :القرآن کلام اللّٰہ ولیس بمخلوق۔ ❶ اورآپ نے کہا:الایمان یزید و ینقص قول وعمل. ❷

حق گو تھے:......آپ نے ہمیشہ حق کہا خواہ وہ بات اپنے شیخ کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ آپ بہت سخت تھےلیکن سختی بلا وجہ نہیں تھی بلکہ کسی سبب کے پیش نظر سخت تھے ۔آپ نے یوسف بن خالد السمتی کے بارے میں کہا: زندیق کذاب لایکتب عنه شیء۔'' ابوحاتم رازی نے کہا کہ میں نے ابن معین کا ان کو زندیق کہنے کا انکار کیا یہاں تک کہ وہ میرے پاس ایک کتاب لائے جواس نے ایک ایک باب کر کےتجہم کے بارے میں وضع کی تھی ۔وہ روز قیامت میزان کا انکار کرتا تھا۔تو میں نے جان لیا کہ بے شک ابن معین بصیرت اورفہم پر ہی کسی راوی پر جرح کرتے ہیں اورسمتی واقعتا''**ذاهب الحدیث**''تھا۔ ❸

امام ابن معین نے من گھڑت صحیفۂ معمر زبانی یاد کیا تھاوجہ یہ بتاتے کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ جھوٹا صحیفہ ہے لیکن کوئی جب اس سے روایت بیان کرے گا میں فورا اس کا انکار کرسکوں گا۔ ❹

مقام ومرتبہ:...... امام ابن معین جرح وتعدیل اورعلل میں اپنے زمانے کے بے مثال محدث تھے ۔ان کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے کہا : یہاں ایک آدمی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس شان کے لیے پیدا کیا ہے وہ کذاب راویوں کے جھوٹ کوظاہر کرتا ہے ۔وہ ابن

❶ تاریخ الدوری :١٦١٩. ❷ ایضا :٤٩٣٧،٢٢٨٠.

❸ الجرح والتعدیل: ٩/(٩٢٥)،تهذیب الکمال :٣/(٧١٣٤.

❹ تهذیب الکمال :٦٩٢٦.

معین مراد لیتے تھے۔ [1] اور یہ بھی کہا کہ جس حدیث کو ابن معین نہیں جانتا وہ حدیث نہیں ہے ایک روایت میں ہے وہ روایت ثابت نہیں ہے۔(ایضا) صالح الجزرہ نے کہا: ابن معین رجال اور کنیتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ [2]

تصانیف:...... امام ابن معین کے دل میں کتابتِ حدیث کی محبت ڈال دی گئی ،آپ حدیث کے طرق کو جمع کرنا اور اس کی علل پر اطلاع پانا پسند کرتے تھے۔آپ کا مشغلہ رجال پر نقد تھا چونکہ ان کے پاس لکھنے کا وقت بھی نہیں ہوتا تھا اسی لیے آپ کے کئی ایک شاگردوں نے رواۃ اور عللِ حدیث کے بارے میں سؤالات کیے جو کتابی شکل میں مطبوع ہیں۔آگے ان کتب کے منہج پر بحث آ رہی ہے۔

وفات :...... آپ مدینہ نبوی ﷺ میں ذوالقعدہ ۲۳۳ھ میں فوت ہوئے۔آپ کی میت کو رسول اللہ ﷺ کی چارپائی پر رکھا گیا۔ [3] امام ابوحاتم الرازی فرماتے ہیں: ابن معین رسول اللہ ﷺ کے شہر میں فوت ہوئے اور انھیں نبی ﷺ کی چارپائی پر رکھا گیا اور بہت سارے لوگ ان کے جنازے میں شریک ہوئے اور ایک آدمی کہہ رہا تھا: هذه جنازة يحيى بن معين الذاب عن رسول الله ﷺ الكذب والناس يبكون" لوگو! یہ یحییٰ بن معین کا جنازہ ہے جو رسول اللہ ﷺ پر بولے جانے والے جھوٹ کا دفاع کرنے والا تھا۔اور لوگ رو رہے تھے۔ [4] تاریخ بغداد کے مذکورہ صفحے کو غور سے پڑھا جائے۔سبحان اللہ اس میں ایمان تازہ کرنے والی باتیں ذکر ہیں۔

امام ابن معین رحمہ اللہ کی کتبِ جرح وتعدیل کا منہج

امام ابن معین کا مشغلہ رجال پر نقد تھا چونکہ ان کے پاس لکھنے کا وقت بھی نہیں ہوتا تھا اسی

---

[1] تاريخ بغداد:١٤/١٨٠. [2] تاريخ بغداد:١٧٩/١٤.

[3] التاريخ الاوسط للبخاري:٢٥٤/٢.

[4] تقدمة المعرفة :٣١٧،مقدمة المجروحين لابن حبان :٥٦/١،تاريخ بغداد: ١٨٦/١٤.

لیے آپ کے کئی ایک شاگردوں نے رواۃ اور علل حدیث کے بارے میں سوالات کیے جو کتابی شکل میں مطبوع ہیں۔

مشہور شاگردوں میں سے جنہوں نے آپ سے سؤالات کیے وہ درج ذیل ہیں۔ یہ اکثر سؤالات رجال کے متعلق ہیں۔

۱: روایۃ العباس بن محمد الدوری

۲: روایۃ عثمان بن سعید الدارمی

۳: روایۃ یزید بن ہیثم بن طہمان الدقاق

۴: روایۃ ابراہیم بن عبداللہ الجنید الختلی

۵: روایۃ ابی العباس احمد بن محمد بن قاسم بن محرز

۶: روایۃ ابی بکر بن ابی خیثمہ احمد بن زہیر بن حرب

۷: روایۃ عثمان بن طالوت الصیر فی البصری

۸: روایۃ اسحاق بن منصور الکوسج

۹: روایۃ عبداللہ بن احمد الدورقی

۱۰: روایۃ المفضل بن غسان الغلابی

۱۱: روایۃ احمد بن سعد بن ابی مریم

۱۲: روایۃ معاویۃ بن صالح

۱۳: روایۃ محمد بن عبداللہ البرقی

۱۴: روایۃ ابی داود سلیمان بن اشعث السجستانی

۱۵: روایۃ عبداللہ بن احمد بن حنبل

دکتور شادی نعمان حفظہ اللہ کے سامنے امام ابن معین سے کیے گئے سؤالات پر مشتمل سات کتب تھیں۔ جو انہوں نے دیگر کتبِ سؤالات کے ساتھ "جامع السؤلات الحدیثیہ" میں جمع کر دی ہیں یہ نو جلدوں میں کتاب ہے تمام کتبِ سؤالات کو حروف تہجی کے اعتبار سے

جمع کر دیا ہے۔فجزاہ اللّٰہ خیرا

ہمارے سامنے امام ابن معین کے شاگردوں کی ترتیب کردہ سؤالات وجوابات پر مشتمل چھ کتب ہیں۔یہاں ان کا منہج پیشِ خدمت ہے۔

ا:التاریخ لیحیی بن معین روایة الدوری

یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔اس میں کل رواۃ جن پر بحث کی گئی ہے ان کی تعداد ۵۴۱۴ ہے۔امام ابن معین کے ساتھ سب سے زیادہ عرصہ امام دوری ہی رہے۔جب بھی کسی راوی کے بارے میں امام ابن معین کی آراء مختلف ہو جائیں تو امام دوری کی روایت معتبر ہوتی ہے۔

اس کتاب کی ترتیب درج ذیل ہے۔پہلے صحابۂ کرام کے بارے میں امام ابن معین کی آراء ذکر کی ہیں مثلاً اس کتاب کی پہلی روایت ہی یہ ہے کہ دوری فرماتے ہیں میں نے ابن معین سے سنا وہ کہہ رہے تھے:ابوبکر صدیق کا نام عبداللہ بن عثمان ہے۔

پھر تابعین کے بارے میں آراء پھر اہل مکہ،اہل طائف اور اہل یمن کے بارے میں امام ابن معین کی آراء نقل کی گئی ہیں۔

پھر اہل کوفہ کے بارے

پھر اہل بصرہ

پھر اہل خراسان

پھر اہل واسط،بغداد وغیرہ۔

پھر واسط

پھر اہل شام،اہل مصر اور اہل جزیرہ کے بارے میں

اور آخر میں رسالة اللیث بن سعد الی مالك بن انس

رسالة مالك الی اللیث بن سعد

اس کتاب میں امام دوری نے نہ ابواب قائم کیے اور نہ فصول۔انہوں نے ہماری پیش

کردہ ترتیب کے مطابق ہی رواۃ کو جمع کیا ہے اس کتاب کے محقق شیخ ابوعمر محمد بن علی الازھری حفظہ اللہ نے اپنی طرف سے عناوین قائم کیے ہیں ۔فجز اہ اللہ خیرا۔

امام دوری نے ہر اس بات کو نقل کیا جو خود سنی ہے اور امام ابن معین سے سب سے زیادہ اقوال جرح وتعدیل کو نقل کرنے والے امام دوری ہی ہیں ۔

۲:معرفة الرجال لابن معين رواية ابى العباس ابن محرز البغدادى

یہ کتاب ایک جلد پر مشتمل ہے اس میں کل روایات ۱۸۰۲ ہیں اس کتاب کا منہج درج ذیل ہے۔

ابن محرز البغدادی نے اس کتاب میں ابواب اور فصول قائم نہیں کیں لیکن جس ترتیب سے رواۃ کو جمع کیا ہے وہ درج ذیل ہے

کذابین ،متروکین اور ضعفاء کا تذکرہ	صفحہ: ۴۷ تا ۱۰۹
جن کو ابن معین نے نہیں پہچانا ان کا تذکرہ	صفحہ: ۱۰۹۔ ۱۳۳
جن کو امام ابن معین نے ثقہ کہا ہے ان کا تذکرہ	صفحہ: ۱۳۳ تا ۱۶۴
جن کو اوثق الناس یا فلان اوثق من فلان کہا ہے۔	صفحہ: ۱۶۴ تا ۱۷۷

فصل فی المراسیل صفحہ: ۱۷۷ تا ۱۹۲۔آگے جا کر فصل فی الکنی فصل فی الوفیات وغیرہ کا ذکر ہے۔

۳: سؤالات ابى اسحاق ابراهيم بن الجنيد لابن معين

اس کتاب میں کل روایات ۹۳۶ ہیں ۔اس میں متفرق بحوث ہیں ۔کئی رواۃ پر بحث ہے اور کئی احادیث پر علل کے سوالات وجوابات موجود ہیں ۔

۴:من كلام ابى زكريا يحيى بن معين فى الرجال رواية ابى خالد الدقاق يزيد بن الهيثم بن طهمان

اس کتاب میں کل روایات ۴۰۷ ہیں اور منہج کوئی معین نہیں ہے۔

۵:سؤالات عثمان بن طالوت البصری لابن معین

۶۷ روایات پر مشتمل یہ رسالہ ہے۔ یہ مختلف غیر معین سوالات کے جوابات ہیں۔

۶:تاریخ عثمان بن سعید الدارمی عن ابن معین فی تخریج الرواۃ و تعدیلھم

اس میں کل ۹۷۵ روایات ہیں ۔ یہ سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے ۔اس کتاب کا منہج خاص ہے مثلا:

اصحاب الزہری

اصحاب قتادہ

اصحاب الاعمش

اصحاب ایوب السختیانی

اصحاب عمرو بن دینار

اصحاب الشعبی

اصحاب ابراہیم النخعی

اصحاب ابی اسحاق السبیعی

اصحاب منصور بن المعتمر

اصحاب شعبہ بن الحجاج

پھر حروف تہجی کے اعتبار سے رواۃ پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے لمبی فہرست ہے۔

کتب سؤالات کی اہمیت:

امام ابن معین کے کئی ایک اقوال توثیق یا تضعیف سے متعلق کتب سؤالات میں موجود ہیں لیکن وہ اقوال علامہ مزی، علامہ ذہبی اور علامہ ابن حجر کے سامنے نہیں تھے۔ یہ اقوال سامنے نہ ہونے کی وجہ سے ان محدثین سے بعض رواۃ پر راجح قول لکھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ ذیل میں ہم اس کی دس مثالیں پیش کر رہے ہیں۔

۱:......شميسة بنت عزيز بن عامر العتكية البصرية،ابن معین نے کہا: ثقه ۔ ❶ علامہ مزی اور ابن حجر کے سامنے یہ توثیق نہیں تھی اسی وجہ سے ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: مقبول۔ ❷ اگر ابن حجر کے سامنے امام ابن معین کی توثیق ہوتی تو وہ کبھی شمیسہ راویہ کو مقبول نہ کہتے۔

۲:...... عبدالرحمن الجرمی، ابن معین نے کہا: ثقة ۔ ❸ ابن حجر نے کہا: مقبول۔ ❹

۳: عبداللّٰہ بن ابی سلیمان، ابن معین نے کہا: ثقة۔ ❺ ابن حجر نے کہا: صدوق ۔ ❻ تہذیب میں صرف ابوحاتم کا قول شیخ لکھا ہے اور یہ کہ اس کو ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔ابن معین کی توثیق سامنے ہوتی تو اس راوی کو صدوق کی بجائے ثقہ کہتے۔

۴:......مرّی بن قطری،ابن معین نے کہا:ثقة۔ ❼ ابن حجر نے کہا: مقبول۔ ❽

۵:......ابوالعدَبّس ،ابن معین نے کہا: ثقة ❾ ابن حجر نے کہا: مجهول۔ ❿

۶:......ابو العنبس ،ابن معین نے کہا: ثقة ❼ ابن حجر نے کہا: مقبول۔ ❽

۷:...... صلت بن طریف،ابن معین نے کہا:لیس به بأس ❾ ابن حجر نے کہا: مستور ۔ ❿ ذہبی نے کہا: مجهول۔ ⓫

---

❶ تاريخ الدارمی عن ابن معين رقم الترجمة:٤١٨.

❷ التقريب ص:٤٦٩.

❸ تاريخ الدارمی رقم الترجمه:١١٤. ❹ التقريب :٤٠٥٠.

❺ .... ❻ التقريب:٣٣٧٣.

❼ تاريخ الدارمی رقم الترجمة:٧٦٦. ❽ التقريب : ٦٥٧٨.

❾ تاريخ الدارامی رقم الترجمة:٩١٦. ❿ التقريب :٨٢٤٩.

❼ تاريخ الدارمی رقم الترجمة:٩١٦. ❽ التقريب:٧٥٣٥.

❾ سؤالات ابی اسحاق رقم الترجمة:٦٥١.

❿ لسان الميزان :٤٢٥٧. ⓫ ميزان الاعتدال:٩٣٠٩.

۸:...... سالم بن عبيد البصری، ابن معین نے کہا: ضعیف أو لا بأس به۔ [1]

۹:...... محمد بن یحییٰ بن سعید القطان ،ابن معین نے کہا: ثقة [2] ابن حجر نے ان کے حالات میں سوائے ابن حبان کے کسی کی توثیق نقل نہیں کی۔ [3]

۱۰: ...... یحیی بن المختار الصنعانی، ابن معین نے کہا: لیس به بأس۔ [4] ابن حجر نے کہا: مستور۔ [5]

قاعدہ:...... جب ایک معتبر امام کسی راوی کو ثقہ کہہ دے تو راوی مجہول ،مستور یا مقبول نہیں بلکہ ثقہ بن جاتا ہے۔امام ابن معین متشددین میں سے تھے جن کا کسی راوی کو ثقہ کہنا بہت اہمیت کا حامل ہے۔ہمیں کتب سؤالات سے بہت فائدہ اٹھانا چاہیے کہیں ہم بھی انہیں غلطیوں میں واقع نہ ہو جائیں۔

۲: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے حالات

نام ونسب:......آپ کا نام أحمد،کنیت ابوعبداللہ،لقب امام اہلسنت و جماعت اور سلسلہ نسب یہ ہے:أحمد بن محمد بن حنبل شیبا نی بغدا دی۔آپ شیبان کے خالص عربی النسل قبیلے سے تعلق رکھتے تھے،عہد صدیقی کے نامور اسلامی سپہ سالار حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ بن حارثہ کا تعلق اسی قبیلے سے تھا۔

تاریخ پیدائش:......آپ بغداد میں 164ھ میں پیدا ہوئے، تین سال کے تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا اور آپ مکمل طور پر والدہ کی زیر تربیت آ گئے۔انہوں نے شروع سے ہی تعلیم وتربیت کی طرف خاص توجہ کی۔

---

[1] سؤالات ابی اسحاق رقم الترجمة:٤٣١.

[2] سؤالات ابی اسحاق رقم الترجمة:٧٤٦.

[3] تهذيب التهذيب:٧٤٣٠.

[4] سؤالات ابی اسحاق رقم الترجمة:٧٤٨.

[5] التقريب :٧٦٤٢.

اللہ تعالیٰ کا امت مسلمہ پر احسان عظیم:......جس دور میں اللہ تعالی نے امام احمد بن حنبل کو پیدا فرمایا، یہ دور تاریخِ اسلام کا انتہائی خطرناک اور نازک دور تھا۔اس زمانے میں خلیفہ مامون نے فلسفیوں کی گمراہ کن کتب کے عربی تراجم کروائے جس سے گمراہ فرقوں جہمیہ،معتزلہ ،کرامیہ،قدریہ،اشعریہ،خوارج ،رافضہ،قرامطہ،باطنیہ کو بہت تقویت ملی ۔ان سے زمین بھر چکی تھی ۔ ہر طرف ان کا ہی اثر ورسوخ تھا۔ ہر طرف قرآن وحدیث کے خلاف ایک محاذ برپا تھا جسے حکومتی سرپرستی حاصل تھی۔اللہ تعالی نے اسلام کی حفاظت کی خاطر اوران گمراہ فرقوں کی سرکوبی کے لئے امام احمد بن حنبل کو پیدا فرمایا۔اللہ تعالی کے اس بندے نے ساری زندگی تدریسی،تصنیفی خدمات سرانجام دیں اور باطل فرقوں کے سامنے کلمہ حق بلند کیا۔امام احمد بن حنبل اوران کے شاگردوں کے کارنامے امت مسلمہ کے لیے اللہ تعالی کا عظیم احسان ثابت ہوئے۔والحمدللہ، یہ داستان ایک مستقل تاریخ کی حامل ہے۔

ابتدائی تعلیم :......آپ نے بچپن میں قرآن مجید حفظ کر لینے کے بعد زبان وادب کی تعلیم حاصل کی ۔تقوی ۔نفاست ،شرافت،دیانت،نجابت اور صلاحیت کے آثار ابتداء سے نمایاں تھے،انہیں نیک آثار کو دیکھ کر ایک صاحب نظر نے کہا تھا: کہ اگر یہ نوجوان زندہ رہا تو اہل زمانہ پر حجت اور دلیل ہوگا۔

علم حدیث کی ابتداء:......ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے علم حدیث کی طرف توجہ کی اور چار برس تک بغداد میں محدّث ہشیم بن بشیر الواسطی سے استفادہ کیا۔اسی عرصے میں بغداد کے دیگر محدثین سے بھی استفادہ کیا۔وہاں سے فارغ ہوکر کوفہ،بصرہ،مکہ،مدینہ،یمن،شام اور جزیرہ کا سفر کیا اور ہر جگہ کے نامور محدثین سے علم حدیث وفقہ وغیرہ حاصل کیا۔

شیوخ:......علامہ ابن جوزی نے آپ کے اساتذہ کی تعداد سو سے زائد بتائی ہے،ان میں ہشیم بن بشیر،امام وکیع ،یحیی بن سعید قطان ،سفیان بن عیینہ اورامام شافعی نمایاں نام ہیں۔امام شافعی سے دومرتبہ ملاقات ہوئی اوران سے حد درجہ متاثر ہوئے اور بھرپور استفادہ کیا۔امام شافعی سے پہلی ملاقات حجاز میں ہوئی،جبکہ دوسری مرتبہ بغداد میں ملے۔

آپ خود فرماتے ہیں: ہم کو مجمل ومفسر اور ناسخ ومنسوخ کا پتا اس وقت چلا جب ہم امام شافعی کی مجلس میں بیٹھے۔ ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے عبداللہ نے پوچھا کہ شافعی کون تھے؟ میں دیکھتا ہوں کہ آپ ان کے لئے بہت زیادہ دعا کرتے ہیں۔ امام صاحب نے بتایا کہ بیٹا! امام شافعی دنیا کے لئے آفتاب اور بدن کے لئے صحت کی مانند تھے، کیا ان دونوں چیزوں کا کوئی بدل ہوسکتا ہے؟ میں تیس سال سے امام شافعی کے حق میں دعا اور استغفار کر رہا ہوں۔ ہر وہ شخص جس کے ہاتھ میں دوات اور کاغذ ہے اس کی گردن پر امام شافعی کا احسان ہے۔

آپ نے حدیث وفقہ کی تحصیل شروع کی تو اپنی پوری توانائیاں اور توجہ اسی کی طرف مبذول کر دیں، یہاں تک کہ اصحابِ حدیث آپ کو اپنا امام وفقیہ اور مجتہد قرار دینے لگے۔

تلامذہ:...... اکابر محدّثین مثلاً امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داود اور امام ابو زرعہ نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا ہے۔

امام ابوداود طویل عرصے تک امام احمد کے ساتھ رہے، یہی وجہ ہے کہ اپنی کتاب سنن ابی داود میں امام احمد سے ۲۲۰ احادیث لائے ہیں۔

علمی پختگی:...... علمی پختگی، معلومات کا استحضار اور قوتِ حافظہ اس قدر مضبوط تھا کہ آپ کے اساتذہ بھی بلا جھجک آپ سے استفادہ کرتے تھے۔ امام شافعی حدیث وفقہ میں مہارت کے باوجود احادیث کی تصحیح وتضعیف اور نقد وجرح میں آپ پر اعتماد فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ان سے کہا: اے ابوعبداللہ! جب کسی حدیث کی صحت آپ کے نزدیک ثابت ہو جائے تو مجھے بتا دیا کریں تاکہ میں اس پر عمل کروں۔ آپ کی جلالتِ قدر اور امامتِ فن کا تمام معاصر اہل علم نے اعتراف کیا ہے۔

مقام ومرتبہ:...... امام شافعی نے فرمایا: جب میں عراق سے نکلا تو اپنے پیچھے احمد بن حنبل سے بڑھ کر کوئی صاحبِ علم وفضل اور عابد وزاہد شخص نہیں چھوڑا۔ محدث اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں: احمد بن حنبل کائنات میں اللہ تعالٰی اور اس کے بندوں کے درمیان حجت ہیں۔

امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: احمد بن حنبل میں جو اوصاف تھے، وہ میں نے کسی عالم

میں نہیں دیکھے، آپ ایک عظیم محدث، نہایت عابدوزاہداوراعلیٰ درجے کے عالم ودانا تھے۔

قتیبہ بن سعید نے کہا: اگرامام احمد نہ ہوتے تو لوگ دین میں بدعت جاری کرتے ،احمد دنیا کے امام تھے۔ ❶

ابراہیم حربی نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ کو دیکھا وہ اس طرح تھے جیسے اللہ تعالی نے ان کے لیے اگلے اور پچھلے لوگوں کا علم جمع کردیا ہے۔ ❷

امام شافعی فرماتے ہیں کہ آپ آٹھ علوم میں امام تھے فقہ،لغت،قرآن،غریب الفاظ، سادگی،تقوی اورسنت۔

امام احمد بن حنبل نے چالیس سال تحصیل وتکمیل علم میں بسر کرنے کے بعد باقاعدہ مجلس درس قائم کی اورحدیث وفقہ کا درس دینا شروع کیا،ابتداء ہی سے ان کے درس میں سامعین و طلبائے حدیث کا جم غفیر ہوتا تھا۔

امام ابوعمرو ہلال بن العلاء الباہلی کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے امت پر چار آدمیوں کے ذریعے احسان کیا۔اگر یہ نہ ہوتے تو امت ہلاک ہو جاتی ۔ اللہ تعالی نے امت مسلمہ پر امام احمد بن حنبل کے ذریعے احسان فرمایا،وہ آزمائش اور مار کے وقت صبر وتحمل سے ثابت قدم رہے تو دوسرے لوگ بھی انھیں دیکھ کر ثابت قدم بن گئے اورقرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار نہیں کیا۔اگر وہ نہ ہوتے تو لوگ ہلاک ہوجاتے۔ ❸

امام خطیب بغدادی نے کہا: امام المحدثین ،الناصر للدین،والمناضل عن السنة والصابر فی المحنة ۔آپ محدثین کے امام،دین کی مدد کرنے والے، سنت کا دفاع کرنے والے اورآزمائش میں صبر کرنے والے تھے۔ ❹

امام علی بن مدینی نے کہا:"احمد بن حنبل سیدنا"احمد بن حنبل ہمارے سردار ہیں۔ ❺

---

❶ سیر اعلام النبلاء:١١/١٧٩.	❷ سیر اعلام النبلاء:١١/١٧٧.

❸ الکامل لابن عدی ج١ص١٢٨.	❹ تاریخ بغداد ج٤ص٤١٢ ت٢٣١٧.

❺ تاریخ بغداد ج٤ص٤١٧.

امام احمد جوانی کی حالت سے ہی امام تھے، امام ابوزرعہ رازی (۲۶۴ھ) نے کہا: " ما أعلم فی أصحابنا اسود الراس افقه من أحمد بن حنبل " میں اپنے ساتھیوں میں جن کے سر کے بال کالے (نوجوان) ہیں، احمد بن حنبل سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں جانتا۔ ❶

امام قتیبہ بن سعید نے کہا: "اذا رأیت الرجل یحب احمد بن حنبل فاعلم انه صاحب سنة وجماعة" جب آپ کسی آدمی کو دیکھیں کہ وہ احمد بن حنبل سے محبت کرتا ہے تو جان لو کہ وہ سنت اور جماعت کے منہج پر ہے۔ ❷

فتنہ خلق قرآن کی تفصیل درج ذیل کتب میں دیکھی جا سکتی ہے: رسالة الامام احمد بن حنبل الی الخلیفة المتوکل فی مسالة القرآن ،الحیدة والاعتذار فی الرد علی من قال بخلق القرآن لابی الحسن عبدالعزیز بن یحیی الکنانی المکی،شرح عقیده طحاویه لابن ابی العز الحنفی، کتاب الرد علی من یقول القرآن مخلوق لاحمدبن سلمان النجادابی بکر،الابانة الکبری لابن بطة،عقیدة السلفیة فی کلام رب البریة ،وکشف اباطیل المبتدعة الردیة لعبدالله بن یوسف الجدیع.❸

بشر بن حارث نے امام احمد کے بارے میں کہا: امام احمد کو بھٹی میں ڈالا گیا اور آپ کندن بن کر نکلے۔ ❹

امام علی بن مدینی نے کہا کہ دین اسلام میں امام احمد جیسی استقامت کسی نے نہیں دکھائی۔

نیز کہا کہ اللہ تعالی نے دین کے غلبے کا کام دو بندوں سے لیا، تیسرا کوئی ان کا ہمسر نہیں ہے ،فتنہ ارتداد پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اور فتنہ خلق قرآن کے موقع پر امام احمد رحمہ اللہ سے۔ ❺

---

❶ الجرح والتعدیل ج١ص٢٩٤. ❷ الجرح والتعدیل ج١ص٣٠٨.

❸ تاریخ دعوت و عزیمت حصه اول ص٨٤تا١٠٢.

❹ تهذیب التهذیب:٧٤/١. ❺ تذكرة الحفاظ :١٦/١-١٧.

بطورتنبیہ عرض ہے کہ امین اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ امام احمد مزاجاً معتدل تھے مگر فتنہ خلق قرآن کی آزمائش میں آپ اور آپ کے ساتھیوں پر جن قاضیوں نے تشدد کیا وہ عقیدتا معتزلی اور فروعاحنفی تھے۔ ❶

امام احمد امام الجرح والتعدیل تھے :...... اس پر کتب رجال، بحر الدم فيمن تكلم فيه الامام أحمد بمدح اوذم لابن عبدالهادی اور موسوعة اقوال ا لامام أحمد بہت بڑی دلیل ہیں۔

وفات:......آپ ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ کو جمعہ کے دن خالقِ حقیقی سے جا ملے اس وقت آپ کی عمر ۷۷ سال تھی۔آپ کے جنازے میں خلق کثیر حاضر ہوئی۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جنازہ میں آٹھ لاکھ مردوں اور ساٹھ ہزار عورتوں کی شرکت کا تذکرہ کیا ہے۔ ❷

امام ابوزرعہ رازی نے کہا کہ خلیفہ متوکل نے حکم دیا کہ امام احمد کی نماز جنازہ پر کھڑے ہونے والے لوگوں کی جگہ کی پیمائش کی جائے ،وہ جگہ اندازے میں اتنی تھی کہ اس میں بیس لاکھ افراد سما سکتے تھے۔ ❸

اسلمی نے کہا کہ میں امام دارقطنی کے ساتھ ابوالفتح القواس کے جنازے پر تھا ،جب انھوں نے بندوں کو دیکھا تو کہا میں نے ابوصالح بن زیاد کو کہتے ہوئے سنا انھوں نے عبداللہ بن احمد سے سنا اور انھوں نے اپنے والد سے سنا کہ اہل بدعت سے کہو کہ تمہارے اور ہمارے درمیان جنازے کے دن ہیں۔ ❹

امام احمد بن حنبل کی کتبِ جرح وتعدیل کا منہج

۱:الأسامي والكنٰى:

اس کتاب میں کئی سے مشہور رواۃ کے نام اور بعض ناموں کی کنیتوں کا ذکر ہے۔امام احمد

---

❶ تجليات صفدر ج۲ص۶۸.
❷ تهذيب التهذب:۷۵/۱.
❸ الجرح والتعديل :۲۱۲/۱.
❹ سير اعلام النبلاء:۳۵۸/۱۱.

نے اپنی اس کتاب میں ۸۴۳۸ رواۃ کا تذکرہ کیا ہے۔کئی ایک محدثین نے الکنی پر مستقل کتب لکھی ہیں تا کہ رواۃ آپس میں خلط ملط نہ ہوں۔

۲:العلل و معرفة الرجال رواية عبداللّٰہ بن احمد بن حنبل:

یہ کتاب تین جلدوں میں مطبوع ہے۔اس میں کل ۶۱۶۱ اقوال امام احمد کے موجود ہیں جو عللِ حدیث اور رواۃ کے متعلق ہیں۔

اس کتاب میں اکثر سؤالات عبداللہ نے جو خود کیے وہی جمع ہیں یا پھر جو امام احمد نے فرمایا وہ جمع کیا ہے۔یہ کتاب خزانہ ہے۔لیکن حروف تہجی کے علاوہ ہے،۔کاش کوئی اس کو حروف تہجی پر ترتیب دے دے تا کہ اس سے فائدہ حاصل کرنا آسان ہو جائے۔

اس کتاب میں بعض تفصیلی بحوث بھی موجود ہیں مثلا:

جلد ۱ ص ۲۴۵ هؤلاء الرجال من روى عنه مسعر من اهل الكوفة و غيرهم ولم يسمع منهم شعبة : اس بحث میں امام احمد فرماتے ہیں کہ جواب التيمى رآه سفيان ولم يسمع منه شيئا ۔[1] یہ فن رجال کی کئی ایک اہم ترین کتاب ہے جس سے تمام ائمہ رجال نے فائدہ اٹھایا ہے۔

۳: العلل ومعرفة الرجال لامام احمد رواية المروذى وصالح بن احمد و الميمونى وفيه احاديث و حكايات و غير ذلك:

اس میں کل اقوال ۵۸۳ ہیں۔

۴: سؤالات ابى داود لامام احمد بن حنبل فى جرح الرواة و تعديلهم

اس میں کل ۵۶۴،اقوال ہیں۔اس کتاب کا منہج دیگر کتب سے مختلف ہے۔اس کتاب میں امام ابوداود نے ابواب قائم کیے ہیں مثلا باب فى علل الحديث ،باب

[1] العلل ومعرفة الرجال:۲٤٦/۱.

التاریخ، باب فی الاسماء ،باب فی ذکر ثقات المدنیین وغیرھم، باب ذکرثقات اھل مکة ،باب اھل الطائف ،باب اھل دمشق وغیرہ مختلف شہروں کے اعتبار سے الگ الگ شہروں کے رواۃ جمع کیے ہیں۔

نیز اس کتاب کے آخر میں کچھ سقطات تھے وہ دکتور زیاد منصور نے تاریخ بغداد سے استدراک کر کے پورے کیے فجزاہ اللّٰہ خیرا۔ یہ کتاب کے آخر میں ملحق ہیں۔

۵:سؤالات ابی بکر الاثرم لامام احمد فی الجرح و التعدیل

اس کتاب کے شروع میں امام ابوبکر الاثرم نے امام احمد بن حنبل سے کیے گئے سوال و جواب نقل کیے۔ یہ صفحہ ۹۶ تک ہیں اس کے بعد دیگر کتبِ رجال سے محقق کتاب ابوعمر محمد بن علی الازہری حفظہ اللہ نے امام اثرم کے سوال اور امام احمد کے جوابات نقل کیے ہیں جو ۲۹۷ سوال وجواب ہیں۔

۶:مسائل الامام ابی عبداللّٰہ احمد بن حنبل روایة ابنہ ابی الفضل صالح

اس میں ۱۴۰۳ روایات ہیں جو رواۃ ،عللِ حدیث اور فقہی مسائل پر سوال و جواب ہیں۔

۷:مسائل الامام احمد روایة ابی القاسم

اس میں ۱۰۳ روایات موجود ہیں کچھ رواۃ پر اور کچھ فقہی مسائل پر۔

۸:موسوعة اقوال الامام احمد بن حنبل

اس کتاب میں امام احمد بن حنبل کے رواۃ کے بارے میں تمام اقوال کو جمع کر دیا گیا ہے۔کل رواۃ کی تعداد ۴۳۳۶ ہے

اس کتاب میں درج ذیل کتب کو جمع کیا گیا ہے۔

کتاب العلل ومعرفة الرجال ،سؤالات ابن ھانی لاحمد بن حنبل، روایات المروذی وغیرہ لامام احمد ،سؤالات ابی داود لاحمد، التاریخ الکبیر للبخاری اور دیگر کتب رجال سے بھی امام احمد کے اقوال جمع کیے گئے ہیں۔

۹: بحر الدم فیمن تکلم فیه الامام احمد بمدح او ذم لابن عبدالهادی

اس میں ۱۳۲۴ رواۃ جمع ہیں۔

۳: امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ

مکمل نام محمد بن اسماعیل بن ابراہیم۔ آپ ۱۹۴ھ کو پیدا ہوئے اور ۲۵۶ھ میں فوت ہوئے۔ آپ نے طلب علم کے لیے اس قدر زیادہ سفر کیے کہ خود فرماتے ہیں میں نے ایک ہزار اسی شیوخ سے حدیث لکھی۔ ان میں صرف محدثین شامل تھے اور سب کہتے تھے ایمان قول اور عمل کا نام ہے جو زیادہ اور کم ہوتا ہے۔ صحیح بخاری میں ۲۸۹ شیوخ کی روایات لائے ہیں۔ ❶

تصانیف :...... التاریخ الکبیر ،التاریخ الاوسط التاریخ الصغیر کتاب الضعفاء الصغیر، کتاب الوحدان ، اسامی الصحابه ، کتاب العلل کتاب الکنی ، کتاب الفوائد، جزء رفع الیدین، جزء القراء ۃ، قضایا الصحابه وا لتابعین ، الضعفاء الکبیر ، الکنی المجرده ، التاریخ فی معرفة رواة الحدیث و نقلة الآثار والسنن و تمییز ثقاتهم من ضعفائهم و تاریخ وفاتهم ، التواریخ والانساب

نیز امام ترمذی نے بہت زیادہ اقوال سنن الترمذی اور العلل الکبیر میں امام بخاری سے نقل کیے ہیں امام بخاری کی بعض کتب جرح وتعدیل کا منہج آگے آرہا ہے۔

۴: اما ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ

مکمل نام عبیداللہ بن عبدالکریم بن یزید بن فروخ القرشی الرازی

آپ ۲۰۰ھ کو پیدا ہوئے اور ۲۶۴ھ میں فوت ہوئے

مقام ومرتبہ:...... ذہبی رحمہ اللہ نے کہا: وہ حفظ ،ذہانت ، دینداری ، اخلاص اور علم وعمل میں

❶ وفیا ت الاعیان :۱۸۸/٤ ،سیر اعلام النبلاء :۳۹۱/۱۲.

یکتا تھے۔ ❶

امام ابوزرعہ جرح وتعدیل کے بہت بڑے امام تھے۔ امام ابوحاتم نے کہا: جو لوگ صحیح اور ضعیف حدیث کا علم، ان کا فرق اور علل حدیث کو اچھی طرح جانتے ہیں، ان میں احمد بن حنبل، ابن معین، اور علی بن مدینی شامل ہیں اور ان کے بعد ابوزرعہ اس فن میں یکتا تھے۔ ❷

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جرح وتعدیل میں مجھے ابوزرعہ کا کلام بہت پسند ہے۔ اس سے تقوی اور معرفت کا اظہار ہوتا ہے، ان کے برخلاف ان کے ساتھی ابوحاتم واقعی جراح اور متشدد تھے۔ ❸

سحری کے وقت شیوخ کے پاس پہنچ جاتے:...... اپنے بارے خود فرماتے ہیں: كنا نبكر بالاسحار الى مجلس الحديث نسمع من الشيوخ۔ ❹

تصانیف:...... فن رجال پر ان کی درج ذیل کتب ہیں: (۱) كتاب الضعفاء والكذابين والمتروكين (۲) كتاب أسامي الضعفاء (۳) الاجوبة على اسئلة البرزعي في الثقات (٤) كتاب الافراد

آپ کے بکثرت اقوال امام ابن ابی حاتم نے اپنی کتب میں نقل کیے ہیں، مثلا تقدمة المعرفة لكتاب الجرح والتعديل، الجرح والتعديل، علل الحديث، المراسيل، بيان خطأ البخاري في تاريخه الكبير۔

امام ابوزرعہ نے کہا کہ میرے گھر میں پچاس سال سے لکھی ہوئی کتابیں ہیں اور وہ چیزیں جب سے لکھی ہیں میں نے انھیں دوبارہ نہیں دیکھا لیکن میں جانتا ہوں کہ فلاں چیز کس کتاب میں، کس ورقے پر، کس صفحے اور کس سطر پر ہے۔ ❺

وفات کا واقعہ:......نزع کے وقت ان کے پاس بیٹھے ہوئے علماء ومحدثین نے تلقین والی

---

❶ تذكرة الحفاظ :٥٥٧/٢.
❷ تقدمة الجرح و التعديل ص:٣٥٦.
❸ سير اعلام النبلاء :٨١/١٣.
❹ سير أعلام النبلاء :٧٨/١٣.
❺ تاريخ بغداد :٣٣٢/١٠.

حدیث یاد کروانے میں شرم محسوس کی تو اس حدیث پر مذاکرہ شروع کر دیا ۔اتنے میں امام ابوزرعہ بولے: حدثنا بندار قال حدثنا ابوعاصم قال حدثنا عبدالحمید بن جعفر عن صالح بن ابی عریب عن کثیر بن مرة الحضرمی عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللّٰہ ﷺ: من کان آخر کلامه لا اله الااللّٰه دخل الجنة ۔ ❶

۵:امام ابن شاہین

مکمل نام یہ ہے : عمر بن احمد بن عثمان بن احمد بن احمد بن ایوب بن ازداز بن سراح بن عبدالرحمن ۔ان کی والدہ کے دادے کا نام احمد بن محمد بن یوسف بن شاہین الشیبانی تھا۔ ❷ اس وجہ سے ابن شاہین کے نام سے مشہور ہوئے ۔انہیں واعظ بھی کہا جا تا تھا۔

یہ خراسان کے رہنے والے تھے ۔ پھر انھوں نے بغداد میں قیام کیا جس سے بغدادی مشہور ہوئے ۔آپ ۲۹۷ھ کو پیدا ہوئے اور گیارہ سال کی عمر میں حدیث لکھنی شروع کی ۔

رحلہ علمیہ:......آپ نے پہلے بغداد کے شیوخ سے علم حاصل کرنا شروع کیا جن میں ابوالقاسم البغوی سے آٹھ سو اجزاء حاصل کیے ،نیز یحیی بن صاعد ،عبداللہ بن سلیمان الاشعث کے بارے میں امام ابن شاہین خود کہتے ہیں کہ میں نے ان تینوں شیوخ سے بہت علم حاصل کیا اور امید کرتا تھا کہ اللہ تعالی مجھے ان جیسا بنائے گا۔ان کے علاوہ اور بھی کئی ایک بغداد کے محدثین سے علم حاصل کیا۔ پہلے بغداد کے محدثین سے علم حاصل کیا پھر بصرہ گئے پھر کوفہ پھر دمشق گئے ۔ ❸ پھر حمص ،واسط،عسکر،رقۃ،أیلۃ ، کے محدثین سے علم حاصل کیا، پھر مصر منتقل ہوئے ۔

---

❶ تاریخ بغداد:۱۰/۳۳۵۔۳۳۶،طبقات الحنابله :۱/۲۰۳،تاریخ دمشق: ۳۸/۳۸، تقدمة الجرح والتعدیل ص: ۳۴۵۔۳۴۶)

❷ تاریخ بغداد:۱۱/۲۶۵ رقم:۶۰۱۸.

❸ تذکرة الحفاظ:۳/۹۸۸.

مقام ومرتبہ:......امام ذہبی نے کہا: الامام المفید المکثر محدث العراق۔ ❶
امام دارقطنی نے کہا: ھو ثقۃ۔ ❷

تنبیہ:...... امام ابن شاہین میں یہ کوتاہی تھی کہ کتاب لکھتے تھے لیکن اصل کے ساتھ مقابلہ نہیں کرتے تھے، بعض نے اس وجہ سے ان پر جرح کی ہے۔

تصانیف: ......آپ نے تین سو کتب لکھیں۔ اپنے بارے میں خود فرماتے ہیں کہ میں نے تین سو درہم کی سیاہی خریدی ہے۔ ہم یہاں صرف ان کتب کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو انھوں نے فن رجال پر لکھیں:

۱: کتاب الاصاغر عن الاکابر
۲: کتاب تاریخ اسماء الثقات ممن نقل عنهم العلم (المعروف تاريخ اسماء الثقات)
۳: کتاب تاریخ اسماء الضعفاء والكذابين ممن نقل عنهم العلم (المعروف كتاب الضعفاء)
۴: کتاب معجم الشيوخ

وفات:......آپ بروز اتوار بارہ ذوالحجہ تین سو پچاسی ہجری کو فوت ہوئے۔ ❸
ان کے علاوہ اور بھی کئی ایک علماء جرح وتعدیل ہیں۔

❶ تذكرة الحفاظ :۹۸۷/۳.
❷ سؤالات حمزه السهمى للدارقطنى :۳۸٦.
❸ تاريخ بغداد :۲٦۸/۱۱،سير اعلام النبلاء :٤۳٤/۱٦.

التاریخ الکبیر للبخاری اورالجرح والتعدیل لابن ابی حاتم کامنہج

التاریخ الکبیر للبخاری کامنہج

امام بخاری کا مکمل نام: ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری امیر المومنین فی الحدیث ہے۔آپ ۱۹۴ھ کو پیدا ہوئے اور ۲۵۶ھ کو فوت ہوئے۔ ❶

التاریخ الکبیر کیسے لکھی؟......امام خطیب بغدادی تاریخ بغداد میں لکھتے ہیں کہ امام بخاری خود فرماتے ہیں کہ جب میں ۱۸سال کا ہوا تو میں قضایا الصحابة وا لتابعین واقوالهم لکھنی شروع کی اور یہ عبیداللہ بن موسی کے دن تھے۔اور میں نے التاریخ رسول اللہ ﷺ کے روضہ کے پاس بیٹھ کر (مسجد نبوی میں) چاندنی راتوں میں تصنیف کی اور کم ہی کوئی نام تاریخ میں ہے مگر اس کے لیے ایک قصہ میرے پاس ہے لیکن کتاب کا لمبا ہونا میں ناپسند کرتا ہوں۔پھر کہا کہ ان لوگوں کو علم نہیں کہ میں نے تاریخ کیسے لکھی ہے۔میں نے اس کو تین بار لکھا ہے اور میں نے اپنی تمام کتب کو تین بار ہی لکھا ہے۔ ❷

علامہ عبدالرحمن بن یحییٰ معلمی یمانی ؒ لکھتے ہیں کہ تین دفعہ سے مراد یہ ہے کہ پہلے انہوں نے بغیر ترتیب کے تراجم لکھے، پھر دوبارہ انہیں ترتیب سے لکھا، پھر سہ بارہ انہوں نے تراجم پر ابواب قائم کیے۔ ❸

---

❶ مفصل حالات دیکھنے کے لیے: تاریخ بغداد : (۲/٤-۳٤)سیر اعلام النبلاء (۱۲/ ۳۹۱-٤۷۱) ملاحظہ کریں۔

❷ تاریخ بغداد: ۷/۲،سیر اعلام النبلاء :۱۲/٤۰۳.

❸ مقدمه الموضح لاوهام الجمع والتفريق :۱/۱۰-۱۱.

التاریخ الکبیر کا منہج:...... جو ہم نے استقراء اور تتبع سے سمجھا، وہ پیش خدمت ہے:

۱:...... ہر راوی کا مکمل نام باپ، دادا کنیت اور نسبت لکھتے ہیں۔حروف تہجی کے اعتبار سے مکمل کتاب لکھی ہے تاکہ راوی تلاش کرنا آسان ہو لیکن محمد نام کو مقدم کیا ہے نبی کریم ﷺ کے نام کے شرف کی وجہ سے۔پھر ہر حرف میں صحابہ کا تذکرہ پہلے کیا خواہ باپوں کے ناموں کی ترتیب مشترک اسماء میں مخالف ہی ہو جائے۔ ❶

۲:...... ہر راوی کی ایک مرفوع روایت ذکر کرتے ہیں۔ اس پر ایک مستقل کتاب ''الاحادیث المرفوعہ من التاریخ الکبیر'' کے نام سے مرتب کی گئی ہے جس میں ۸۵۱ روایات جمع ہیں۔

۳:...... کئی ایک ضعیف روایات بھی نقل کرتے ہیں اور ان پر ضعف کا حکم بھی لگاتے ہیں۔ میں نے اپنے پہلے سفرِ حرمین میں جولائی ۲۰۱۱ء کو مکہ مکرمہ میں عائشہ ہوٹل جو کبوتر چوک کے بالکل ساتھ ہے، میں بیٹھ کر مکمل التاریخ الکبیر کا مطالعہ کیا اور اس سے " الاحادیث الضعیفہ عندالامام البخاری" ترتیب دی۔والحمدللہ میری یہ کتاب نیٹ پر ملتقی لاھل الحدیث یا اردو مجلس فورم میں دیکھی جاسکتی ہے۔بطور مثال التاریخ الکبیر کے درج ذیل ارقام التر جمہ کا مطالعہ کریں، مثلا: ۲۷۹، ۵۸۰، ۹۲۴، ۱۰۰۷۔

۴:...... حدیث اور راوی پر جرح وتعدیل کے کس امام کا حکم باسند نقل کیا ہے۔

۵:...... بعض راویوں کا صرف نام لکھتے ہیں، کچھ بھی تفصیل نہیں لکھتے۔

۶:...... تاریخِ کبیر میں امام بخاری کا یہ بھی منہج ہے کہ امام بخاری کسی راوی کی کسی روایت کی بنیاد پر سماع کا تذکرہ کرتے ہیں اور امام بخاری کا مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ بعض روایات میں فلاں راوی سے فلاں راوی کے سماع کا ذکر ملتا ہے۔لیکن یہ سماع واقعتہً ثابت ہے یا نہیں؟ یہ الگ مسئلہ ہے۔

علامہ عبدالرحمن معلمی یمانی رحمہ اللہ جنہیں ''ذہبی عصر'' کا کما حقہ خطاب دیا گیا، فرماتے

---

❶ امثلہ دیکھنے کے لیے التاریخ الکبیر تراجم رقم (۱، ۱۷۵۲، ۱، ۱۷۵۳، ۹۰۸، ۹۲۷) دیکھیں۔

ہیں:قول البخاری فی التراجم :سمع فلانا ۔لیس حکما منه بالسماع وانما هو اخبار بان الراوی ذکر انه سمع ۔ کسی راوی کے ترجمہ میں امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ فرمانا کہ اس نے فلاں سے سنا ہے،اس سے امام بخاری سماع کا فیصلہ نہیں کرتے ہیں، بلکہ صرف یہ خبر دیتے ہیں کہ اس راوی سے سماع کا ذکر کیا گیا ہے۔ ❶

علامہ عمرو عبدالمنعم سلیم فرماتے ہیں کہ یاد رہے کہ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں رواۃ کے ترجمہ میں جو بعض رواۃ سے بعض ان رواۃ کا سماع ذکر کیا ہے،جنہوں نے ان سے روایت کی ہے یا محض بعض رواۃ کی بعض رواۃ سے مرویات کا تذکرہ کیا ہے بغیر سماع کے اثبات کے ساتھ تو یہ محض سند کی کیفیت کا بیان ہے،اس کا یہ مطلب نہیں ہے جیسا کہ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ جب اپنی تاریخ میں کہیں کہ فلاں نے فلاں سے سنا ہے تو یہ کہہ کر امام بخاری رحمہ اللہ اس راوی کے لیے سماع کا اثبات کر رہے ہیں۔ ❷

۷:......اسی طرح رواۃ کا اپنے شیوخ سے ملاقات کا وقت اور جگہ کا بھی بہت ذکر کرتے ہیں۔پھر بعد میں امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں اس سے بہت مدد لی کہ راوی اور استاد میں صرف معاصرت کافی نہیں بلکہ ملاقات بھی ضروری ہے۔

۸:......رواۃ پر مختصر مگر جامع تبصرہ فرماتے ہیں۔تاریخ وفات کا بھی اکثر اہتمام کرتے ہیں۔

۹:......الفاظِ جرح وتعدیل استعمال کرنے میں کمال تقوی وورع اور احتیاط سے کام لیتے ہیں۔سبحان اللہ۔اکثر یہی کہتے تھے: فیہ نظر،سکتوا عنہ،ترکوہ،منکر الحدیث۔یہی وجہ ہے کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے سیر اعلام النبلاء (۱۲/۴۳۹۔۴۱۱) میں امام بخاری کے رواۃ حدیث پر کلام میں انصاف اور ورع کی شہادت دی ہے۔

سوال:......کیا امام بخاری نے کسی راوی کو کذاب کہا ہے، کیونکہ بعض نے اس کا انکار

---

❶ تعلیق علی الموضح للخطیب :۱/۳۲۳.

❷ حاشیة علی نزهة النظر ص:۵۷) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: یزید بن معاویہ پر الزامات کی حقیقت از فضیلۃ الشیخ کفایت اللہ سنابلی حفظہ اللہ (ص:۱۱۷۔۱۱۹)

کیا ہے؟

جواب :...... امام بخاری بہت قلیل رواۃ پر کذاب لفظ استعمال کرتے ہیں، یا تو وہ کسی کا قول نقل کرتے ہیں یا اپنی طرف سے لفظ کذاب سے حکم لگاتے ہیں، اور یہ بہت شاذ و نادر ہے۔ التاریخ الکبیر میں صرف ۱۳ بار لفظ کذاب استعمال ہوا ہے اور الضعفاء للبخاری میں دو بار۔ لفظ دجال صرف ایک بار مذکور ہے۔ وہ بھی کسی کا قول نقل کیا ہے اور لفظ یضع الحدیث بھی ایک بار لکھا ہے۔

فائدہ:...... الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم میں ۱۱۲ بار کذاب لفظ استعمال ہوا ہے۔

تنبیہ:...... حافظ ابن حجر نے کہا کہ امام بخاری کسی راوی کو کذاب یا وضاع کی بجائے کذبہ فلان یا رماہ فلان کہتے ہیں۔ ❶ جب ہم نے المکتبۃ الشاملۃ سے سرچ کیا تو التاریخ الکبیر میں ایک دفعہ بھی کذبہ فلان یا رماہ فلان نہیں ملا۔

رواۃ کی التاریخ الکبیر میں کل تعداد:...... مطبوعہ نسخے کے مطابق ۱۳۳۰۸ ہے۔

علامہ معلمی یمانی نے کہا ہے کہ دس ہزار سے کچھ زائد ہیں۔ امام ذہبی نے کہا: چالیس ہزار رواۃ سے زیادہ ہیں۔ ❷ امام حاکم نے بھی چالیس ہزار کے قریب نقل کیے ہیں۔ ❸ یہی بات علامہ کتانی نے المستطرف میں کہی ہے اور ساتھ یہ بھی کہا ہے: فماادری ما مستند فی هذا التقدير ۔

سوال:...... امام بخاری جس راوی پر خاموشی اختیار کریں، کیا وہ توثیق ہے جس طرح ڈاکٹر محمود طحان حنفی نے کہا ہے۔ ❹

جواب:...... یہ بات غلط ہے محمود طحان غالی حنفی ہے اور محدثین پر تبرا کرنا اس کی عادت ہے۔ تیسیر مصطلح الحدیث، اصول التخریج اور ان کی دیگر کتب میں کئی ایک غلطیاں ہیں۔ سکوتِ

❶ مقدمه فتح الباری :٤٨٠.　❷ سير اعلام النبلاء :١٢/٤٧٠.

❸ المدخل الى الصحيحين :١١١.

❹ اصول التخريج ودراسة الاسانيد ص:١٥٥.

امام بخاری پر مفصل بحث ماقبل گزر چکی ہے۔

امام بخاری کے جرح وتعدیل کے بعض حکموں پر تنقید:

امام ابن ابی حاتم کے سامنے امام بخاری کی کتب التاریخ الکبیر، الضعفاء وغیرہ تھیں، ان کتب سے وہ استفادہ بھی کرتے تھے اور کہیں ان سے اختلاف ہوتا تو امام بخاری کی باتوں کا رد بھی کرتے۔ مثلاً عباءۃ بن کلیب کو امام بخاری نے اپنی کتاب الضعفاء میں لکھا ہے اس کے بارے میں امام ابوحاتم نے کہا کہ یحول من هناك۔ اس کتاب سے تبدیل کیا جائے۔ ❶ یعنی یہ راوی صدوق ہے اس کو ضعفاء میں کیوں نقل کیا گیا، اس کو وہاں سے تبدیل کیا جائے۔

تنبیہ:...... یہ راوی مجھے نہ الضعفاء للبخاری میں ملا اور نہ ہی التاریخ الکبیر میں، جس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ امام بخاری نے اسے وہاں سے نکال دیا ہو۔ واللہ اعلم۔

یادرہے کہ امام بخاری پر بعض اعتراضات کیے گئے۔ رواۃ کی تعیین میں ان اعتراضات پر زبردست نقد علامہ معلمی یمانی نے دومقامات پر کیا ہے۔ بیان خطاء البخاری فی تاریخه کے مقدمہ اور مقدمه الموضح لأوهام الجمع والتفریق میں یہ دونوں مقدمے اس لائق ہیں کہ انھیں اردو میں ترجمہ کرکے اکٹھا شائع کیا جائے جس کا نام ''التاریخ الکبیر کا دفاع'' رکھا جائے۔

نوٹ:......الضعفاء للبخاری کے تمام رواۃ التاریخ الکبیر میں بھی ہیں۔

الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم کا منہج

مصنف کا مکمل نام ابومحمد عبدالرحمن بن المحدث ابی حاتم محمد بن ادریس بن المنذر التمیمی الرازی ہے۔ آپ ۲۴۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۲۷ھ میں فوت ہوئے۔ ❷

ابوحاتم اور ابوزرعہ کے اقوال جمع کیے ہیں اور پھر خطوط لکھے جن سے بھی کافی مواد ملا۔

رواۃ کی تعداد:......مطبوعہ نسخے کے مطابق ۱۸۰۴۰ ہے۔

❶ الجرح والتعدیل :٦١/٧.

❷ تذکرة الحفاظ:٨٢٩/٣،سیر اعلام النبلاء :٢٦٣/١٣.

اس کتاب کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟...... امام بخاری نے صحابہ سے لے کر اپنے اساتذہ تک ہزاروں کی تعداد میں رواۃ جمع کر دیے اورفنِ جرح وتعدیل میں سب سے پہلی مفصل تاریخ مرتب کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ان کے معاصرین میں سے امام ابوحاتم اور امام ابوزرعہ بھی فن جرح وتعدیل کے ائمہ تھے۔امام ابوحاتم کے بیٹے عبدالرحمن نے امام بخاری کی التاریخ الکبیر کو سامنے رکھ کر اسی ترتیب سے رواۃ پر اپنے والدمحترم اور ان کے ساتھی امام ابوزرعہ سے سوالات کرنے شروع کر دیے، وہ ہر راوی کے بارے میں ان دونوں سے سوال کرتے ، وہ ان کے جواب لکھتے جاتے ، اس طرح ابن ابی حاتم کے ہاتھ میں تین ائمہ جرح و تعدیل کی آرا آ گئیں ۔امام بخاری ،امام ابوزرعہ اور امام ابوحاتم ۔پھر ابن ابی حاتم نے دیگر محدثین کی طرف خطوط لکھے اوران کی آراءبھی جمع کیں اور ہر ہر قول کی سند لکھی ۔

اس کتاب کے دومقدمے ہیں ،پہلی مستقل جلد مقدمہ ہے اور دوسرامختصر مقدمہ دوسری جلد کے شروع میں ہے ۔ یہ اسماء الرجال کی ایک نہایت اہم اور مرجع کی کتاب ہے ۔کوئی بھی طالب علم اس سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔اس کتاب کا منہج جاننا بہت ضروری ہے ۔ہمارے سامنے الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم کا دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان کا مطبوعہ دس جلدوں کا والانسخہ ہے ،جس کی پہلی جلد تقدمۃ المعرفۃ لکتاب الجرح والتعدیل ہےاور دسویں جلد فہارس پر مشتمل ہے۔

پہلی جلد تقدمۃالمعرفۃ لکتاب الجرح والتعدیل کا تعارف:

یہ جلد ۴۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں صرف فن رجال کے تعارف واہمیت اور اہم قوانینِ جرح وتعدیل پر بحث کی گئی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے فنِ جرح وتعدیل کے ۱۸ نقاد محدثین کے مفصل حالات لکھے ہیں، پھر مصنف نے مقدمۃ المصنف کے تحت سنت اور جرح وتعدیل کے اہمیت کے لیے چھے ابواب قائم کیے ہیں ۔

الجرح و التعدیل کی جلد ۲ تا ۹ تک کا منہج

اس میں حروف تہجی کے اعتبار سے رواۃ کوجمع کیا ہے۔رواۃ پر بحث کا طریقہ یہ ہے کہ

سب سے پہلے راوی کا مکمل نام، پھر ”روی عن“ لکھ کر ایک یا دوشیوخ کا تذکرہ، اور ”روی عنه“ کے بعد ایک یا دو شاگردوں کا تذکرہ۔ پھر اپنے والد امام ابوحاتم اور امام ابوزرعہ دونوں یا کسی ایک کی رائے بیان کرتے ہیں۔ بعض دفعہ دیگر محدثین کی آرا بھی ذکر کرتے ہیں۔ امام عبدالرحمن بن ابی حاتم نے جب یہ کتاب لکھنا شروع کی تو انھوں نے مختلف محدثین کی طرف خطوط لکھے تھے کہ جرح وتعدیل کے متعلق جو کچھ بھی کسی کے پاس ہے وہ مجھے بھیج دیں، کئی ایک محدثین نے ان کی طرف محدثین کے رواۃ پر جرح وتعدیل کے اقوال لکھ کر بھیجے۔ مثلاً امام ابن ابی خیثمہ (۷/۸، ۱۱) ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی (۷/۱۳) امام علی بن ابی طاہر: (۷/۱۷) امام عبداللہ بن امام احمد (۷/۲، ۳، ۴، ۶، ۱۰، ۱۵، ۱۷) یعقوب بن اسحاق (۷/۹) وغیرہ۔

۱۵۵۲ دفعہ امام ابن ابی حاتم نے فیما کتب الی لکھ کر خطوط سے جرح وتعدیل کے اقوال باسند لکھے ہیں۔ جس طرح ہمیں یہ بات مکتبہ شاملہ سے معلوم ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم جب کسی خط سے معلومات ذکر کرتے ہیں تو ساتھ یہ صراحت کرتے ہیں: فیما کتب الی ۔ ہر ہر بات باسند لائی گئی ہے تا کہ قاری سند کی تحقیق بھی کر سکے۔ انھوں نے کئی ایک رواۃ کے صرف نام لکھے ہیں جرح وتعدیل کے لحاظ سے حکم نہیں لگایا گیا۔ وہ ہمیں دیگر کتب میں تلاش کرنا ہوگا۔ امام ابن ابی حاتم نے مقدمہ جلد اول کے آخر میں تقریباً آدھے صفحے میں الجرح والتعدیل کا منہج بیان کیا ہے، نیز مقدمے کے آخری دوصفحات میں رواۃ کے درجات پر بھی بحث کی ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ کے حالات اور ان کی کتب کا منہج

نام ونسب:...... ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن النعمان بن دینار بن عبداللہ البغدادی الدارقطنی رحمہ اللہ ۔

تاریخ پیدائش:...... ۳۰۶ھ (تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۳۹، ۴۰، ترجمہ نمبر: ۶۴۰۴)

دارقطنی کی وجہ تسمیہ:...... بغداد میں ایک محلہ تھا جس کا نام دارالقطن تھا، آپ وہاں کے

رہائش تھی اسی وجہ سے اس طرف منسوب ہوئے۔

اساتذہ: ......آپ نے اس قدر زیادہ شیوخ سے استفادہ کیا جن کا شمار ناممکن ہے،ان کے چند مشہور اساتذہ درج ذیل ہیں :ابوالقاسم بغوی ،ابوبکر بن ابی داود،یحیی بن صاعد،ابن قانع صاحب معجم الصحابہ اور اسماعیل بن محمد الصفار وغیرھم

تلامذہ:...... ابونعیم الاصبھانی ،ابوبکر البرقانی ،امام حاکم صاحب المستدرک ،ازہری ،خلال جوہری،تنوخی،عتیقی ،قاضی ابوالطیب الطبری،اور حافظ عبدالغنی المقدسی وغیرھم۔

علمی سفر:......آپ نو سال کے تھے کہ آپ نے علم حدیث حاصل کرنا شروع کر دیا تھا۔ آپ کے ساتھی یوسف القواس کہتے ہیں کہ ہم جب امام بغوی رحمہ اللہ کے پاس جاتے تو دارقطنی ہمارے پیچھے پیچھے ہوتے ، ان کے ہاتھ میں روٹی ہوتی جس پر سالن رکھا ہوا ہوتا تھا۔۔اگر ان کو کلاس میں نہ بیٹھنے دیا جاتا تو یہ باہر بیٹھ کر روتے۔ [1]

آپ نے فقہ شافعی اپنے استاد ابوسعید اصطخری سے پڑھی،اور آپ نے منظم طریقے سے امام بغوی سے پڑھا،لوگوں کی آپ سے امیدیں وابستہ تھیں کہ آپ دارالقطن کے قاری بنیں گے لیکن اللہ تعالی نے انھیں محدث بنا دیا۔آپ نے علم کے حصول کے لئے تمام علمی مراکز کا سفر کیا خصوصا کوفہ،بصرہ،واسط،تنیس،شام،مصر،خوزستان،مکہ اور مدینہ۔

تصانیف:......آپ نے علوم حدیث پر مشتمل بہت ہی قابل قدر تصانیف لکھیں جن میں چند ایک یہ ہیں: سنن الدارقطنی ،كتاب العلل،المؤتلف والمختلف، فضائل الصحابه ،المستجاد من فعلات الاجواد ،تعليقات الدارقطني على المجروحين لابن حبان،الضعفاء والمتروكون، الافراد والغرائب ،ذكر اسماء التابعين وغيرهم

علمی مقام ومرتبہ:......آپ کی امامت وثقاہت پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔والحمدللہ۔ آپ کے شاگرد شیخ الاسلام ابوالطیب طاہر بن عبداللہ الطبری رحمہ اللہ نے آپ کو ”امیر

[1] تذكرة الحفاظ ج٣ص٩٨٩،تاريخ دمشق: ج ١٢/٢/٢٤١/١.

المومنین فی الحدیث" کہا ہے۔ ❶

خطیب بغدادی آپ کے متعلق لکھتے ہیں: وکان فرید عصرہ ،و قریع دھرہ و نسیج وحدہ وامام وقتہ انتھی الیہ علم الاثر والمعرفة بعلل الحدیث واسماء الرجال واحوال الرواۃ مع الصدق والامانة والفقه والعدالة وقبول الشھادۃ وصحة الاعتقاد وسلامة المذھب و الاضطلاح بعلوم سوی علم الحدیث. ❷

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے کہا: الامام الحافظ المجود شیخ الاسلام علم الجھابذۃ۔۔ المقریء المحدث " ❸ ایک جگہ لکھتے ہیں: بل کان سلفیا ❹

حافظ سخاوی نے کہا: وبه ختم معرفة العلل" آپ کے ساتھ علل کی معرفت ختم ہوگئی۔ ❺

امام دارقطنی امام الجرح والتعدیل تھے:

امام دارقطنی رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی زیادہ حافظہ عطا فرمایا تھا۔آپ اس بات کا صرف ایک واقعہ سے اندازہ لگا لیں ۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ کی سب سے بڑی کتاب علل الدارقطنی ہے، جو سولہ جلدوں میں مطبوع ہے، اس کتاب میں احادیث پر جرح وتعدیل کے اعتبار سے کلام ہے، یہ ساری کتاب آپ نے زبانی لکھوائی ۔خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ میں نے امام برقانی سے پوچھا: کیا ابوالحسن الدارقطنی اپنی کتاب " العلل" آپ کو زبانی لکھواتے تھے؟ تو انھوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ ❻

وفات:......آپ ۸ ذوالحجہ ۳۸۵ھ کو بدھ کے دن فوت ہوئے اور باب الدیر کے مقبرہ

---

❶ تاریخ بغداد: ج۱۲ص۳٦. ❷ تاریخ بغداد: ج ۱۲ص۳٤.
❸ سیر اعلام النبلاء : ج١٦ص٤٤٩. ❹ السیر: ج١٦ص٤٥٧.
❺ الاعلان بالتوبیخ :١٦٥.
❻ تاریخ بغداد : ج۱۲ص۳۷.

میں دفن ہوئے۔ ❶ آپ کی نماز جنازہ ابوحامد الاسفرائینی الفقیہ نے پڑھائی۔ ❷

امام دارقطنی کے تفصیلی حالات معلوم کرنے کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ کریں:
تاریخ لابن ماکولا (ج١٢ص٠٤)تاریخ بغداد (ج١٢ص٣٤)الانساب للسمعانی (ج٢ص٤٣٨)وفیات الاعیان(ج٣ص٢٩٧)تذکرة الحفاظ (ج٣ص٩٩١)البدایة والنهایة (ج١١ص٣١٧)سیراعلام النبلاء (ج١٦ ص٤٤٩)

امام حاکم ؒ نے اپنے استاد محترم امام دارقطنی ؒ سے عراقی راویوں کے متعلق لکھ کر سوالات کیے جن کے حالات انھیں بذات خود معلوم نہیں ہو رہے تھے، امام دارقطنی نے ان پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے لکھ کر کلام کیا پھر بعد میں امام حاکم نے بالمشافہ بھی سوال کئے اور ان میں بعض وہ سوال وجواب بھی ہیں جو امام دارقطنی سے کسی اور نے کئے لیکن امام حاکم اس وقت موجود تھے ان کو بھی اس کتاب میں درج کیا ہے، ان تمام سوال و جواب کو امام حاکم نے ترتیب دیا ہے پہلے ان سوال وجواب کو لکھا ہے جو لکھ کر امام صاحب نے جواب دیئے، پھر کتاب کے آخر میں ان سوالات وجوابات کو درج کیا جو بالمشافہ کئے۔ یہ کتاب مطبوع ہے "سؤالات الحاکم" کے نام سے۔اس کتاب کے مطالعہ سے بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ امام دارقطنی جرح وتعدیل کے کس قدر بلند مقام امام تھے۔

اسی طرح امام ابوعبدالرحمن السلمی نے اپنے شیخ امام دارقطنی سے سوالات کئے وہ بھی مطبوع ہیں اسی طرح برقانی کے سوالات بھی مطبوع ہیں۔ سوالات حمزہ السھمی بھی عام متداول ہیں۔ان کتب سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام دارقطنی مرجع خلائق تھے اور ان کے جوابات کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

یہاں بطور فائدہ عرض ہے کہ جس طرح پہلے محدثین کے شاگرد اپنے شیوخ کو بہت ہی اہمیت دیتے تھے، ان سے جو سوالات کرتے ان کو کتابی صورت میں جمع کرتے بالکل اسی

❶ تاریخ بغداد: ج١٢ص٤٠. ❷ السیر: ج١١ص٤٣.

طرح ہمارے زمانے میں امام العصر مجدد ملت محدث البانی ؒ کے شاگردوں نے بھی شیخ محترم کا بہت احترام کیا، جو ان سے سوالات کئے ان کو کتابی شکل میں محفوظ کیا والحمدللہ۔راقم کے ناقص مطالعہ کے مطابق ابواسحاق الحوینی،علی حسن الحلبی اور ابن ابی العینین حفظہم اللہ کے سوالات مطبوع ہیں اور عقیدہ و منہج میں تو کئی جلدوں پر مشتمل شیخ البانی کی کتب شائع ہو چکی ہیں ان میں بھی بے شمار سوالات کے جوابات محفوظ ہیں،لیکن افسوس کہ برصغیر میں اساتذہ کے جوابات کو کتابی شکل میں جمع نہیں کیا جاتا،شاید ادھر علم کو ضائع کرنے والے بہت ہیں اور قدر دان کم ہیں۔راقم نے اپنے تمام شیوخ سے اب تک جو کچھ سوال کئے وہ ”سؤالات ابن بشیر الحسینوی لشیوخنا الکرام“ کے نام سے کتابی شکل میں میرے مخطوطات میں محفوظ ہیں اور مزید اضافہ جاری ہے۔ یسر اللّٰہ لنا طبعه

تصانیف:......آپ نے ساری زندگی علوم حدیث پر کتب تصنیف فرمائیں ان کی تعداد ۵۳ بنتی ہے ان میں سے بعض مطبوع ہیں اور بعض مخطوط ہیں ان کی ضروری تفصیل پیش خدمت ہے:

(۱) أحادیث الصفات۔ (۲) أحادیث النزول۔ (۳) الأفراد والغرائب ۔ (٤) الالزامات۔ (٥) التتبع۔ (٦) الرؤیة۔ (۷) سؤالات البرقانی للدارقطنی۔ (۸) سؤالات الحاکم له۔ (۹) سؤالات السهمی له۔ (۱۰) السنن۔ (۱۱) الضعفاء والمتروکون ۔ (۱۲) العلل الواردة فی الأحادیث النبویة۔ (۱۳) غرائب مالك۔ (۱٤) المؤتلف والمختلف فی أسماء الرجال

وفات:......آپ ۳۵۸ھ کو فوت ہوئے۔آپ کی نماز جنازہ امام ابو حامد الاسفرائینی الفقیہ نے پڑھائی۔ [1]

---

[1] سیر اعلام النبلاء :۱۱/٤۳.

۱:سنن الدارقطنی:

امام دارقطنی کی یہ مشہورِ زمانہ کتاب ہے جس میں احادیث کی تعداد ۴۸۳۵ ہے ۔اس میں صحیح احادیث بھی ہیں اور ضعیف بھی ۔اس کتاب میں امام صاحب نے درج ذیل منہج اپنایا ہے:

۱:......فقہی ترتیب: اس کتاب میں تمام احادیث فقہی ترتیب کے مطابق لکھی گئی ہیں مثلا پہلے، کتاب الطھارة پھر کتاب الصلاة---الی آخرہ۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو فقہ میں خوب مہارت تھی، بلکہ فقہ کی جزئیات تک نظر تھی، اس لئے تو احکام کے متعلق احادیث کو سنن الدارقطنی میں جمع کیا ہے اور جن ضعیف اور موضوع روایات سے بعض فقہاء استدلال کرتے تھے ان کے ضعف کو واضح کیا ہے۔

۲:...... جو حدیث جتنے شیوخ سے سنی ہوئی ہیں ان تمام کا نام لیتے ہیں اور سند کی تبدیلی کے وقت ''ح'' لکھتے ہیں مثلا حدیث نمبر ۱ چار شیوخ اور حدیث نمبر ۲ چھ شیوخ سے بیان کرتے ہیں۔

۳:...... امام دارقطنی کا کوئی استاد اپنے کئی شیوخ سے حدیث بیان کرے تو امام دارقطنی ان تمام کے نام لکھتے ہیں۔مثلا دیکھیں حدیث نمبر(۱۱)

۴:...... امام دارقطنی غریب الحدیث کا بھی اہتمام کرتے ہیں مثلا قلتین کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ابن عرفۃ نے کہا ہے کہ میں نے ھشیم سے سنا کہ قلتین سے مراد ''الجرتین الکبار'' ہے۔

۵:...... امام دارقطنی کی یہ کتاب اصل میں علل کی کتاب ہے۔ ہر حدیث کی زیادہ سے زیادہ سندیں بیان کرتے ہیں، پھر ان میں اختلاف نقل کرتے ہیں اور بعض دفعہ راجح بھی لکھتے ہیں،مثلا حدیث نمبر:۲۰ میں لکھتے ہیں: والمحفوظ عن ابن عیاش ۔

۶:...... اگر کسی روایت کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہو تو امام دارقطنی رحمہ اللہ اس اختلاف کو بیان کر کے راجح کی تعیین کرتے ہیں مثلا دیکھیں (حدیث نمبر:۲۹،۷۷)

۷:...... اگر کوئی کثیر الخطا راوی حدیث بیان کرنے میں غلطی کرے تو امام دارقطنی رحمہ اللہ اس غلطی کو بیان کرتے ہیں مثلا دیکھئے (حدیث نمبر:۳۸)

۸:...... امام دارقطنی جرح وتعدیل کے امام تھے یہی وجہ ہے کہ وہ ہر ہر باب میں جو ضعیف روایات ہوں ان کی نشان دہی ضرور کرتے ہیں اورضعیف روایت کی علت بیان کرتے ہیں مثلا حدیث نمبر:۷۴ میں لکھتے ہیں کہ رشدین بن سعد لیس بالقوی ہے۔حدیث نمبر ۷۰ میں لکھتے ہیں ابن ابی ثابت لیس بالقوی۔حدیث نمبر ۷۵ میں لکھتے ہین ابان بن عیاش متروک۔حدیث نمبر ۸۴ میں لکھتے ہیں سعید بن ابی سعید ضعیف،حدیث نمبر ۸۶ پر تبصرہ کرتے ہیں غریب جدا خالد بن اسمعیل متروک،اسی طرح اگر کوئی روایت مرسل ہوتو اس کی وضاحت کر دیتے ہیں مثلا دیکھئے حدیث نمبر:۴۹

۹:...... امام دارقطنی اپنی اس کتاب میں مرفوع کے علاوہ صحابہ (ح:٦٦) تابعین کے اقوال بھی باسند لائے ہیں مثلا دیکھئے (حدیث نمبر:۵۳)

۱۰:......بعض احادیث کا صحیح ہونے کا حکم لگاتے ہیں مثلا حدیث نمبر:۸۷ پر لکھتے ہیں اسنادہ حسن۔ حدیث نمبر ۸۵ پر لکھتے ہیں ھذا اسناد صحیح۔نیز دیکھیں ح٩٦ بعض دفعہ کئی احادیث پر اکٹھا ہی حکم لگا دیتے ہیں مثلا حدیث نمبر ۱۰۱ سے ۱۰۳ تک کی احادیث کو ان الفاظ میں حکم لگاتے ہیں:ھذہ اسانید صحاح۔

۱۱:......امام دارقطنی رحمہ اللہ اپنی خاص سند کا لحاظ کرتے ہوئے الگ الگ سند پر حکم لگاتے ہیں اس لئے سنن الدارقطنی کے مطالعہ کے دوران کئی ایک متون صحیح بخاری سے ملتے جلتے نظر آئیں گے لیکن ان کی سند جو امام دارقطنی رحمہ اللہ کو ملی اس میں ضعیف یا متروک راوی ہوتو اس کی وضاحت کر دیتے ہیں حالانکہ اس متن کے کئی اور طرق بھی ہوتے ہیں امام دارقطنی ان کا لحاظ کرتے ہوئے متن حدیث کو صحیح یا حسن قرار نہیں دیتے بلکہ اپنی خاص سند کا لحاظ کرتے ہوئے حکم لگاتے ہیں۔یہی تحقیق سنن الدارقطنی کے محقق شیخ مجدی بن منصور حفظہ اللہ نے پیش کی ہے۔[1]

[1] مقدمه تحقيق سنن الدارمی ج١ص٤.

۲:رؤیۃ اللّٰہ:

امام دارقطنی عقیدے کا ایک اہم مسئلہ کہ'' قیامت کومومن اللہ تعالی کا دیدار کریں گے''، کے موضوع پر اپنی اس کتاب میں ۲۸۷ مرفوع باسند احادیث لائے ہیں ۔جن میں اسی ایک مسئلے کا اثبات کیا گیا ہے۔ اصول حدیث کی اصطلاحات میں اس کو''جزء فی رؤیۃ اللّٰہ'' کا نام دینا چاہیئے۔

۲:......بعض احادیث پر صحت وضعف کے اعتبار سے حکم بھی لگائے ہیں۔ مثلا پہلی حدیث کےآخر میں لکھتے ہیں:قال الدار قطنی :"ھذا حدیث صحیح أخرجه البخاری فی صحیحه''

۳:......بعض احادیث کے آخر میں اسناد کا اختلاف نقل کرتے ہیں،مثلا دس نمبر حدیث کے آخر میں سند کا اختلاف نقل کیا ہے۔

۴:......فی کتابہ کی وضاحت ۔امام دارقطنی رحمہ اللہ اپنی کتاب میں اس روایت کی '' فی کتابه '' کہہ کر وضاحت کرتے ہیں جو شیخ نے اپنی کتاب سے بیان کی ہوگی ۔مثلا دیکھیں حدیث نمبر:۴۸

۵:......کبھی سند کے شروع میں اپنے شیخ کا نام تفصیل سے لکھتے ہیں ۔مثلا: حدثنا أبوبكر أحمد بن محمد بن اسماعيل الآدمی المقرىء الشيخ الصالح (حدیث نمبر:۴۹)

۶:......بعض راویوں پر جرح و تعدیل کے لحاظ سے حکم لگاتے ہیں مثلا حدثنا ابوبكر احمد بن محمد بن اسماعيل الآدمی المقری الشيخ الصالح (حدیث نمبر:۴۹)

۷:......امام دارقطنی مسانید کے طرز پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام سے روایت بیان کرتے ہیں پھر اس کی مختلف سندوں کو بیان کرتے ہیں اور ہر ہر سند کے ساتھ اس کا متن بھی بیان کر دیتے ہیں۔مثلاحدیث أبی سعيد الخدری رضی اللّٰه عنه

۸:......بعض وہ احادیث جن کو ایک شیخ کے کئی شاگرد بیان کرتے ہیں ان تمام کے نام لکھتے ہیں اور اگر کوئی راوی اضافہ یا کمی کرتا ہے تو اس کی بھی وضاحت کرتے ہیں ،مثلا دیکھیں (حدیث نمبر:٦٧)

۳:کتاب العلل :

اس کتاب میں امام دارقطنی رحمہ اللہ سے مختلف احادیث کے متعلق سوالات کئے گئے اور آپ نے ان کے جواب دیئے ۔ یہ کتاب سولہ جلدوں میں مطبوع ہے اور علل حدیث پر مشتمل ایک عظیم شاہکار ہے ۔ یہ ساری کتاب امام رحمہ اللہ نے زبانی لکھوائی ہے ۔

اس کتاب کی کوئی خاص ترتیب نہیں اس کی مثل شیخ البانی رحمہ اللہ کی الصحیحه اور الضعیفه ہیں ۔فرق صرف یہ ہے کہ البانی رحمہ اللہ کی صحیح اور ضعیف الگ الگ ہیں اور خود لکھی ہیں اور امام دارقطنی کی علل میں صحیح اور ضعیف دونوں طرح کی احادیث ہیں اور یہ کتاب زبانی لکھوائی ہے ۔

یہ کتاب اپنے فن میں نادر اور عمدہ ہے اس کی مثل کوئی کتاب نہیں ۔متقدمین نے جو علل پر کتب تالیف فرمائیں ان میں سے علل لابن المدینی،علل ومعرفة الرجال لاحمد بن حنبل ،المسند المعلل لیعقوب بن شیبه،العلل الکبیر ،المسند المعلل للبزار ،العلل لابن ابی حاتم معروف ہیں جب ہم تقابلی مطالعہ کی حیثیت سے ان کتب کا علل الدارقطنی کے ساتھ موازنہ کرتے ہیں تو دارقطنی کی علل ہر لحاظ سے فائق نظر آتی ہے۔اس بات کا اعتراف حافظ ابن کثیر نے بھی کیا ہے ۔ [1]

اس کتاب میں احادیث کی ترتیب مسانید کے انداز پر ہے مثلا پہلے خلفائے راشدین کی روایات پر بحث ہے پھر دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی احادیث کا تذکرہ ہے ۔

اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام دارقطنی ایک کرامت تھے جن کو اللہ تعالی نے خدمتِ حدیث کے لئے پیدا کیا تھا کہ کس طرح زبانی طرق ،متون اور جرح وتعدیل پر

[1] اختصار علوم الحدیث ص٦٥،٦٤.

بحث کرتے ہیں۔۔۔آج بھی جو انسان اپنے آپ کو خدمتِ حدیث کے لئے وقف کرلے اللہ تعالی اس کو بہت کچھ عطا فرما دیتا ہے لیکن افسوس کہ ڈگریوں کے چکر اور فکرِ معاش نے محدثین کی فکر رکھنے والے کھو دیئے !! ❶

۴: جزء ابی طاهر

اس جزء میں ۱۶۲ احادیث ہیں جن کو امام دارقطنی نے ابو طاہر کی سند سے روایت کیا ہے اس میں مختلف موضوعات کے متعلق احادیث ہیں۔

اس کتاب میں ان احادیث کو جمع کیا گیا ہے جو امام دارقطنی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں ہونی چاہئے تھیں، کیونکہ انھیں کی مثل احادیث بخاری یا مسلم میں ہیں تو یہ کیوں نہیں، اس کتاب کی وجہ تسمیہ خود امام دارقطنی رحمہ اللہ یہی لکھی ہے۔ ❷

یہ گویا ایک طرح کے الزام ہیں کہ امام بخاری یا امام مسلم فلاں روایت اپنی اپنی صحیح میں کیوں نہیں لائے، حالانکہ وہ بھی ان کی شروط پر تھی۔

۶: التتبع:

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ان روایات کو موردِ الزام ٹھہرایا ہے جو صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہیں۔امام دارقطنی کی تحقیق میں ان میں کوئی نہ کوئی علت ہے۔

فائدہ:...... امام دارقطنی رحمہ اللہ کے یہ دو الگ الگ رسالے ہیں الالزامات الگ ہے اور التتبع الگ ہے لیکن ان دونوں کا تعلق صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے ہے اس لئے اہل علم نے ان دونوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔۲۱۸ صحیح بخاری اور صحیح مسلم یا صحیح بخاری یا صحیح مسلم کی روایات کو معلول قرار دیا ہے۔ یاد رہے امام دارقطنی کے ان اعتراضات کے جوابات محدثین

---

❶ ہم نے اپنی دو حصوں پر مشتمل کتاب ''نصیحتیں میرے اسلاف کی'' شائع کی ہے یہ کتاب طالب علم کو بہت اونچا منہج دیتی ہے۔جو بھی طالب علم ہماری اس کتاب کو دل لگا کر پڑھے گا اس کے اندر محدثین جیسی تڑپ اور فکر پیدا ہوگی۔ ان شاء اللہ (الحسینوی)

❷ دیکھئے: الالزامات والتتبع (ص: ٦٤)

نے دے دیئے ہیں مثلا حافظ ابن حجر العسقلانی نے ھدی الساری میں اور شیخ مقبل نے الالزامات والتتبع کے حاشیے میں فجز اھما اللہ خیرا، امام دارقطنی کے اعتراضات مرجوح ہیں اوران میں حق مام بخاری اور امام مسلم کے ساتھ ہے، یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی تمام مسند احادیث صحیح ہیں اوراس پر امت کا اتفاق ہے۔

۷:كتاب الصفات

اس کتاب میں امام دارقطنی نے ان احادیث کوجمع کیا ہےجن کاتعلق اللہ تعالی کی صفات کے ساتھ ہےمثلا اللہ تعالی کےقدم ہیں، اللہ تعالی کے ہاتھ ہیں اور دونوں ہاتھ دائیں ہیں، اللہ تعالی کی انگلیاں ہیں وغیرہ۔ اس میں ہر ہر صفت کو باسند مرفوع احادیث سے ثابت کیا ہے۔ والحمدللہ

۸:غرائب مالك

اس کتاب میں امام دارقطنی رحمہ اللہ نے موطاامام مالک سے ان روایات کوجمع کیا ہے جو منفرداورغرائب ہیں اوران روایات پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے بحث کی ہے

۹:فضائل الصحابة

فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم پر ایک عجیب وغریب انداز میں لکھی ہوئی کتاب ہے۔اس انداز میں امام دارقطنی کوسبقت حاصل ہے۔ اس کتاب میں امام دارقطنی کے منہج کی ضروری تفصیل درج ذیل ہے۔

امام دارقطنی نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد سے ثابت کی ہے۔ یہ کتاب ان گمراہ لوگوں پر زبردست رد ہے جوفضیلت علی رضی اللہ عنہ کے قائل ہیں ،لیکن صدیق اکبر کےنہیں۔

امام دارقطنی سیدنا ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ۲۱۰ احادیث وآثارلائے ہیں۔

سیدنا ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بیٹوں اوران کے اہل وعیال

سے مروی، ۱۶۰ احادیث وآثار لائے ہیں بس یہ کتاب اسی پر مکمل ہوجاتی ہے۔

۱۰:النزول

اس کتاب میں امام دارقطنی ؒ نے اس مسئلے کو (۷۸) احادیث سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالی آسمانِ دنیا کی طرف رات کے آخری تہائی حصے میں اترتے ہیں۔ سبحان اللہ، محدثین کی زندگیاں دینِ اسلام کی خدمت کے لئے وقف تھیں کہ انھوں نے کس قدر محنت سے ہر ہر مسئلے پر کتب تصنیف کیں۔ یہاں تک کہ صرف اللہ تعالی کی صفات پر کئی ایک کتب تالیف فرمائیں۔ فجزاهم الله خيرا

اس کتاب میں مسانید کے انداز سے احادیث جمع کی گئی ہیں۔ سب سے پہلے وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی احادیث لائے ہیں پھر سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی پھر دیگر صحابہ کرام کی۔

امام دارقطنی کی کتبِ جرح وتعدیل کا منہج

سؤالات ابی بکر البرقانی للامام الدارقطنی فی الجرح والتعدیل

۸۴۳ رواۃ پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے سؤال وجواب ہیں۔ حروف تہجی کے اعتبار سے یہ کتاب مرتب ہے۔ اس کتاب میں اکثر امام دارقطنی کے شیوخ یا شیوخ کے شیوخ کا تذکرہ ہے۔

سؤالات ابی عبدالرحمن السلمی للامام الدارقطنی فی الجرح والتعدیل وعلل الحدیث

۵۱۸ رواۃ پر بحث ہے۔ حروف تہجی کے اعتبار سے یہ کتاب مرتب ہے۔

سؤالات ابی عبداللّٰہ الحاکم النیشا بوری للامام الدارقطنی فی الجرح والتعدیل وعلل الحدیث

۵۳۵ رواۃ پر بحث ہے ہے۔ حروف تہجی کے لحاظ سے رواۃ مرتب ہیں۔

امام حاکم نے اہل عراق کے رواۃ جن کا انہیں علم نہیں تھا، ان کے نام لکھے اور امام دارقطنی پر پیش کردیئے۔ انہوں نے ان تمام پر حکم لگادیا۔

سؤالات حمزة بن يوسف السَهمى للامام ابى الحسن الدارقطنى فى الجرح والتعديل وعلل الحديث

امام حمزہ السہمی نے سؤالات صرف امام دارقطنی سے نہیں کیے بلکہ اس دور کے اور بھی محدثین پر کیے تھے مثلا ابو بکر الاسماعیلی ،ابن غلام الزہری ،ابو زرعہ الکشی ،ابومسعود الدمشقی وغیرہ ۔اس لحاظ سے یہ کتاب دیگر کتبِ سؤالات سے منفرد ہے ۔نیز اس کتاب میں کئی ایک متقدمین ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال بھی موجود ہیں ۔کل رواۃ ۴۶۰ ہیں ۔

سؤالات ابى عبدالله بن بكير البغدادى للام الدارقطنى فى الجرح والتعديل وعلل الحديث

امام ابن بکیر بغدادی نے امام دارقطنی سے صرف ان رواۃ کے بارے میں سؤالات کیے جو صحیح بخاری ،صحیح مسلم اور الضعفاء للنسائی کے راوی تھے ۔کل تعداد ۵۶ ہے ۔شروع میں ۳۱ رواۃ حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب ہیں پھر ”الباب الثانی ذکر ماورد فی اثبت اصحاب الشیوخ الذین دار علیھم الاسناد “ قائم ہے ۔اس میں ۳۷ سے لے کر ۵۶ تک رواۃ ہیں ۔

کتاب کی ترتیب مشہور محدثین کے شاگردوں پر الگ الگ فصول کی شکل میں ہے ،مثلا اصحاب ابن جریج وغیرہ

موسوعة اقوال الدار قطنى

اس کتاب کو السید ابوالمعاطی النوری نے جمع کیا ہے ۔اس کتاب میں امام دارقطنی کی تمام کتب اور دیگر کتبِ جرح وتعدیل سے امام دارقطنی کے اقوال جمع کیے ہیں ۔

یہ کتاب مختلف ابواب پر مشتمل ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

الباب الاول :اسماء الرجال

الباب الثانی :کنی الرجال

الباب الثالث :الابناء

الباب الرابع:الانساب

الباب الخامس :الالقاب

الباب السادس:المبھمات من الرجال

الباب السابع :اسماء النساء

الباب الثامن :الکنی من النساء

الباب التاسع:فی مصطلح الحدیث

الباب العاشر:فی مصطلح الحدیث

الباب الحادی عشر:فی العقیدہ

الباب الثانی عشر:فی العلل

الباب الثالث عشر:فی الانساب

امام دارقطنی کی دیگر کتبِ جرح وتعدیل

اسماء التابعین

تعلیق واستدراکات الدارقطنی علی کتاب المجروحین لابن حبان

الذیل علی التاریخ الکبیر

کتاب الرواۃ عن مالک

کتاب الضعفاء والمتروکین

کتاب العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویۃ

امام ابن حبان رحمہ اللہ کی کتبِ رجال کا منہج

مکمل نام :......ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد بن شہید البستی الخراسانی رحمہ اللہ

نسبتیں:......التمیمی ،الدارمی ،البستی

پیدائش اور وفات :......آپ ۲۷۱ھ میں پیدا ہوئے اور سجستان میں شوال ۳۵۴ھ کو

وفات پائی۔

مقام ومرتبہ:...... امام حاکم نے کہا: كان من أوعية العلم ---ومن عقلاء الرجال.❶

امام ذہبی نے کہا: الامام العلامة الحافظ المجود شيخ خراسان۔❷

امام خطیب بغدادی نے کہا: كان ابن حبان ثقة نبيلا فهِما ❸

امام ابن حجر نے کہا: كان من ائمة زمانه ❹

امام ابن الاثیر نے کہا: امام عصره ❺

فن رجال پر کتب:

التاريخ الكبير

تاريخ الثقات

كتاب المجروحين

علل اوهام المؤرخين

علل مناقب الزهرى عشرون جزء ا

علل حديث مالك عشرة اجزاء

علل ما اسند ابو حنيفة عشرة اجزاء

ماخالف فيه سفيان شعبة ثلاثة اجزاء

ما خالف فيه شعبة سفيان جزء ان الكنى

کل کتب ۲۶ تصنیف کیں، لیکن اکثر کتب ضائع ہو گئیں۔ ہمارے پیش نظر ان کی دو کتب ہیں جن کا منہج پیش خدمت ہے۔ یہ دونوں کتب انہوں نے اپنی کتاب التاریخ الکبیر

❶ لسان الميزان :١١٤/٥.
❷ سير اعلام النبلاء :٩٢/١٦.
❸ طبقات الحفاظ ص:٣٧٦.
❹ لسان الميزان :١١٢/٥.
❺ اللباب فى تهذيب الانساب :١٥١/١.

سے اخذ کیں۔

الثقات لابن حبان کا منہج:

امام ابن حبان جلیل القدر امام تھے، ان کی خدماتِ حدیث بہت زیادہ ہیں۔ ایک طرف انھوں نے حدیث کی ایک بہت قیمتی کتاب جو ''صحیح ابن حبان''[1] کے نام سے مشہور ہے، لکھی تو دوسری طرف فنِ رجال پر دو معتبر کتب ''الثقات'' اور'' المجروحین'' بھی لکھیں۔ بعض متاخرین نے انہیں مطلقا متساہل قرار دیا ہے جو بالکل غلط ہے۔ راقم نے مفصل بحث اپنی کتاب ''تاریخ بُست'' میں کردی ہے۔ تفصیل کا طالب اسی کی طرف رجوع کرے۔

حافظ ذہبی موقظہ (ص:۷۸) میں لکھتے ہیں: متاخرین میں کئی جماعتوں کے ہاں ثقہ کا اطلاق مجہول الحال راوی پر مشہور ہے۔ اسے مستور بھی کہتے ہیں اور ''محله الصدق'' اور ''شیخ'' کے لفظ سے بھی ذکر کرتے ہیں۔ ان اقوال پر تبصرہ کرتے ہوئے فاضل بھائی ابوالمحبوب انور شاہ الراشدی حفظہ اللہ لکھتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ یہ اس صورت میں ہے کہ اگر اس نے کوئی منکر حدیث بیان نہ کی ہو، یہی بات خود حافظ ذہبی نے بھی دوسری جگہ کہی ہے، یعنی ''عدم نکارت'' کی شرط لگائی ہے۔ آپ میزان لاعتدال میں مالک بن الخیر کے ترجمے میں فرماتے ہیں: والجمهور على ان من كان من المشائخ قد روى عنه جماعة ،ولم يأت منكر بما ينكر عليه ان حديثه صحيح ۔

علامہ معلمی یمانی رحمہ اللہ نے الثقات کے راویوں کو پانچ درجوں میں تقسیم کیا ہے[2]

تنبیہ:...... امام ابن حبان نے بعض رواۃ جن کے متعلق انھوں نے توقف کیا ہے اور ان

---

[1] صحیح ابن حبان کے منہج پر راقم نے اپنی کتاب ''تاریخ بست'' میں مفصل بحث کی ہے۔ يسر الله الاطبعه ''مجہول رواۃ کی توثیق کے متعلق جو مشہور ہے کہ امام ابن حبان متساہل ہیں'' کا مفصل رد کیا ہے۔ اور دلائل و براہین اور علماء کے اقوال کی روشنی میں سیر حاصل بحث کی ہے۔ نیز اسی مسئلہ پر ناچیز کے متعدد لیکچر بھی ہیں جو یوٹیوب چینل (ibnhanbalopenuniversity) پر موجود ہیں۔

[2] التنکیل: ۱/۴۳۵۔۴۳۴۔ (علم حدیث کو کھلواڑ اور بازیچہ اطفال بنانے کی مذموم کوشش ۔۔۔ قسط:۱۹)

کی توثیق یا تضعیف میں ان کے ہاں کوئی راجح قول نہیں تو اس کی امام ابن حبان نے خود ''المجروحین'' میں صراحت کی ہے۔بعض نے اسے متساہل قرار دیا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔ انہیں الثقات میں بھی ذکر کیا ہے اور انھیں المجروحین میں بھی لے آئے ہیں، حالانکہ الثقات میں صرف ثقہ راوی بیان کیے ہیں اور المجروحین میں ضعیف۔ بندہ ناچیز نے توفیقِ الٰہی سے مرکز التربیۃ الاسلامیہ فیصل آباد میں دورانِ زمانہ طالب علمی شیخنا المحدث ارشاد الحق اثری ﷾ کے ایماء پر کے نام سے ایک مقالہ لکھا تھا جس میں ایک سو ایسے راوی جمع کیے تھے جو امام ابن حبان ﷫ الثقات میں بھی لے آئے ہیں اور المجروحین میں بھی۔

ہمارے فاضل دوست راشدی خاندان کے چشم و چراغ سید انور شاہ راشدی ﷾ نے اپنی زیر ترتیب کتاب ''علم حدیث کو کھلواڑ اور بازیچہ اطفال بنانے کی مذموم کاوش'' میں امام ابن حبان پر سیر حاصل بحث کی ہے۔تفصیل کا طالب اس کی طرف رجوع کرے۔ جزاہ اللہ خیرا۔

امام ابن حبان الثقات میں ایک راوی کے بارے میں وضاحت کرتے ہیں: ان يمحى اسمه من كتاب المجروحين ۔ [1] نیز دیگر مثالیں دیکھنے کے لیے رجوع کریں۔ [2]

الثقات کی پہلی اور دوسری جلد سیرۃ النبی ﷺ پر مشتمل ہے، دوسری جلد کے آخر میں خلفائے راشدین کی سیرت بیان ہوئی ہے۔

تیسری جلد میں ان صحابہ کا تذکرہ ہے جنھوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا ہے۔

چوتھی اور پانچویں جلد میں تابعین کا تذکرہ ہے۔ ہر حرف میں پہلے مردوں کا تذکرہ پھر اسی حرف کے تحت خواتین کا تذکرہ ہے۔

چھٹی اور ساتویں جلد میں تبع تابعین کا تذکرہ ہے جنہوں نے تابعین سے روایات بیان کیں۔ آٹھویں اور نویں جلد میں ان رواۃ کا تذکرہ ہے جنھوں نے تبع تابعین سے روایات بیان کی ہیں۔

---

[1] الثقات:٦/٤٠٤.

[2] الثقات :٨/٧، ٨/٣٤٥، ٩/٤٥، ١٨٧/٣٦٤.

کیاامام ابنِ حبان جرح میں متشدد اور توثیق میں متساہل ہیں؟

یہ بات علامہ عبدالحی ءلکھنوی حنفی ؒ نے لکھی ہے کہ امام ابن حبان جرح میں متشدد اور توثیق میں متساہل ہیں۔❶ امام ذہبی نے ایک جگہ کہا: فأما ابن حبان فأسرف واجترأ۔❷ ایک جگہ لکھتے ہیں: وأما ابن حبان فانه خساف قصاب۔❸

اسی طرح حافظ ابن حجر نے بھی بعض مقامات پر امام ابن حبان کی سختی کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: أفرط ابن حبان فقال: يضع ۔❹

ایک غلطی پر تنبیہ کرتے ہوئے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: قال ابن حبان قال البخاری: ترکناہ۔ فاخطأ ابن حبان وانما قال البخاری: ترکناہ حیا سنة اثنتی عشرة، مات سنة ثلاث عشرة۔❺

امام ابن حبان مطلقا توثیق میں مطلق متساہل نہیں تھے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

امام صاحب نے اپنی اس کتاب کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے:

ا: وہ رواۃ جو جرح وتعدیل دونوں سے خالی ہیں۔

۲: مختلف فیہ راوی، یعنی جس پر جرح وتعدیل دونوں وارد ہوں۔

۳: جس کے معاملے میں امام صاحب متردد ہوں۔❻

علامہ سخاوی فرماتے ہیں: یعنی ہمارے شیخ حافظ ابن حجر نے اس ناحیہ (حسن کو بھی صحیح میں شامل کردینے) کے سوا امام ابن حبان کی طرف تساہل کی نسبت کی نفی کی ہے۔ فرماتے ہیں: اگر ابن حبان پر تساہل کا اعتراض اس حیثیت سے ہو کہ انھوں نے اپنی صحیح میں حسن حدیث کو بھی درج کردیا ہے تو یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں، بس وہ حسن کو بھی صحیح کا نام دیتے ہیں۔ اور اگر یہ تساہل کا الزام شروط میں خفت کی حیثیت سے ہو کہ وہ اپنی صحیح میں وہ (حدیث) لاتے

---

❶ الرفع والتکمیل ص:٢٦٤.
❷ میزان:٣/٣٥٠.
❸ میزان:٥/٥٩.
❹ تقریب:٣٠٩٥.
❺ تقریب:٦٨٨.
❻ الثقات: 1/ 11-12.

ہیں جس کے رواۃ ثقہ، غیر مدلس ہوں، سب نے ایک دوسرے سے سماع کیا ہو، نہ ارسال ہو اور نہ انقطاع ہی ہو۔ اگر مجہول الحال راوی جرح وتعدیل سے خالی ہو اور اس کا شیخ اور شاگرد دونوں ہی ثقہ ہوں، اور کوئی منکر خبر بیان نہ کی ہو تو وہ ان (ابن حبان) کے نزدیک ثقہ راوی ہے۔ اس قسم کے رواۃ ان کی ''کتاب الثقات'' میں کافی تعداد میں ہیں۔ بعض اوقات ابن حبان پر ایسے رواۃ کو اپنی کتاب میں داخل کرنے کی وجہ سے وہ لوگ اعتراض کرتے ہیں جو ان کی اصطلاح سے ناواقف ہیں.جبکہ اس پر اعتراض وارد ہی نہیں ہوتا کہ ان سے مخاصمہ کیا جائے۔ ❶

شیخ معلمی یمانی نے (التنکیل: 1/ 435(436)) امام ابن حبان کی توثیق کو پانچ اقسام میں تقسیم کیا ہے، ان کے ہاں پہلی چار قسمیں اپنے اپنے درجات کے اعتبار سے قبولیت کے درجے پر ہیں اور آخری قسم میں خلل کا اندیشہ ذکر کیا ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وإن مما يجب التنبيه عليه أيضاً ؛ أنه ينبغي أن يضم إلى ما ذكره المعلمي أمر آخر هام ، عرفته بالممارسة لهذا العلم ، قلَّ من نبه عليه ، وغفل عنه جماهير الطلاب، وهو أن من وثقه ابن حبان وقد روى عنه جمع من الثقات، ولم يأت بما ينكر عليه ؛ فهو صدوق يحتج به''

یعنی جس کی ابن حبان نے توثیق کی ہو، پھر ثقات کی ایک جماعت اس سے روایت کرتی ہو اور اس نے کوئی منکر روایت بیان نہ کی ہو تو وہ صدوق ہے، اس سے حجت پکڑی جائے گی۔ ❷

اگر قارئین پوری ''المجروحین'' کو دیکھیں تو اندازہ ہوگا کہ امام صاحب رواۃ کی احادیث کا سبر وتتبع کیا کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر امام ابن حبان کی علل پر بہت اعتماد کرتے ہیں:

ابن حجر فرماتے ہیں: ذكرا بن حبان انه مات كالذى قبله۔(تقریب:۱۷۰)

❶ فتح المغيث: 1/ 37.
❷ تمام المنة : 25.

ایک جگہ لکھتے ہیں:قال ابن حبان :لم یسمع من صحابی(تقریب:۲۳۳)

ایک جگہ لکھتے ہیں:قال ابن حبان :مات ایام عثمان(تقریب:۵۷۵)

ایک جگہ لکھتے ہیں:ذکرہ ابن حبان فی ثقات التابعین(تقریب:۵۹۰)

ایک جگہ لکھتے ہیں:قال ابن حبان :وهم من ضبطه(تقریب:۱۵۳۰)

ایک جگہ لکھتے ہیں:قال ابن حبان :مات وله مائة سنة وسنة(تقریب:۱۶۳۲)

حافظ ابن حجر کا امام ابن حبان سے اتفاق:

یونس بن یوسف (الثقات:٦٤٨/٧) قال ابن حجر:ثقة (تقریب:٨٩٣٧)

یونس بن یزید (الثقات:٦٤٨/٧) قال ابن حجر :ثقة (التقریب:٨٩٣٥)

یونس بن محمد المؤدب (الثقات:٢٨٩/٩) قال ابن حجر: ثقة (٨٩٢٨)

حافظ ابن حجر کا ابن حبان سے جزوی اختلاف:

یونس بن حارث (الثقات:٢٨٨/٩)قال ابن حجر :ضعیف (التقریب :٨٩١٣)

یوسف بن میمون القرشی (الثقات:٦٣٧/٧) قال ابن حجر: ضعیف (التقریب: ٨٨٩٩)

یوسف بن مسعود بن الحکم الزرقی الانصاری (الثقات:٥٥١/٥) قال ابن حجر: مقبول (التقریب:٨٨٩٤) یحیی بن راشد المازنی (الثقات :٦٠١/٧) قال ابن حجر:ضعیف (التقریب :٨٤٩٩)

امام ابن حبان کے دفاع اور ان کی تمام کتب کے منہج پر سیر حاصل گفتگو راقم نے اپنی کتاب ''تاریخ بُست'' میں کردی ہے۔ نیز امام ابن حبان کی تمام کتب سے ''اقوال الإمام ابن حبان فی الجرح والتعدیل'' مستقل کتاب بھی مرتب کردی ہے۔الحمدللہ۔تاکہ محقق کے سامنے امام ابن حبان کے تمام اقوال یکجا ہوں اور فیصلہ کرتے وقت انصاف کر سکے۔

کتاب المجروحین:

امام ابن حبان نے اس میں صرف اپنے نزدیک ضعیف رواۃ پر بحث کی ہے۔ پہلے

مفصل مقدمہ لکھا ہے۔

تاریخ بغداد کا منہج

اس میں امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے بغداد کے محدثین، حفاظ، قراء، خلفاء، رؤساء کا تذکرہ کیا ہے۔ نیز اس میں ان لوگوں کا بھی تذکرہ ہے جنہوں نے بغداد میں زندگی گزاری یا بغداد کی زیارت کی، اس کی بنیاد رکھنے سے لے کر امام بغدادی کے زمانے تک۔

بغداد کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں تیسری صدی ہجری میں امام احمد بن حنبل اور امام یحیی بن معین تھے۔ چوتھی صدی ہجری میں امام دارقطنی اور پانچویں صدی ہجری میں امام ابوبکر برقانی، امام ابوالقاسم ازھری اور امام خطیب بغدادی تھے ان محدثین کی وجہ سے پوری دنیا سے طلبائے علوم نبوت علمِ وحی کے حصول کی خاطر بغداد میں تشریف لائے۔

امام بغدادی کی مشہور اساتذہ جن سے تاریخ بغداد میں بہت زیادہ روایت کیا:

ابوالقاسم عبید بن احمد الازہری (۱۳۴۵ نصوص)

ابومحمد الحسن بن محمد الخلال البغدادی (۵۸۴ نصوص)

ابوالحسن احمد بن علی ابن الحسین المحتسب المعروف بابن التوزی (۲۵۱ نصوص)

ابوالحسن احمد بن محمد بن احمد العتیقی (۱۰۵۳ نصوص)

ابوالقاسم علی بن المحسن التنوخی (۸۷۲ نصوص)

ابوعلی الحسن بن احمد بن ابراہیم بن شاذان البزاز (٦٦٢ نصوص)

ابوعبداللہ الحسین بن علی بن الصمیر ی القاضی (۷۴۴ نصوص)

علی بن محمد السمسار (۵۵۰ نصوص)

ابوالفرج الحسین بن علی الطناجیری (۲۲۸ نصوص)

ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران البغدادی المعدل (۳۰۷ نصوص)

ابومحمد الحسن بن علی الجوہری (۴۲۱ نصوص)

ابوطاہر حمزہ بن محمد بن طاہر الدقاق (۱۹۷ نصوص)

عبداللہ بن یحییٰ السکری (۲۲۰ نصوص)

ابو العلاء محمد بن علی الواسطی (۵۷۳ نصوص)

ابو عمر عبدالواحد بن محمد بن عبداللہ بن مھدی البزاز (۵۴۵ نصوص)

ابوالحسن محمد بن عبدالواحد بن علی البزاز (۹۵ نصوص)

عبداللہ بن عمر بن احمد بن شاہین (۲۸۷ نصوص)

اسی طرح امام بغدادی کا بہت سا مواد بغداد سے ہی لکھی ہوئی کتب کی صورت میں ملا اور بغداد کی کئی ایک بستیوں میں سفر بھی کیے اور وہاں سے بہت سارا مواد ملا۔

امام خطیب نے ۸۷ کتب لکھیں۔آپ ۷ ذوالحجہ ۴۶۳ ہجری کو فوت ہوئے۔فوت ہونے سے پہلے اپنی تمام کتب مسلمانوں کے لیے وقف کر دیں اور ابوالفضل بن خیرون کے سپرد کر دیں تاکہ وہ لوگوں کو پڑھنے اور نقل کرنے کے لیے عاریۃً دیتے رہیں۔

تاریخ بغداد میں کل تراجم ۷۸۳۱ ہیں۔

اس کتاب پر کئی ایک ذیل بھی لکھے گئے مثلا ذیل تاریخ بغداد لابی سعد عبدالکریم بن السمعانی (م: ۵۶۲ھ) اور ذیل تاریخ بغداد لابی عبداللہ محمد بن سعید ابن الدبیثی (م: ۶۳۷ھ)

امام ابن النجار نے بھی ایک ذیل لکھا۔تاریخ بغداد کے اس ذیل کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے کیونکہ ابن نجار نے اپنے اس ذیل میں مذکورہ دو ذیلوں کو بھی جمع کر دیا ہے جس کا نام انھوں نے: "التاريخ المجدد لمدينة السلام واخبار فضائلها الاعلام ومن وردها من الاعلام" رکھا۔ابن النجار نے اپنے ذیل تاریخ بغداد میں ۱۳۵۷ رواۃ کا ذکر کیا ہے۔

ذیل سے مراد:...... کتاب پر استدراک کہ جو راوی مصنف کی شرط کے مطابق ہیں اوران کا ذکر صاحب کتاب نہیں کر سکے، ان کو الگ جمع کرنے کو ذیل کہا جاتا ہے۔

سؤالات الآجری

امام ابوداود سجستانی ؒ سے ابوعبید الآجری ؒ نے مختلف سوالات کیے تھے یہ کتب

ان سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔

یہ کتاب معروف متداول اور ثابت شدہ ہے۔امام ذہبی نے اس کتاب کے مؤلف ابوعبدالاجری پر جرح کی نفی کی ہے۔ [1]

اورانہیں حافظ کے لقب سے یاد کیا ہے۔ [2]

علامہ مزی [3] اور حافظ ابن حجر نے بھی انہیں حافظ کہا ہے۔ [4] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حافظ ذہبی کے نزدیک ثقہ ہیں اور یاد رہے کہ حافظ ذہبی نے حافظ کا درجہ ثقہ سے بھی بڑھ کر بتلایا ہے۔ [5]

امام ابوبشر الدولابی رحمہ اللہ

آپ ۲۲۴ھ کو پیدا ہوئے اور ۳۱۰ھ کو وفات پائی۔آپ کے مشہور شاگردوں میں سے امام ابن حبان، امام طبرانی اور امام ابن عدی ہیں۔

حافظ دولابی کا شمار ائمہ جرح وتعدیل میں ہوتا ہے،آپ نے جرح وتعدیل پر درج ذیل کتب لکھیں:

الكنى والاسماء للدولابى :

یہ ضخیم چھ جلدوں میں مطبوع ہے۔اس میں وہ راوی جمع کیے گئے ہیں۔جو کنیت سے مشہور تھے۔بعض کے شاگرد اور اساتذہ کا تذکرہ بھی کیا ہے اور بعض جگہ پر جرح وتعدیل کا حکم بھی لگایا ہے۔مثلا ابو یحیی نام کے کئی ایک راوی ہیں، اس کنیت کے تحت مکمل نام کے ساتھ بیان کردیتے ہیں اور بعض رواۃ پر اپنی رائے جرح وتعدیل کے لحاظ سے نقل کردیتے ہیں، مثلا:ابويحيى روح بن عبدالواحد منكر الحديث ،وابو يحيى زكريا بن

---

[1] سير اعلام النبلاء :۳۷۷/۱۱. [2] ايضا:٤٦/٩.

[3] تهذيب الكمال:٣٦١/١١.

[4] تهذيب التهذيب :١٧٠/٤.

[5] الموقظة للذهبى ص:٥٥.

منظور القرظی لیس بقوی۔ [1] یہ کتاب عام متداول ہے۔

سیر اعلام النبلاء للذہبی کا منہج

حافظ ذہبی نے یہ کتاب، تاریخ اسلام لکھنے کے بعد لکھی۔ انہوں نے مختصر الگ الگ کئی ایک محدثین پر کتب لکھیں تھی، پھر ان سب کو سیر اعلام النبلاء میں اکٹھا کر دیا۔ سیر ۷۳۲ھ کو لکھنی شروع کی اور ۷۳۹ھ میں لکھ کر فارغ ہوئے۔ سب سے پہلے سیرت رسول ﷺ اور سیرت خلفائے راشدین کو لکھا ہے پھر کئی ایک صحابہ کرام کا تذکرہ کیا ہے۔ سیر میں چالیس طبقات بنائے گئے۔ دکتور بشار عواد حفظہ اللہ نے "الذهبی وكتابه سير اعلام النبلاء" کے نام سے سیر اور حافظ ذہبی کی دیگر کتب کے منہج پر کافی بحث کی ہے۔ راوی کا مکمل نام، شیوخ اور تلامذہ کا تذکرہ، جرح و تعدیل کے اقوال، مشہور واقعات، اس سے مروی چند روایات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی کتب رجال کا منہج

مکمل نام:...... ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر العسقلانی (م ۸۵۲ھ) جو امیر المومنین فی الحدیث تھے۔ ساری زندگی حدیث اور علوم حدیث کی خدمت میں گزار دی۔ ان کے بعد ان جیسا کوئی نہیں آیا۔ محدث عبدالمحسن العباد حفظہ اللہ نے کیا خوب کہا کہ علماء دو شخصوں سے کبھی بے پروا نہیں ہو سکتے۔ ایک حافظ ابن حجر اور دوسرے شیخ البانی رحمہا اللہ۔ شیخ ابواسحاق الحوینی نے ابن حجر کو ان القاب سے یاد کیا ہے: هو الامام الحافظ النقاد، الثبت --- قاضی القضاة، شيخ الاسلام، حافظ المشرق والمغرب فی وقته، امير المؤمنين فی الحديث باتفاق اهل الانصاف من العالمين۔ [2]

"ابن حجر و دراسة مصنفاته" میں دکتور شاکر محمود عبدالمنعم نے ابن حجر کی ۲۸۱ کتب کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] الكنى والاسماء للدولابی: ٣٠٩/٦.

[2] نثل النبال: ٤٦/٤.

حافظ ابن حجر کی فنِ رجال پر کتب

۱: الاصابه فی تمییز الصحابه
۲: اِنباء الغُمَر باَبناء العُمر
۳: تبصیر المنتبه بتحریر المشتبه
۴: تعجیل المنفعة بزوائد رجال الائمه الاربعة
۵: تقریب التهذیب
۶: تهذیب التهذیب
۷: توالی التاسیس بمعالی ابن ادریس
۸: الدرر الکامنه فی اعیان المائة الثامنة
۹: رفع الاصر عن قضاةمصر
۱۰: لسان المیزان
۱۱: المجمع المؤسس للمعجم المفهرس
۱۲: نزهة الالباب فی الالقاب
۱۳: تعریف اهل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس
۱۴: الاعلام بمن ذکر فی البخاری من الاعلام
۱۵: الاعلام بمن ولی مصر فی الاسلام
۱۶: الالقاب
۱۷: تحفة اهل التحدیث عن شیوخ الحدیث
۱۸: التعریج علی التدریج
۱۹: ترجمة النووی
۲۰: التعریف الاوحد باوهام من جمع رجال المسند
۲۱: تعریف الفئة بمن عاش مئة

۲۲: تقریب التقریب

۲۳: تقویم السناد بمدرج الاسناد

۲۴: تهذیب المدرج

۲۵: توضیح المشتبه للازدی فی الانساب

۲۶: ذیل الدرر الکامنة

۲۷: طبقات الحفاظ

۲۸: فوائد الاحتفال فی بیان احوال الرجال، لرجال البخاری

۲۹: الفوائد الجمة فیمن یجدد الدین لهذه الامة

۳۰: مختصر البدایة والنهایة لابن کثیر

۳۱: مختصر تهذیب الکمال

۳۲: المسلسل بالاولیة بطرق علیة

۳۳: المشتبه

۳۴: المقصد الاحمد فیمن کنیته ابوالفضل واسمه احمد

۳۵: نزهة الالباب فی الانساب

۳۶: نهایة التقریب و تکمیل التهذیب بالتذهیب

۳۷: منتقی من تاریخ ابن عساکر

۳۷: ہُدی الساری میں رجال کی بحوث:

یہ فتح الباری کا مقدمہ ہے اس میں درج ذیل فصول میں فنِ رجال پر بحوث موجود ہیں، مثلا الفصل السادس، الفصل السابع، الفصل الثامن، الفصل التاسع ۔ ان تمام فصول میں رواۃِ حدیث پر ہی بحث کی گئی ہے۔

۳۸: حافظ ابن حجر کی کتبِ تخریج:

جب ہم ابن حجر کی کوئی بھی تخریج کی کتاب اٹھاتے ہیں تو ہمیں جا بجا رجال پر بحوث ملتی

ہیں مثلا دراية فی تخريج احاديث الهدايه ،التلخيص الحبير، الاستدراك على الحافظ العراقی فی تخريج احاديث الاحياء، تخريج احاديث الاذكار للنووی ،تخريج احاديث الاربعين للنووی ،تخريج احاديث مختصر ابن الحاجب ،تعقبات على الموضوعات ،تغليق التعليق ،التمييز فی تخريج احاديث الوجيز، المطالب العالية ،هداية الرواة الى تخريج احاديث المصابيح والمشكاة ۔

لسان المیزان کا منہج:

حافظ ابن حجر نے یہ کتاب میزان الاعتدال کو بنیاد بنا کر تحریر کی ہے اور اس میں اضافے کیے، یہ اضافے دو طرح کے ہیں:

پہلی قسم:...... مستقل اضافے ، یہ وہ تراجم ہیں جنہیں ابن حجر نے شامل کیا ہے وہ ذہبی کی کتاب میں نہیں ہیں ۔یہ وہ راوی ہیں جو ضعیف ہیں یا ذہبی کی شرط کے مطابق متقدمین کی کتب میں موجود ہیں۔ان کو ''ز'' کے ذریعے سے واضح کیا ہے۔

دوسری قسم:...... وہ تراجم جو میزان الاعتدال سے لیے گئے ہیں اور ان میں حافظ ابن حجر نے الفاظ جرح وتعدیل میں اضافہ کیا ہے یا ذہبی کے کلام پر تعقیب یا استدراک کیا ہے۔اور یہ اضافہ ذہبی کے کلام کے بعد ''انتهى ''لکھ کر حافظ ابن حجر اپنا کلام شروع کرتے ہیں ۔

یہ دونوں قسم کے اضافے کثیر تعداد میں ہیں جبکہ ابن حجر نے اصل کتاب سے ایک تہائی وہ راوی حذف کر دیے ہیں جو کتبِ ستہ کے رجال ہیں ،لیکن اس کے باوجود کتاب کا حجم اصل کتاب کے مساوی ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ابن حجر نے کتنا اضافہ کیا ہے۔

ا:...... ابن حجر نے وہ تمام راوی حذف کر دیئے ہیں جن کی روایات کتبِ ستہ میں پائی جاتی ہیں ،اس لیے کہ ان کے تراجم تفصیل کے ساتھ تہذیب الکمال میں آ چکے ہیں ،ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس کے دو فائدے ہیں پہلا :اختصار و جامعیت ،دوسرا: تہذیب الکمال کے

راوی کئی قسم کے ہیں ثقہ ائمہ کرام ،ثقہ مقبول راوی،سی ء الحفظ راوی لیکن ردنہیں کیے گئے متروک اور مجروح راوی ، اگر مقصد ان راویوں کا جاننا ہے جو متکلم فیہ ہیں تو ان کے تراجم تہذیب الکمال میں مفصل موجود ہیں۔

۲:...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کتاب کے آخر میں تمام محذوف راویوں کے نام ذکر کر دیئے ہیں۔ [1]

۳:...... حافظ ابن حجر نے ان راویوں کا اضافہ کیا ہے جنہیں عراقی نے ذہبی پر استدراک کیا ہے اور انہیں ''ذ'' کے ذریعے سے ممیز کیا ہے۔

۴:...... تراجم کو حروفِ معجم پر مرتب کیا ہے۔

۵:...... کتاب کی ترتیب راویوں کے نام، کنیتیں اور مبہمات پر ہے۔ [2]

۶:...... حافظ ابن حجر نے لسان کے شروع میں میزان کا مقدمہ نقل کیا ہے پھر اپنی طرف سے مقدمہ تحریر کیا ہے۔

۷:...... میزان الاعتدال میں کل رواۃ ۱۱۰۵۳ ہیں اور میزان کے آخری صفحے پر ذھبی نے لکھا ہے کہ یہ کتاب میں نے دو دن کم چار ماہ میں لکھی ہے ۔پھر چار سال اس پر اضافے کرتا رہا ہوں۔

تہذیب التہذیب کا منہج:

یہ کتاب تہذیب الکمال کا خلاصہ ہے جس میں کل راوی ۱۲۱۹۱ ہیں اس میں کئی ایک زیادات بھی موجود ہیں ۔ذہبی کی تذہیب التہذیب اور مغلطائی کی اکمال تھذیب الکمال سے کئی ایک فوائد جمع کیے ۔امام مزی نے جو واقعات اور روایات نقل کی تھیں حافظ ابن حجر نے انھیں حذف کر دیا ہے ۔مزی کی شرط پر کئی ایک رواۃ کا اضافہ کیا ہے۔اپنی تعلیق لکھنے سے پہلے '' قلت '' کہتے ہیں۔

---

[1] لسان المیزان :۹۸/۱.

[2] علم جرح وتعدیل از ڈاکٹر سہیل حسن ص:۴۳۹۔۴۴۰۔

تعجیل المنفعة لمن یرید زوائد رجال الائمة الاربعة کا منہج

یہ کتاب ۱۷۲۷ رواۃ کا مجموعہ ہے ۔ اصل میں یہ کتاب شریف الحسینی کی کتاب **التذکرہ فی رجال العشرة** کی تلخیص ہے جہاں ابن حجر نے اس کتاب کا خلاصہ کیا وہاں حسینی صاحب کی کئی ایک اخطاء پر نقد بھی کیا۔ مثلا:

۱:...... علامہ حسینی تصحیف کی وجہ سے غلطیوں میں واقع ہوئے ،مثلا ابراہیم بن قزعہ کے بارے میں لکھتے ہیں: مجھول عن مثله ۔اس کے رد میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں : یہ غلطی ہے جو تصحیف سے پیدا ہوئی ہے حالانکہ یہ تو ابراہیم النخعی ہیں جو قزعہ سے روایت کرتے ہیں ۔اصل عبارت اس طرح ہے: ابراهیم عن قزعة ۔تصحیف سے علامہ حسینی عن کو بن سمجھ بیٹھے (رقم:۱۷) تصحیف کی وجہ سے کئی ایک غلطیوں میں علامہ حسینی واقع ہوئے مثلا دیکھیے (رقم:۱۰۰، ۱۴۳، ۳۵۱، ۳۵۹، ۴۵۹، ۵۱۴، ۷۹۹، ۸۹۹، ۱۱۵۴)

۲:......تحریف کی وجہ سے حسینی صاحب سے غلطیاں ہوئیں جن پر حافظ ابن حجر نے نقد کیا،مثلا جبیر بن عمرو القرشی کے بارے میں حسینی نے کہا: **لا یدری من هو ؟** تو اس کے تعاقب میں حافظ ابن حجر نے کہا : **انما هو حبیب بن عمر** ۔ یہاں علامہ حسینی صاحب عمر کو تحریف کی وجہ سے کو عمرو سمجھ بیٹھے ۔(رقم:۱۲۸)

خالد الصفار کے بارے میں حسینی صاحب نے کہا: لا یعرف ۔حافظ ابن حجر نے نقد کیا اور کہا: بل هو معروف لکن تحرف اسمه ،وهو خلاد بن عیسی۔ (رقم:۲۷۰)

علامہ ہیثمی پر تعاقب :...... علامہ ہیثمی نے حسینی کی کتاب پر استدراک کیا تو اس استدراک پر بھی حافظ ابن حجر نے بعض مقامات پر نقد کیا۔تفصیل کے لیے دیکھیے: (رقم: ۱۴، ۳۶۳۳۹، ۵۳۳، ۶۷۲، ۷۷۹)

امام ابوزرعہ العراقی بن ابی الفضل العراقی پر بھی ابن حجر نے بعض مقامات پر تعاقب کیے ہیں ،مثلا: (رقم: ۳۱، ۳۶۲، ۳، ۵۰۶)

تعجیل المنفعہ کا منہج:...... حافظ ابن حجر نے اس کتاب کے شروع میں مفصل مقدمہ لکھا ہے جس میں اپنے منہج پر تفصیلی بات کی ہے جس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

علامہ ابوعبداللہ محمد بن علی بن حمزۃ الحسینی الدمشقی نے کتاب ''التذکرۃ برجال العشرۃ'' لکھی اس میں انھوں نے تہذیب الکمال کے رواۃ کے ساتھ چار کتب کے رواۃ جمع کر دیے موطا، مسند الشافعی، مسند احمد اور مسند ابی حنیفہ لخسرو۔ حسینی صاحب نے کاشف کی طرح مختصر یہ کتاب تیار کی۔ تہذیب الکمال کا میں نے خلاصہ کیا جس کا نام تہذیب التہذیب رکھا اس میں کئی ایک زیادات بھی کیے پھر اس کا ایک اور خلاصہ تقریب التہذیب کے نام سے لکھا۔

حافظ ابن حجر خود فرماتے ہیں کہ میں نے حسینی کی کتاب سے ان راویوں کو الگ کیا جو تہذیب الکمال للمزی میں نہیں تھے، پھر مجھے حسینی کی مستقل کتاب ملی جس کا نام الاکمال بمن فی مسند احمد من الرجال ممن لیس فی تهذیب الکمال ہے۔ میں نے اس کتاب سے فوائد اکٹھے کیے، پھر مجھے اپنے شیخ نورالدین الہیثمی کے ایک جز پر اطلاع ہوئی جو انھوں نے حسینی پر استدراک کیا کہ حسینی مسند احمد کے جن راویوں کو چھوڑ گئے ان کو جمع کیا پھر مجھے ابوزرعہ الدمشقی کی کتاب ملی جو ذیل الکاشف کے نام سے تھی، اس کتاب میں ان راویوں کو جمع کیا گیا جن کو ذہبی الکاشف میں نہ لائے حالانکہ وہ تہذیب الکمال میں تھے۔ میں نے ان علماء میں سے کسی کی بھی غلطی پر اطلاع پائی تو اس کا تعاقب بھی کیا۔ [1]

شیخ ابوالاشبال احمد شاغف رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ میں محقق ہیں انھوں نے ''زبدة تعجيل المنفعة کے نام سے خلاصہ لکھا ہے اور کئی ایک رواۃ کا اضافہ کیا ہے۔ اپنے زبدہ کے مقدمہ (ص:۱۰) میں لکھتے ہیں کہ میں نے تلخیص کے وقت الاکمال اور شرح المسند لاحمد شاکر سے بعض زیادات بھی کیے ہیں۔ ہر وہ ترجمہ جو تعجیل اصل کتاب میں نہ ملے وہ میری طرف سے ہے، پھر مجھے تعجیل کا نسخہ دکتور اکرام اللہ امداد الحق کی تحقیق والا مطبوعہ نسخہ ملا میں نے اس سے تقابل کیا اور بعض ان کے استدراک سے اضافہ کیا خصوصاً وہ رواۃ جن کا تعلق مسند امام

[1] تعجيل المنفعة :۱/۲۳٦ـ۲۳۷.

ابوحنیفہ سے ہے اور میں نے بعض رموز کی تصحیح کی جو میرے پاس ناقص تھے۔اس میں کل رواۃ ۱۴۰۰ ہیں۔

تعجیل المنفعة پر شیخنا المحدث ارشاد الحق اثری ﷾ نے ایک استدراک بنام ''اتمام المنفعة بتعجیل المنفعة'' لکھا ہے، جو مطبوع ہے۔

تقریب التهذیب لابن حجر کا منہج

یہ فن رجال کی مختصر ترین کتاب ہے جس میں کتبِ ستہ کے مؤلفین کی کتب کے رواۃ کو جمع کیا گیا ہے۔

اس کتاب کے مقدمہ میں اس کا منہج لکھا گیا ہے۔اس کتاب پر شیخ شعیب ارناؤط اور شیخ بشار عواد معروف نے مفصل کام ''تحریر تقریب التهذیب'' کے نام سے کیا، پھر تحریر کے رد میں شیخ ماہر یسین الفحل نے ''کشف الایهام لما تضمنه تحریر التقریب من الاوهام'' لکھی۔پھر عسام بن مسعود الخزرجی نے '' المحصول باوهام الحافظ بین کتاب تهذیب التهذیب و کتاب تقریب التهذیب'' کے نام سے جامع کتاب لکھی۔استاد محترم شیخ اثری صاحب نے بھی تقریب پر بعض جگہوں پر نقد کیا جو مطبوع ہے۔اسی طرح شیخ ابوالاشبال شاغف نے بھی تقریب پر کام کیا ہے اور تقریب کے ایک نسخے میں تقریب، تحریر اور **کشف الایهام** تینوں کو اکٹھا کر دیا گیا ہے یہ بھی مطبوع ہے۔اور ایک ایسا بھی نسخہ مطبوع ہے جس میں تقریب، الکاشف، طبقات المدلسین، الکواکب النیرات اور المراسیل وغیرہ کو جمع کر دیا گیا ہے۔بہت ہی مفید نسخہ ہے۔

تقریر کے شروع میں مفید مقدمہ ہے۔اس میں رواۃ کے طبقات بنائے گئے ہیں اور الفاظ جرح وتعدیل کی درجہ بندی کی گئی ہے، نیز اس میں کچھ رموز کی وضاحت کی گئی ہے۔کتب رجال کے مطالعہ کے دوران میں رواۃ کے ساتھ ہمیں کچھ رموز دکھائی دیتے ہیں، ان سے کیا مراد ہے؟ یہ تفصیل بہت اہم ہے۔ہر طالب علم کو اسے اچھی طرح یاد کرنا چاہیے۔مثلاً

خ: صحیح بخاری میں اس راوی کی حدیث ہے ۔

خت: صحیح بخاری میں اس راوی کی معلق روایت ہے۔

بخ: الادب المفرد للبخاری میں اس راوی کی روایت ہے۔

عخ: خلق افعال العباد للبخاری میں اس راوی کی روایت ہے۔

ز: جزء القراءۃ للبخاری میں اس راوی کی روایت ہے۔

ی: جزء رفع الیدین للبخاری میں اس راوی کی روایت ہے۔

م: صحیح مسلم میں اس راوی کی روایت ہے۔

د: سنن ابی داود میں اس راوی کی روایت ہے۔

مد: مراسیل ابی داود میں اس راوی کی روایت ہے۔

صد: فضائل الانصار لابی داود میں اس راوی کی روایت ہے۔

خد: الناسخ لابی داود میں اس راوی کی روایت ہے۔

قد: القدر لابی داود میں اس راوی کی روایت ہے۔

ف: التفرد لابی داود۔۔۔۔

ل: مسائل لابی داود۔۔۔

کد: مسند مالک لابی داود۔۔۔۔

ت: سنن الترمذی۔۔۔۔

تم: شمائل الترمذی۔۔۔۔

س: سنن النسائی۔۔۔۔

عس: مسند علی للنسائی۔۔۔

کن: مسند مالک۔۔۔

ق: سنن ابن ماجہ۔۔۔

فق: تفسیر لابن ماجہ۔۔۔

ع: کتب ستہ۔۔۔

۴: سنن اربعہ۔۔۔

تمییز: کتب ستہ کے علاوہ کسی اور کتاب کا راوی ہے۔ [1]

کیا حافظ ابن حجر کے تقریب میں تمام رواۃ پر حکموں سے اتفاق ہے؟

اکثر حکم درست ہیں۔مثلا کچھ راوی ثقہ ہیں لیکن حافظ ابن حجر نے انہیں صدوق یا ضعیف کہا ہے اور اسی طرح کچھ راوی ثقہ ہیں لیکن حافظ ابن حجر نے انہیں مقبول کہا ہے اور یہ اختلاف زیادہ نہیں ہے۔

کیا تقریب التہذیب میں کتب ستہ کے تمام رواۃ موجود ہیں؟

حافظ ابن حجر نے احاطہ کرنے کی بہت کوشش کی ہے لیکن اس کے باوجود چند راوی اس میں نہیں آسکے۔

کتب ستہ کے رجال پر کتب:

الکمال فی اسماء الرجال لعبدالواحد المقدسی جو دس جلدوں میں مطبوع ہے پھر اس کی تہذیب: تہذیب الکمال فی اسماء الرجال للمزی پھر اس کی تہذیب: تہذیب التہذیب لابن حجر ، پھر اس کی تہذیب تقریب التہذیب مشہور اور عام متداول ہیں۔ان کتب میں حروف تہجی کے اعتبار سے رواۃ جمع کیے گئے ہیں اور طریقہ یہ ہے کہ راوی کا مکمل نام پھر ''روی عن'' لکھا جاتا ہے اس کے بعد شیوخ کا تذکرہ پھر ''روی عنہ'' کے بعد شاگردوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔پھر راوی پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے محدثین کے اقوال اختصار کے ساتھ لکھے جاتے ہیں اور اس راوی سے مروی ایک روایت لکھی جاتی ہے۔اگر کوئی مشہور واقعہ اس راوی کے متعلق ہے تو اس کو بھی لکھا جاتا ہے۔آخر میں وفات اور اس وفات پر اگر کسی نے شعر پڑھے ہیں تو وہ لکھ دیے جاتے ہیں۔

عام کتب حدیث کے رجال:

درج ذیل کتب سے مل جاتے ہیں مثلا: التاریخ الکبیر للبخاری، الجرح والتعدیل لابن ابی

[1] تقریب التہذیب ص:۱۰.

حاتم، تاریخ بغداد، تاریخ دمشق، میزان الاعتدال وغیرہ۔

ائمہ اربعہ کی کتب کے رجال:

ان کتب میں امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب کتب کے رجال، امام مالک کی کتب کے رجال، امام شافعی کی کتب کے رجال اور امام احمد بن حنبل کی کتب کے رجال کے حالات ملتے ہیں مثلاً تعجیل المنفعۃ فی زوائد رجال الاربعۃ لابن حجر۔

ثقہ رواۃ پر کتب:

ثقات العجلی (م۲۶۱ھ): امام عجلی بہت بڑے محدث اور جرح وتعدیل کے امام تھے، ان کو متساہل کہنا درست نہیں ہے۔جیسا کہ استاد محترم محدث العصر شیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے اپنی کتاب ''ضوابط الجرح والتعدیل''میں تفصیل بیان کی ہے۔

کیا امام عجلی نے صرف ثقہ رواۃ پر یہ کتاب لکھی؟

جواب: نہیں بلکہ خود انہوں نے اس کتاب میں ۴۳ رواۃ کو خود ضعیف کہا ہے اور کتاب کا نام رکھا ہے معرفة الثقات من رجال اهل العلم والحديث ومن الضعفاء وذكر مذاهبهم واخبارهم ۔

چند مثالیں:

اسماعیل بن ابان کوفی ضعیف الحدیث (رقم:۸۵)

اشعث بن سوار کوفی ضعیف (رقم:۱۰۹)

اشہل بن حاتم بصری ضعیف ۔(رقم:۱۱۱)

ہیثم بن عدی طائی کذاب (۱۹۲۴)

معلیٰ بن ہلال کذاب (۱۷۶۴)

لیکچر میں ہم نے مفصل بحث کی ہے وہ بھی سماعت کیا جائے۔

الثقات لابن حبان (م۳۵۴ھ):......اس پر تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔

ثقات لابن شاہین (م۳۸۵ھ):......اس پر تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔

ضعیف رواۃ پر کتب:

(۱)الضعفاء الصغیر للبخاری (م۲۵۶):...... اس کتاب کے اکثر راوی ضعیف ہیں اوراس میں بعض ثقہ راوی بھی موجود ہیں، مثلا طلق بن حبیب کو خود امام بخاری نے صدوق کہا ہے۔(الضعفاء:۱۷۹)اس سے مقصود اس راوی سے مروی روایت کی کسی کوئی علت کی طرف اشارہ کرنا ہے۔اس میں بعض صحابہ کو بھی ذکر کیا ہے مثلا عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ(الضعفاء:۱۸۲)امام بخاری نے تنبیہ کی غرض سے ذکر کیا ہے کہ ان سے مروی روایت ان سے صحیح ثابت نہیں ہے۔

(۲)الضعفاء والمتروکون للنسائی (م۳۰۱ھ)

(۳)الضعفاء الکبیر للعقیلی (م۳۲۲ھ)......اس کتاب کی تحقیق شیخ حمدی بن عبدالمجید بن اسماعیل السّلفی رحمہ اللہ نے کی تھی جو چار جلدوں میں دارالصمیعی الریاض سے مطبوع ہے۔امام عقیلی رحمہ اللہ نے کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ بعنوان " تبین أحوال من نقل عنه الحديث ممن لم ينقل على صحبه" میں رواۃ پر جرح وتعدیل کی اہمیت کے متعلق کئی ایک محدثین کے اقوال نقل کیے ہے۔

حروف تہجی کے اعتبار سے رواۃ کو جمع کیا گیا ہے۔ ہر راوی پر باسند جرح نقل کی ہے بعض دفعہ اس سے مروی ضعیف روایت بھی لکھی گئی ہے۔اس کتاب میں کل رواۃ ۲۱۰۵ ہیں۔

(۴)الضعفاء والمجروحین لابن حبان (م۳۵۴ھ)امام ابن حبان نے اس کتاب میں ۱۲۸۴ ضعیف رواۃ پر جرح کی ہے اوران کا ضعیف ہونا ثابت کیا ہے۔لیکن کچھ ثقہ راوی بھی اس کتاب میں آ گئے ہیں، نیز تقریباً ۱۰۰ راوی ایسے بھی ہیں جن کو امام ابن حبان اپنی کتاب الثقات میں بھی لے کر آئے ہیں۔اس تساہل کی تفصیل تیسرے باب میں بیان کر دی گئی ہے۔

(۵)الکامل فی الضعفاء لابن عدی (م۳۶۵ھ) یہ مفصل کتاب ہے،اس کا ایک خلاصہ ابن المقریزی حنفی نے کیا تھا۔ یہ خلاصہ أیمن بن عارف الدمشقی کی تحقیق سے

مطبوع ہے اس وقت یہ خلاصہ ہمارے سامنے ہے یہ کتاب دارالجیل بیروت سے ایک ضخیم جلد میں شائع ہوئی ہے۔کل رواۃ کی تعداد ۲۲۰۶ ہے۔

امام ابن عدی نے ہر راوی پر باسند جرح نقل کی ہے ۔بعض دفعہ اس راوی سے مروی ضعیف روایت بھی ذکر کی ہے اور بعض رواۃ کے شاگردوں اور اساتذہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ یاد رہے کہ بعض محدثین نے اس کتاب پر تنقید بھی کی ہے ۔جس کی تفصیل کے لیے ایمن بن عارف الدمشقی کا مقدمہ خلاصہ الکامل فی الضعفاء (ص:۱۰۔۱۷) کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔

امام ابن عدی کا منہج:

أیمن بن عارف الدمشقی نے مقدمہ (ص:۱۷۔۳۰) میں امام ابن عدی کے منہج پر مفصل بحث کی ہے۔ کچھ ضروری باتیں پیش خدمت ہیں:

۱:...... ہر وہ راوی ذکر کیا ہے جس پر خواہ ادنی جرح بھی ہو اگرچہ وہ بخاری و مسلم کا راوی کیوں نہ ہو۔ ❶

۲:......سوائے ایک عورت بھیتہ کے علاوہ کسی اور کا ذکر نہیں کیا۔ ❷

۳:......متقدمین کے اقوال ذکر کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔ بطور تنبیہ عرض ہے کہ امام ابن معین ،امام ابوحاتم اور امام ابوزرعہ رازی اور امام ابوزرعہ الدمشقی کے اقوال نہ ہونے کے برابر ذکر کیے ہیں ۔تفصیل کے لیے اس پر ہمارا لیکچر سماعت فرمائیں۔

کتاب الضعفاء والمتروکین للدولابی

امام دولابی کی اس کتاب سے محدثین نے بہت استفادہ کیا ہے۔ان کے شاگردوں میں امام ابن عدی ہیں ، انھوں نے کئی ایک اقوالِ جرح اپنے استاد امام دولابی سے اپنی کتاب الكامل فی ضعفاء الرجال و علل الحديث میں نقل کیے ہیں ۔حافظ ذہبی نے

---

❶ سير اعلام النبلاء :١٥٥/١٦.

❷ الكامل في الضعفاء رقم:٣٠١.

انھیں ”ذکر من یعتمد قوله فی الجرح والتعدیل“ (ص:۱۸۹،رقم:۴۲۷) اور حافظ سخاوی نے ” المتکلمون فی الرجال“ (ص:۱۰۱،رقم:۸۵) میں ذکر کیا ہے۔

یادر ہے امام دولابی کی یہ کتاب غیر مطبوع ہے، اس کا ذکر کتبِ جرح وتعدیل میں ملتا ہے، مثلاً مقدمہ میزان الاعتدال للذہبی: (۱/۲) لسان المیز ان لابن حجر میں اس کا ذکر کافی مقامات پر ملتا ہے مثلاً: ۲/۲۵۸، ۴/۲۶۴۔

(۶) میزان الاعتدال للذہبی (م ۷۴۸)

(۷) لسان المیز ان لابن حجر (م ۸۵۲ھ)

طبقات رجال پر کتب:

مختلف محدثین نے رجال کے طبقات بنا کر الگ الگ کتب بھی لکھیں، جن کی ضروری تفصیل پیش خدمت ہے۔

طبقہ کا مفہوم:...... حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: الطبقة فی اصطلاحھم عبارة عن جماعة اشتركوا فی السن ولقاء المشائخ۔ محدثین کے ہاں طبقہ اس جماعت کو کہتے ہیں جو عمر اور اساتذہ سے ملاقات میں ایک دوسرے کے شریک ہوں۔ [1]

طبقات پر لکھی گئی کتب:

الطبقات الکبری لابن سعد :...... یہ کتاب پانچ طبقات پر مشتمل ہے جیسا کہ امام عراقی نے کہا ہے۔ پہلا طبقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر مشتمل ہے اس کے بعد تابعین کو چار طبقات میں تقسیم کیا ہے، تابعین میں تبع تابعین کو بھی جمع کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے تبع تابعین کی تابعین سے تمیز کرنا مشکل ہے۔ راوی کے حالات کے ساتھ بسا اوقات جرح وتعدیل کے اقوال بھی ذکر کرتے ہیں۔

طبقات لمسلم بن الحجاج القشیری :...... اس میں صرف صحابہ وتابعین

[1] نزهة النظر ص:٦٦.

کے نام ذکر کیے ہیں ۔صحابہ کرام کو ایک طبقہ میں اور تابعین کو تین طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ مفصل حالات سے یہ کتاب خالی ہے۔

امام ذہبی کی طبقات پر کتب:...... امام ذہبی نے اپنی متعدد کتب میں طبقات کا لحاظ رکھا ہے مثلا تاریخ الاسلام ،سیر أعلام النبلاء ،تذکرۃ الحفاظ ،المعین فی طبقات المحدثین اور طبقات الشیوخ وغیرہ ۔ان تمام کتب میں طبقات کی تحدید ایک جیسی نہیں ہے ۔مثلا تاریخ الاسلام کو ستر طبقات میں تقسیم کیا ہے اور ہر طبقہ کی مدت دس سال رکھی ہے۔تذکرۃ الحفاظ کو اکیس طبقات میں تقسیم کیا ہے اور سیر اعلام النبلاء کو چالیس طبقات میں تقسیم کیا ہے۔

تقریب التہذیب میں طبقات کی تفصیل:...... حافظ ابن حجر نے اپنی اس کتاب میں بارہ طبقات بنائے ہیں ۔تمام صحابہ کو ایک ہی طبقہ میں رکھا ہے ۔تابعین کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا ہے : طبقہ کبری ،طبقہ وسطی ،طبقہ ملحقہ بالوسطی ،طبقہ صغری اور طبقہ ملحقہ بالصغری ۔تبع تابعین کو تین طبقات میں تقسیم کیا ہے : کبری ،صغری اور وسطی ۔اتباع تبع تابعین کو بھی تین طبقات پر تقسیم کیا ہے ۔کبری ، وسطی اور صغری ۔ان طبقات میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی کسی خاص مدت کی تحدید نہیں کی ۔ان طبقات کی تفصیل تقریب التہذیب کے مقدمہ میں موجود ہے۔

دیگر فنون کے ماہرین کے طبقات پر کتب:

قراء کے تراجم پر مشتمل خلیفہ بن خیاط کی کتاب طبقات القراء

فقہاء کے تراجم پر مشتمل ابو اسحاق شیرازی کی کتاب طبقات الفقہاء

صوفیہ کے تراجم پر مشتمل ابو عبدالرحمن السلمی کی کتاب طبقات الصوفیہ

شعراء کے تراجم پر مشتمل محمد بن سلام الجمحی کی کتاب طبقات الشعراء

ادباء کے تراجم پر مشتمل ابو البرکات انباری کی کتاب نزھۃ الالباء فی طبقات الادباء

نحاۃ کے تراجم پر مشتمل ابو بکر الزبیدی کی طبقات النحویین

اطباء کے تراجم پر مشتمل ابو داود سلیمان بن حسان الاندلسی کی طبقات الاطباء والحکماء

نسب کی بنیاد پر کتب رجال:...... ان کتب میں ایک خاندان یا ایک قبیلہ کے رواۃ

حدیث کو جمع کر دیا گیا ہے ۔اس فن پر امام ابن سعد کی الطبقات الکبری اور امام سمعانی کی الانساب عام مشہور ومتداول ہیں۔

شہروں کی بنیاد پر کتب رجال:...... ان کتب میں شہروں اور ملکوں کے رواۃِ حدیث کو الگ الگ جمع کر دیا گیا ہے مثلا الطبقات لمسلم بن الحجاج القشیری، مشاہیر علماء الامصار لابن حبان، تاریخ دمشق لابن عساکر، تاریخ بغداد للخطیب البغدادی، تاریخ بخاریٰ، تاریخ سمرقند ،تاریخ بیہق ،تاریخ نیساپور وغیرہ۔

حروف تہجی کے اعتبار سے کتب جرح وتعدیل:

ان کتب میں راوی تلاش کرنا نہایت آسان ہے ۔لغت کی طرح حرف تہجی کی مدد سے جلد مطلوب تک پہنچا جاتا ہے۔اس ترتیب پر درج ذیل کتب لکھی گئی ہیں مثلا :التاریخ الکبیر للبخاری ،الکنی لمسلم بن الحجاج ،الضعفاء للعقیلی ،الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم،المجروحین لابن حبان،میزان الاعتدال للذہبی ،تہذیب الکمال للمزی ،تہذیب التہذیب لابن حجر وغیرہ۔

جامع السؤالات الحديثية

فن رجال کی پچیس کتبِ سوالات پر مشتمل یہ قیمتی کتاب مطبوع ہے، اس میں ان پچیس کتب کو جمع کیا گیا ہے جن میں تلامذہ نے اپنے شیوخ سے جرح وتعدیل کے متعلق سوالات کیے۔ یہ کتب الگ الگ بھی مطبوع ہیں ۔دکتور شادی بن محمد سالم آل نعمان حفظہ اللہ نے ان تمام کونو جلدوں میں حروف تہجی کے اعتبار سے رواۃ کو جمع کر دیا ہے اور ہر راوی کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے وہ تمام اقوال کو جمع کر دیا گیا ہے جو ان کتب میں موجود ہیں۔ یہ بہت عمدہ اور لائق تحسین کام ہے۔اللہ تعالی جامع اور ناشر کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین

وہ پچیس کتب درج ذیل ہیں :

۱: تاريخ الدوری عن ابن معين

۲: تاريخ عثمان بن سعيد الدارمی عن ابن معين

۳: سؤالات ابن الجنيدعن ابن معين

۴: سؤالات ابن محرز عن ابن معين
۵: سؤالات ابن طهمان الدقاق
۶: تاريخ هاشم بن مرثد الطبرانى عن يحيى بن معين
۷: تاريخ ابن معين رواية أحمد بن على بن سعيد المروزى
۸: كتاب العلل و معرفة الرجال عن الامام احمد بن حنبل
۹: كتاب العلل رواية المروذى و صالح بن احمد والميمونى و غيرهم لامام احمد
۱۰: سؤالات ابى داود لامام احمد
۱۱: سؤالات ابن هانى ء لامام احمد
۱۲: سؤالات ابى بكر الاثرم لامام احمد
۱۳: مسائل الامام احمد بن حنبل رواية ابى القاسم البغوى
۱۴: مسائل الامام احمد رواية ابنه صالح
۱۵: سؤالات ابى عبدالرحمن السلمى للدارقطنى
۱۶: سؤالات حمزه بن يوسف السهمى للدارقطنى
۱۷: سؤالات البرقانى للدارقطنى
۱۸: سؤالات الحاكم النيسابورى للدارقطنى
۱۹: سؤالات ابى عبداللّٰه بن بكر البغدادى لامام ابى الحسن الدارقطنى
۲۰: سؤالات محمد بن عثمان بن ابى شيبه لامام على بن المدينى
۲۱: جزء فيه مسائل ابى جعفر محمد بن عثمان بن ابى شيبة عن شيوخه
۲۲: سؤالات البرذعى لابى زرعة و معه كتاب اسامى الضعفاء
۲۳: سؤالات ابى عبيد الآجرى لامام ابى داود السجستانى

۲۴: سؤالات مسعود بن علی السجزی للحاکم

۲۵: سؤالات ابی طاھر السلفی أبا الکرم خمیس بن علی الحوزی

نثل النبال بمعجم الرجال از محدث العصر ابو اسحاق الحوینی حفظہ اللہ

یہ کتاب چار جلدوں میں مطبوع ہے اس میں حوینی صاحب کے شاگرد ابو عمرو احمد بن عطیہ الوکیل حفظہ اللہ نے بڑی محنت سے ان کی تمام کتب سے رواۃ پر جرح وتعدیل کی بحوث جمع کر دی ہیں۔ یہ ایک بے مثال کتاب ہے، خصوصاً مختلف فیہ رواۃ پر کس کو راجح کہنا ہے؟ بہت عمدہ بحوث ملتی ہیں۔

علمائے احناف اور جرح وتعدیل

جب ہم علمائے احناف کی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ جرح وتعدیل کے لحاظ سے جب بحث کرتے ہیں تو وہ بالکل منہج محدثین کے برخلاف اپنا فیصلہ دیتے ہیں۔ بالفاظ دیگر احناف اپنی خواہشات کے پیچھے لگ کر جرح وتعدیل کے علم کو ختم کرنے کے لیے غلط چالیں چلتے ہیں۔ ان کی کوشش ہے کہ کسی نہ کسی طرح علم جرح وتعدیل کی تعبیریں محدثین سے ہٹ کر نکالیں۔ اس پر ہماری مفصل کتاب ہے جو کسی موقع پر شائع کی جائے گی۔ ان شاء اللہ